فرمانروایانِ اسلام

ڈاکٹر غلام جیلانی برق



فرمانروایانِ اسلام

(لین پول)

مترجم
ڈاکٹر غلام جیلانی برق

الفیصل
ناشران و تاجرانِ کتب
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

923.1 Barq, Ghulam Jilani
Farmarawayan-e-Islam/ Ghulam Jilani Barq.- Lahore: Al-Faisal Nashran, 2012.
306p.

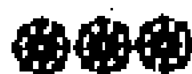
1. Sawaneh I. Title Card.

ISBN 969-503-836-0

جنوری 2012ء
محمد فیصل نے
آر۔آر پرنٹرز سے چھپوا کر شائع کی۔
قیمت:-/300روپے

AL-FAISAL NASHRAN
Ghazni Street, Urdu Bazar, Lahore, Pakistan
Phone: 042-7230777 & 042-7231387
http: www.alfaisalpublishers.com
e.mail: alfaisalpublisher@yahoo.com

فہرست



ابتدائیہ

ڈاکٹر غلام جیلانی برق کی تصانیف وتعارف

ڈاکٹر غلام جیلانی برق 1901ء میں کسبال (ضلع اٹک) میں پیدا ہوئے اور 12 مارچ 1985ء کو اس دارفانی سے کوچ فرماگئے۔آپ کے والد علاقے کے دینی اور مذہبی عالم تھے۔ان کا نام محمد قاسم شاہ تھا اور گاؤں میں ایک مسجد میں امامت کرتے تھے۔اور پھر اس مسجد کو خود اپنے وسائل سے تعمیر کروایا۔جو ابھی کسبال میں قائم ودائم ہے اور جناب قاسم شاہ صاحب اور انکی اہلیہ اسی مسجد کے احاطے میں مدفون ہیں۔ڈاکٹر صاحب نسل درنسل ایک مذہبی ودینی خانوادے سے تعلق رکھتے تھے۔ابتدائی تعلیم دینی مدرسوں میں حاصل کی جس میں مولوی فاضل، منشی فاضل، ادیب فاضل وغیرہ شامل ہیں۔پھر بائیس سال کی عمر میں میٹرک کیا اور انگریزی تعلیم کی طرف راغب ہوئے۔عربی میں گولڈ میڈل لیا۔ایم اے فارسی کیا اور 1940ء میں پی ایچ ڈی کیا۔اس وقت آپ 37 سال کے تھے۔اور تھیسس انگلش زبان میں امام ابن تیمیہ لکھا۔اس کی تصحیح مولانا مودودی سے کروائی۔پہلے مولوی تھے مسجد میں نماز پڑھاتے تھے پھر 1920ء سے 1933ء تک اسکول ٹیچر رہے پھر 1934ء سے 1957ء تک کالج میں عربی کے پروفیسر رہے۔آپ کے PHD کا تھیسس HARVARD اور OXFORD یونیورسٹیوں سے پاس ہوا۔اور یوں آپ مولوی غلام جیلانی سے ڈاکٹر غلام جیلانی برق بن گئے۔آپ کی پیدائش سے پہلے آپ کی والدہ نے خواب دیکھا کہ آسمانوں میں پرندے اُڑ رہے ہیں اور ان کی چونچوں میں تختیاں ہیں۔ایک پر ڈاکٹر صاحب کا نام سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے۔اور باقی دوسرے بھائیوں کا نام عام حروف میں لکھا ہے۔

آپ کے بڑے بھائی غلام ربانی عزیز بھی پچیس اسلامی کتب کے مصنف تھے اور گورنمنٹ سروس کے آخر میں قصور کالج سے بطور پرنسپل ریٹائرڈ ہوئے۔آپ نے کئی کتب کا عربی سے اُردو میں ترجمہ کیا۔اسلام پر تحقیقی کتب لکھیں جس میں اسلام کا طول وعرض، حکمائے عالم مشہور ہیں۔آپ کے سب سے بڑے بھائی نور الحق علوی تھے۔جو عربی کے بہت بڑے عالم تھے۔آپ اورینٹل کالج لاہور میں پروفیسر تھے۔(1915ء تا 1944ء) اور عربی گرائمر پر مستند عالم سمجھے جاتے تھے۔علامہ اقبال آپ سے عربی گرائمر اور

عربی تاریخ ادب پر اکثر تبادلہ خیال کرتے اور مشورہ لیتے۔ (میری داستان حیات۔ڈاکٹر برق) اس کا ذکر ڈاکٹر برق صاحب نے اپنی خودنوشت داستان حیات میں کیا ہے۔ڈاکٹر صاحب کے رشتہ دار بھی اسلامی رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔

جناب غلام ربانی عزیز کو 1982ء میں سیرت طیبہ لکھنے پر آدم جی ایوارڈ بھی ملا تھا۔سیرت طیبہ پر آپ نے دو کتب تحریر کی تھیں۔ برصغیر میں تین بھائی اور تینوں اسلامی علوم کے عالم۔ یہ جناب قاسم شاہ صاحب اور انکی اولاد کے لئے پاک و ہند میں ایک منفرد اعزاز تھا۔ڈاکٹر صاحب کے چھوٹے بھائی غلام یحیٰی صاحب بھی تعلیم و تدریس کے شعبہ سے تعلق رکھتے تھے۔ڈاکٹر صاحب اک ہمہ جہت شخصیت اور ایک ادارہ تھے۔دلکش شخصیت کے مالک اور آنکھوں سے ذہانت عکس ریز تھی۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

آپ کا حلقہ احباب وسیع تھا۔ان میں مولانا مودودی' ڈاکٹر باقر' ڈاکٹر عبداللہ' شورش کاشمیری' پروفیسر اشفاق علی خان' جنرل عبدالعلی ملک (شاگرد) ڈاکٹر فضل الٰہی (جید عالم) مولانا زاہد الحسینی' مولوی غلام جیلانی' پروفیسر ڈاکٹر اجمل' ڈاکٹر حمید اللہ' پروفیسر سعادت علی خان' عنایت الٰہی ملک' (مصنف و مولف) میاں محمد اکرم ایڈووکیٹ' مولانا عبدالماجد دریا آبادی' حفیظ جالندھری' طفیل ہوشیار پوری' جنرل شیریں دل خان نیازی' پروفیسر سعد اللہ کلیم صاحب (مصنف)، کیپٹن عبداللہ خان (مصنف و مولف) صوفی غلام مصطفےٰ تبسم' شیخ عبدالحکیم' شیخ محمد افضل صاحب سردار امیر اکبر خان (مشہور ایڈووکیٹ) کرنل محمد خان' جنرل شوکت' جنرل شفیق الرحمان' احمد ندیم قاسمی' جسٹس کیانی شامل تھے۔

الفیصل ناشران و تاجران کتب کو یہ اعزاز حاصل ہوگا کہ ڈاکٹر صاحب کی کتب کو اعلیٰ درجے کی طباعت' کاغذ' متناسب سائز' دیدہ زیب سرورق اور خوب صورت آرٹ و مصوری سے مزین کریں اور قارئین کو پیش کریں۔ڈاکٹر صاحب کو خوبصورتی' حسن کائنات' جمال' موسیقیت' فنون لطیفہ سے عشق تھا کیوں کہ بقول ان کے اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ڈاکٹر برق اک عہد ساز انسان تھے اور مستقبل پر گہری نگاہ رکھتے تھے۔ہم ان کی اس خواہش کو پورا کرنے کی حد درجہ کوشش کر رہے ہیں اُمید ہے ہمارا معیار اشاعت و طباعت قاری کے ذوق سلیم کے مطابق ہوگا۔کتاب قاری اور مصنف کے درمیان پل کا کام کرتی ہے۔اس لئے یہ پل یہ رابطہ حسین سے حسین تر کی جانب سفر کرتا رہے گا۔(انشاءاللہ)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ناشر: محمد فیصل

حرفِ اوّل

لین پول نے اس کتاب کی تصنیف پر بیس برس صرف کیے اور نہایت قابل اعتماد ذرائع سے معلومات حاصل کی ہیں۔ اس کتاب کا سب سے بڑا وصف یہ ہے کہ دنیائے اسلام کے تمام فرمانروا سلسلے جو زمین کے مختلف حصوں پر آج تک حکمران رہے ہیں، یہاں جمع کر دیے گئے ہیں اور یہ وصف عربی اور فارسی کی کسی اور کتاب میں موجود نہیں۔ اس میں کلام نہیں کہ کچھ سلسلے رہ بھی گئے ہیں مثلاً ملوک شبانکارہ، ملوک ہرموز سادات مرعشی وغیرہ۔ لیکن وہ اس قدر غیر اہم اور غیر معروف تھے کہ ان کے متعلق معلومات فراہم کرنا مشکل تھا اور غالباً اسی وجہ سے وہ نظر انداز کر دیے گئے۔ دوسری جنگ کے بعد کئی نئی اصلاحی سلطنتیں ظہور میں آئیں۔ مثلاً انڈونیشیا، ملایا، پاکستان، عراق، کویت، وفاقِ جنوبی عرب، شام، جارڈن، لیبیا، طرابلس، سوڈان اور کئی افریقی ریاستیں ان کا ذکر اس کتاب میں موجود نہیں۔ کیوں کہ یہ کتاب بہت پہلے کی لکھی ہوئی ہے ان سلسلوں کو ضبط کرنے کے لیے نئی کتاب کی ضرورت ہے۔

فاضل مصنف نے ۱۱۹ سلسلوں کا ذکر کیا ہے اور ہر سلسلے کے متعلق تین باتوں کا خاص التزام کیا ہے۔

اول۔ ان اسباب کا سراغ لگایا جو اس سلسلے کے ظہور و عروج کا باعث بنے۔

دوم۔ اس سلسلے کے تمام فرمانرواؤں کے نام بہ ترتیب جلوس و بہ قید سنین ہجری و عیسوی درج کیے۔

سوم۔ اور ہر سلسلے کے آخر میں اس کا مکمل شجرۂ نسب دے کر یہ بھی بتا دیا کہ ترتیب جلوس میں اس کا نمبر کیا تھا۔ بدیگر الفاظ اسلام کی تیرہ سو سالہ تاریخ پوری صحت، جامعیت اور اختصار کے ساتھ ان چند سو صفحات میں آ گئی ہے۔ یہ امتیاز صرف اسی کتاب کو حاصل ہے کہ مکمل ہونے کے

علاوہ صحیح بھی ہے اور مختصر بھی، ورنہ اکثر تاریخوں کے واقعات مشتبہ اور سنین غلط ہوتے ہیں اور ایک محقق ان پر اعتماد نہیں کر سکتا۔

مترجم کا اضافہ

(۱) مصنف نے ۱۸۹۳ء تک کے واقعات کا ذکر کیا تھا، میں نے حواشی میں یہ سلسلہ ۱۹۶۴ء تک پہنچا دیا ہے۔ (۲) اصل کتاب کی بعض تاریخیں اہل مطبع کی غفلت کی وجہ سے غلط درج ہو گئی تھیں انہیں صحیح کر دیا ہے۔ (۳) اور رجال و اماکن کے متعلق پاورق میں تشریحی نوٹ دے دیے ہیں۔ ان تشریحی حواشی، شہور وسنین کی اس تصحیح اور واقعات کے اس اضافے کے بعد یہ ترجمہ اصل کتاب سے بھی زیادہ مفید بن گیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ ہندو پاکستان کے محققین اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔

باقی زبانوں میں تراجم

گو یہ کتاب حجم کے لحاظ سے چھوٹی ہے لیکن دنیا کے علم میں اس قدر شہرت حاصل کر چکی ہے کہ مشہور مستشرق برہلڈ نے اس کا روسی زبان میں، خلیل ادہم نے ترکی میں اور عباس اقبال نے فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔ اسی طرح مشہور مستشرق زنبار Zanibour نے تاریخ اسلام کے متعلق جو نسب نامہ تیار کیا تھا۔ اس کا ماخذ بھی یہی ہے۔ بحمد اللہ کہ آج اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی تیار ہو گیا ہے اور طلبۂ ہندو پاکستان کی ایک بہت بڑی ضرورت پوری ہو گئی ہے۔

کیمبل پور

۲۰۔ جون ۱۹۶۷ء

والسلام

برق

مقدمۂ مؤلف

میں نے برٹش میوزیم میں بیس برس تک اسلامی سکول کے متعلق تحقیق کی اور یہ کتاب اسی تحقیق کا نتیجہ ہے۔ جب میں اپنی کتاب ''فہرست سکوکاتِ شرقی و ہندی'' کی تیرہویں جلد لکھ رہا تھا تو مجھے بار بار تاریخی فہرستوں کی طرف رجوع کرنا پڑتا تھا۔ انگریزی میں اس فن پر صرف ایک ہی ماخذ تھا۔ یعنی پرنسپ Princep کی تاریخی فہرستیں۔ جنہیں ایڈورڈ تھامس نے طبع کیا تھا۔ دورانِ تحقیق مجھے معلوم ہوا کہ پرنسپ کی یہ فہرستیں بعض مقامات پر غلط ہیں۔ چنانچہ صحیح اسماو سنین حاصل کرنے کے لیے مجھے اسلامی مآخذ کی طرف رجوع کرنا پڑا۔ ''فہرست مسکوکات'' کے مقدمہ میں جس قدر اسلامی سلاطین اور ان کے سلسلوں کا ذکر آیا ہے وہ خاص مشرقی مآخذ سے حاصل کیے گئے ہیں۔ عموماً میں سوچا کرتا تھا کہ اگر ان سلسلوں کو علیحدہ کتابی صورت میں طبع کرا دیا جائے تو یقیناً مفید رہے گا۔ چنانچہ فہرست مسکوکات کی تکمیل کے بعد سلاطین اسلام کی فہرستوں اور نسب ناموں کو جداگانہ شائع کر رہا ہوں۔

یہاں یہ عرض کر دینا بے جا نہ ہوگا کہ اس کتاب کے مندرجات ''فہرست مسکوکات'' کی بالکل نقل نہیں ہیں بلکہ اس میں مندرجہ ذیل اضافے کیے گئے ہیں۔

(۱) اس کتاب میں چند ایسے سلسلوں کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے جو ''فہرست مسکوکات'' میں شامل نہیں تھے۔

(۲) اور ہر سلسلے سے پہلے ایک تاریخی مقدمے کا بھی اضافہ کیا گیا ہے۔ ان مقدمات میں سلسلوں کے داخلی حالات کا ذکر موجود نہیں بلکہ صرف ان واقعات کا ذکر ہوا ہے جن کا تعلق اس سلسلے کی بقا و فنا سے تھا۔ نیز ہر سلسلے کے اصل و نسب، وسعتِ سلطنت اور مراحل عروج و زوال سے بھی بحث کی گئی ہے۔

شروع میں میرا ارادہ ایک مختصر سی کتاب تیار کرنے کا تھا۔ اس لیے تاریخی واقعات نہایت مختصراً بیان ہوئے۔ چونکہ آج تک دنیائے علم میں کوئی ایسی کتاب موجود نہ تھی جو مختلف اسلامی فرمانرواؤں کے باہمی تعلقات، ان کے مراتب اور طریقِ کار پر روشنی ڈالتی اور یہ بتاتی کہ کون کس کا جانشین بنا۔ اس لیے یہ کتاب طلبۂ تاریخ کے لیے بہت مغتنم ثابت ہوگی، اور میں اپنے طویل تحقیقاتی تجربے کی بنا، پر کہہ سکتا ہوں کہ ایسی کتاب کی شدید ضرورت موجود تھی۔ جواب پوری ہو گئی۔

طبقات سلاطین دیتے وقت میں نے جغرافیائی ترتیب کو مدِ نظر رکھا ہے یعنی آغازِ اسپانیہ سے کیا، جو سب سے پہلے خلفائے بغداد کی اطاعت سے آزاد ہوا تھا اور افغانستان و ہندوستان کے ذکر پر کتاب کا خاتمہ کیا۔ صرف ایک آدھ مقام پر جغرافیائی ترتیب کو مجبوراً نظر انداز کرنا پڑا۔ مثلاً اصل کتاب کا صفحہ ۹۸ ملاحظہ ہو۔ جہاں اس ترتیب کا خیال نہیں رکھا گیا۔

ہر سلسلے کا آغاز ایک تاریخی مقدمہ سے کیا گیا ہے۔ بعد میں بادشاہوں کی فہرست اور شجرۂ نسب درج ہے۔ ہجری سالوں کے ساتھ عیسوی سال بھی دیے ہیں اور مقدمہ میں جہاں کہیں صرف ہجری سال دیا ہوا ہے، اسے باریک خط میں لکھا گیا ہے تاکہ ہجری و عیسوی میں امتیاز باقی رہے۔

ہر فہرست کے آخر میں خطوط وحدانی کے اندر اس خاندان کا ذکر کیا گیا ہے جو پہلے کا جانشین بنا۔

آغازِ کتاب میں سلاطینِ اسلام کے دو جدول دیے گئے ہیں۔ ایک میں عہدِ خلفاء کا ذکر ہے اور دوسرے میں ان سلاطین کا جو خلفاء (امیہ و عباسیہ) کے بعد آئے۔ ان جداول سے ہر سلطنت کی وسعت و حالت معلوم ہو سکتی ہے۔ جو لوگ فنِ سکہ شناسی سے دلچسپی رکھتے ہیں، وہ ان جداول سے فوراً معلوم کر سکتے ہیں کہ کس سلسلہ کا کس زمانہ میں سکہ چلتا تھا۔ علاوہ ازیں مختلف خاندانوں کی حدودِ سلطنت، جغرافیائی لحاظ سے ان کا مقام، باہمی روابط اور مختلف ولایات و ممالک میں کون کس کا جانشین بنا۔ یہ سب وہ مسائل ہیں جو ان جداول سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

خلفائے (امیہ و عباسیہ) کی حدودِ سلطنت مغرب میں اندلس اور مشرق میں کنارِ جیحوں تک پھیلی ہوئی تھیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ خلافت کا زوال اس کے انتہائی نقطوں سے شروع ہوا۔ سب

سے پہلے سلاطینِ قرطبہ خلفائے مشرق کے حلقۂ اطاعت سے آزاد ہوئے۔ اس کے بعد ادارسیہ، بنی، غلب، بنی طولون، آل، اخشید اور فاطمی خلفاء نے نہ صرف آزادی کا علم بلند کیا بلکہ خلافتِ بغداد کے مقابلہ میں اپنی خلافت قائم کر لی۔

اسی زمانے میں طاہری، صفاری، سامانی اور دیلمی (آل زیاد و بویہ) خلافت کے شرقی نقطے یعنی کنار جیحوں سے ابھرے اور بڑھتے بڑھتے بغداد کے قریب جا پہنچے۔ یہاں تک کہ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۳۲۴ھ (۱۹۔ دسمبر ۱۹۳۵ء) کو دیلمی بغداد میں داخل ہو گئے اور عنانِ اختیارات سنبھال لی۔ خلیفہ کا اثر صرف قصرِ خلافت تک محدود رہ گیا اور بعض اوقات محل میں بھی دیلمیوں ہی کی بات مانی جاتی تھی اور خلیفہ عضوِ معطل بن کر رہ گیا تھا۔

کچھ عرصہ کے بعد ترکوں کے گروہ اسلامی ممالک میں داخل ہونے لگے۔ غزنویوں نے افغانستان میں طرح سلطنت ڈالی، سلجوقیوں نے حدود مملکت ہرات سے بحیرۂ روم تک وسیع کر لیں اور بخارا سے مصر تک کے تمام ممالک زیر نگیں کر لیے۔ جب سلجوقیوں کو زوال آنے لگا تو اتابکوں یا سلجوقی سپہ سالاروں کے چند ایک سلسلے مختلف منطقوں پر حکومت کرنے لگے۔ مغرب میں شامل دیارِ بکر اور عراق پر اتابک قابض ہو گئے اور مشرق میں خوارزم شاہیوں نے ایک ایسی سلطنت کی بنیاد ڈالی جس میں نہ صرف سلجوقیوں کے بیشتر علاقے شامل تھے بلکہ اس کی حدود افغانستان (جس پر پہلے غزنوی اور پھر غوری قابض رہے) تک پھیلی ہوئی تھیں۔

اس کے بعد مشرق پر مرگ وہلاکت کا ایک طوفان ٹوٹ پڑا۔ یعنی شمالی صحراؤں سے مغلوں کا سیلاب اسلامی ممالک میں داخل ہو گیا اور ہر چیز کو خاک و خون میں ملاتا ہوا آگے نکل گیا۔ مصر میں سلطان صلاح الدین کے غلاموں نے چند اہم سلسلوں کی بنیاد ڈالی اور شمالی افریقہ کے لمبے ساحل پر بربریوں (بنی مرین، بنی زیان و بنی حفص) نے چند سلطنتیں قائم کر لیں۔ ادھر اندلس میں عیسائیوں نے مسلمانوں سے سلطنت چھین لی۔

تو یہ ہیں وہ واقعات جن پر پہلا جدول مشتمل ہے دوسرے جدول میں مغلوں کے حملے سے لے کر اب تک کے واقعات درج ہیں۔

جداول کی ترتیب یوں ہے کہ دائیں طرف انچ انچ کے فاصلہ پر قرن دکھائے گئے ہیں اور اوپر ممالک کا آغاز ۱۴۱ھ سے کیا گیا ہے۔ اس لیے کہ خلفائے راشدین کے زمانے میں حدودِ سلطنت اس تیزی سے بدلتی رہیں اور جغرافیائی حالات میں وہ مدوجزر تھا کہ کوئی تسلی بخش جدول کھینچنا آسان نہ تھا۔ اس لیے خلفائے اموی سے ابتدا کی گئی۔

ہم نے یہ کوشش تو کی ہے کہ ہر ملک کے نیچے اس کے تمام خاندانوں اور سلسلوں کا ذکر آ جائے لیکن ہر سلطنت کی جغرافیائی وسعت کو دکھانے سے ہم قاصر رہے ہیں۔ ہماری سب سے بڑی کوشش یہ تھی کہ زمان و مکان کے لحاظ سے کسی سلسلے کا ذکر اس کے اصلی اور صحیح مقام پر ہو لیکن بعض مقامات پر ترتیبی مشکلات اور قلتِ گنجائش کی وجہ سے ہم اس شرط پر بھی قائم نہ رہ سکے۔ چونکہ ترکوں اور مغلوں نے دنیا کے افکار میں کوئی اضافہ نہیں کیا تھا، اس لیے جداول میں ان کے لیے کوئی جگہ نہیں رکھی گئی۔

جداول میں کہیں کہیں مشہور بادشاہوں اور خلیفوں کے نام بھی دے دیئے گئے ہیں اور یہ عموماً اس صورت میں کیا گیا ہے۔ جب کسی فرمانروا کے نام سے محققین یورپ آگاہ تھے۔

مشرقی فرمانرواؤں کے نام اس قدر طویل ہوتے ہیں کہ یورپ کے ایک طالب علم کو عموماً پتہ نہیں چل سکتا کہ مشرق میں فلاں بادشاہ کس نام سے مشہور ہے۔ اوائل اسلام میں مردوں کے نام بسیط اور زیادہ سے زیادہ دو لفظوں سے مرکب ہوا کرتے تھے۔ مثلاً محمد، احمد اور عمر جن کے ساتھ کبھی کنیت شامل ہو جاتی تھی۔ مثلاً ابوالحسن وغیرہ اور کبھی والد کا نام بڑھا دیا جاتا تھا۔ مثلاً احمد بن طولون۔ نام لکھتے وقت کنیت کو حذف کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح ابوبکر کے ساتھ نہ خلیفہ کا لفظ بڑھانے کی ضرورت ہے نہ والد کا نام لکھنے کی۔ بعض سلسلے ایسے بھی ہیں، جن میں کئی بادشاہ ہمنام ہیں۔ ایسی صورت میں امتیاز کی خاطر کنیت اور والد کا نام درج کرنا ضروری ہے۔ ہاں اگر کسی سلسلے میں ایک نام کا ایک ہی فرمانروا ہو مثلاً احمد طولونی (احمد بن طولون) یا موسائے اول زیانی (ابوحمو) تو پھر کسی امتیازی علامت کی ضرورت نہیں۔

لیکن کچھ عرصہ بعد سلاطین نے اپنے ناموں کے ساتھ آرائشی یا مذہبی القاب لگا لیے۔ مثلاً

نورالدین وناصرالدین وغیرہ اسماء سے پہلے اورالمنصور۔السعیدوالرشید ناموں کے بعد۔ہارون کو اہل یورپ Asron کہتے ہیں اور اہل اسلام ہارون الرشید۔اسی طرح صلاح الدین ایوبی کو مغرب میں Saladin کے نام سے یاد کیا جاتا ہےاور مشرق میں الملک الناصر صلاح الدین یوسف بن ایوب۔جن بادشاہوں کے نام لمبے چوڑے ہوں وہ یا تو اپنے مشہور لقب سے پکارے جاتے ہیں اور یا اس لقب سے جو الدین کی طرف مضاف ہو۔مثلاً صلاح الدین ایوبی کے بھائی کو العادل والملک بھی کہا جاتا ہےاور سیف الدین بھی۔

اتابکان موصل اپنے ذاتی ناموں سے بھی پکارے جاتے ہیں اور ان کے القاب بھی استعمال ہوتے ہیں۔ان فرمانرواؤں کے القاب اس قدر مشہور ہیں کہ صرف لقب ہی کافی ہیں۔ مثلاً عمادالدین زنگی وعزالدین مسعود۔

اس کتاب کی فہرستوں میں عموماً کنیت کونظر انداز کر دیا گیا ہے اس لیے پہلے جزو کو ذاتی نام ہی تصور کیا جائے۔جس صورت میں کہ کئی بادشاہوں کا لقب ایک ہی ہو، وہاں ذاتی نام کا ذکر ضروری ہے۔مثلاً مملوکان (مصر) میں آٹھ فرمانرواؤں کا لقب المنصور تھا۔اب ان میں امتیاز کی صورت یہی ہے کہ ان کے ذاتی نام بھی ساتھ درج ہوں۔مثلاً المنصور تلادون۔المنصور لاچین وغیرہ۔

اگر میں یہاں ان تمام مآخذ کا ذکر کروں جہاں سے یہ معلومات حاصل کیے گئے ہیں تو ایک پورے کتب خانے کی فہرست دینا پڑے گی۔اس لیے کہ ایک مستشرق کو ایسی کتاب لکھنے کے لیے بے شمار مآخذ استعمال کرنا پڑتے ہیں۔میں نے عام معتبر اسلامی تاریخوں اور چند خاص تاریخی تصانیف اور ان مضامین سے فائدہ اٹھایا ہے جو علمی رسائل میں ایشیا اور ایشیا کے سکوں پر شائع ہونے تھے۔جہاں کہیں میں نے خاص کتاب سے کوئی خاص اطلاع حاصل کی ہے۔وہاں پاورق میں اس کا حوالہ دے دیا ہے۔

اس کتاب کی بنیاد سکوں پر رکھی گئی ہے اور مسکوکات ہی وہ معیار ہے جس سے ہم تاریخی معلومات کی صحت اور عدم صحت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔اس لیے اس کتاب کی اہمیت میں کوئی کلام

نہیں رہ سکتا۔ چونکہ یہ تصنیف اسماء وجداول سے لبریز ہے اور طباعت کی اغلاط سے اس کا محفوظ رہنا مشکل ہے۔ اس لیے میں ممنون ہوں گا اگر کوئی صاحب غلطیوں سے مجھے آگاہ فرمائیں گے تا کہ نئے ایڈیشن کے بعد ان جداول کو استعمال کرنے والے حضرات لغزش سے بچ جائیں۔

سٹینلی لین پول

(یکم اکتوبر ۱۸۹۳ء)

۱۔ ترجمہ میں یہ امتیاز قائم نہیں رکھا گیا۔ بلکہ سال عیسوی کو سال ہجری کے بعد خطوط وحدانی میں لکھ کر اوپر ع کی علامت ڈال دی گئی ہے۔

۲۔ یہ جدول ترجمہ میں شامل نہیں کیے گئے۔

۳۔ ممالک کے ذیل میں کئی خاندان دیے گئے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ خاندان ان ممالک میں پیدا ہوئے تھے۔ کس زمانے میں پیدا ہوئے؟ اس امر کے لیے اعداد قرون پر نگاہ ڈالیے جس عدد کے سامنے کسی خاندان کا ذکر ہوگا، وہی اس کا زمانہ ظہور ہوگا۔

۴۔ اصل کتاب میں یہ پیراگراف پہلے ہے اور اوپر والا پیچھے تھا۔ مضمون میں تسلسل قائم رکھنے کے لیے ہم نے ترجمے میں ترتیب بدل دی ہے۔

مقدمہ طبع جدید ۱۹۲۵ء

از مؤلف

یہ کتاب کنسٹیبل constable کمپنی لندن نے ۱۸۹۳ء میں طبع کی تھی۔ پہلا ایڈیشن مدت سے ختم ہو چکا تھا لیکن تاریخ مشرق کے طلبہ، یورپ کے سکہ شناسوں اور سب سے بڑھ کر علماء امریکہ کی طرف سے اس کی مانگ جاری تھی۔ اس لیے پہلے ایڈیشن کا عکسی نسخہ تیار کر لیا گیا۔ چونکہ عکسی نسخے میں اصلاح و اضافے کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اس لیے میں نہ تو ایڈورڈ سخاؤ Edw. Sachao سر ڈینی سن راس Sir. Denison Ras اور سر ولزلی ہیگ کی تازہ تحقیق سے فائدہ اٹھا سکا اور نہ ایشیائے خورد، شمالی ایران اور دکن کے بعض سلسلوں کا ذکر کر سکا ان نقائص کے باوجود مجھے امید ہے کہ یہ نسخہ بھی پہلے کی طرح مفید ثابت ہوگا۔

لین پول

یکم اگست ۱۹۲۵ء

باب اوّل

پہلی صدی ہجری سے ساتویں صدی ہجری تک

(ساتویں صدی عیسوی سے تیرہویں صدی عیسوی تک)

۱۔ خلفائے راشدین

۲۔ اموی

۳۔ عباسی

باب اوّل

خلفاء

(ساتویں صدی عیسوی سے تیرہویں صدی عیسوی تک)

جب ۶۳۲ء میں پیغمبر اسلام ﷺ کا وصال ہو گیا تو آنحضرت کے خسر جناب ابوبکرؓ خلیفہ منتخب ہوئے۔ آپؓ کے بعد عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ بالترتیب مسندِ خلافت پر فائز ہوئے۔ یہ چاروں فرمانروا خلفائے راشدین کہلاتے ہیں۔ ان میں سے کسی صاحب نے بھی موروثی سلطنت کا سلسلہ قائم نہیں کیا۔

۴۰ھ (۶۶۱ء) میں حضرت علی کی وفات کے بعد جناب معاویہؓ (جو امیہ کی نسل سے تھے اور قریش خاندان سے تعلق رکھتے تھے) تختِ خلافت پر متمکن ہوئے اور خلفائے اموی کے سلسلے کی بنیاد ڈالی۔ ان خلفاء کی تعداد چودہ تھی اور پایۂ تخت دمشق تھا۔ گو ۱۳۲ھ (۷۵۰ء) میں یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔ لیکن ان کی شاخ ہسپانیہ میں کچھ عرصے تک حکومت کرتی رہی۔ مشرق میں ان کے جانشین عباسی بنے جو آنحضرت ﷺ کے حقیقی چچا حضرت عباسؓ کی اولاد میں سے تھے۔ ان خلیفوں کی تعداد سینتیس تھی۔ ان کا دارالخلافہ بغداد تھا جو ۱۴۵ھ (۷۶۲ء) میں تعمیر ہوا تھا۔ اس سلسلے کو ۶۵۶ھ (۱۲۵۸ء) میں ہلاکو خان نے تباہ کر دیا۔ ان کی ایک شاخ جو "خلفائے عباسی مصر" کے نام سے مشہور ہے، کچھ عرصے تک مصر میں حکومت کرتی رہی۔ وہاں ان کا اقتدار بڑی حد تک روحانی تھا۔ جب ۹۲۳ھ (۱۵۱۷ء) میں سلطان سلیم خان اول (عثمانی فرمانروا) نے مصر کو فتح کیا۔ تو اس سلسلے کے آخری فرمانروا کو اپنے ہمراہ قسطنطنیہ لے گیا اور خلیفہ کا لقب خود اختیار کر لیا۔

آنحضرت ﷺ کے وصال کے وقت قلمروِ اسلام میں صرف جزیرہ نمائے عرب شامل تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے عہدِ خلافت میں حدودِ سلطنت کافی وسیع کر لیں ہجری کے بارہویں سال

یعنی ۶۳۳ء میں جنگ سلاسل اور چند دیگر فتوحات کی وجہ سے عراق عرب (کالدیہ) اور حیرہ پر اسلامی تسلّط ہوگیا اور ایک سال بعد جنگ یرموک نے ارضِ شام کے دروازے اسلامی عساکر پہ کھول دیے ۱۴ھ (۶۳۵ء) میں دمشق اور ۱۵ھ میں حمص، انطاکیہ اور بیت المقدس مفتوح ہوئے اور ۱۷ھ (۶۳۸ء) میں فتح کیساریہ کے بعد سارے شام پر اسلامی علم لہرانے لگا۔

اسی طرح ۱۴ھ (۶۳۵ء) میں جنگ قادسیہ کے بعد مداین (جس میں کالدیہ کے پرانے دارالخلافے (یعنی سلوکیہ اور طیسفون بھی شامل تھے) نیز عراق عرب خلیج فارس تک اسلامی سلطنت میں شامل ہوگیا۔ دو مشہور شہروں کوفہ و بصرہ کی بنا ڈالی گئی۔ ۱۷ھ اور ۱۹ء (۶۳۸ء و ۶۴۰ء) کے درمیان خوزستان اور شوستر بھی ایرانیوں کے ہاتھ سے نکل کر اسلامی قبضہ میں چلے گئے۔

اکیسویں ہجری (۶۴۲ء) میں نہاوند کی فیصلہ کن جنگ نے ساسانی خاندان کا خاتمہ کردیا اور قشون اسلام ایران پر چھانے لگے۔ ۴۱ھ (۶۶۱ء) میں ہرات فتح ہوگیا اور کچھ عرصہ بعد مسلم افواج افغانستان کو روندتی ہوئی دریائے سندھ کے کنارے تک پہنچ گئیں اور اس علاقے پر اپنی طرف سے ایک عامل (گورنر) مقرر کردیا۔

مسلمانوں نے ۵۴ھ (۶۷۴ء) میں بخارا اور ایک برس بعد سمرقند پر قبضہ کرلیا۔ لیکن اس سرزمین پر پورا تسلط نہ جما سکے۔ اننالیس برس بعد یعنی ۹۳ھ (۷۱۱ء) میں اس حصے پر بھی مکمل قبضہ ہوگیا۔ خلاصہ یہ کہ صرف چالیس برس کے عرصے میں مسلمان شام، عراق عرب، ایران، بخارا، افغانستان اور ہندوستان کے کچھ حصے پر قابض ہوگئے۔

یہ تو تھا ان کا حال مشرق میں، مغرب میں اسلامی فتوحات کی رفتار اتنی تیز نہ تھی۔ ۲۰ھ (۶۴۱ء) میں مصر فتح ہوا۔ ۲۶ھ (۶۴۷ء) میں افریقہ کا سارا ساحل قرطاجنہ[1] کے دروازوں تک اسلامی تسلط میں آ گیا۔ یہاں عربوں کو بربروں کی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ لوگ بڑے جنگجو واقع ہوئے تھے اور انہیں مسخر کرنا اتنا آسان نہ تھا جتنا عیاش ساسانیوں اور شام و مصر کے تن آسان رومیوں کو ۵۰ھ (۶۷۰ء) میں ساحلِ افریقہ پر قیروان (جواب ایک مشہور شہر ہے) کی بنیاد ڈالی گئی۔ جسے افریقی متصرفات کا پایہ تخت بنالیا گیا۔ وہاں سے قرطاجنہ پر حملہ کیا اور ۷۴ھ (۶۹۳ء)

میں اس شہر پر قبضہ جمانے کے بعد اسلامی عساکر محیط اطلس (اوقیانوس) تک نکل گئے۔

۹۱ھ (۷۱۰ء) میں طنجہ کے راستے اسپانیہ پر حملہ کیا اور وہاں طلیطلہ کو فتح کرنے کے بعد گوتھر (قوم) کے تمام متصرفات پر قابض ہو گئے۔

جنوبی فرانس بھی اسلامی یلغار سے محفوظ نہ رہا۔ ۱۰۷ھ (۷۲۵ء) میں اسلامی افواج فرانس کے وسطی حصوں تک نکل گئی تھیں۔ ۱۱۴ھ (۷۳۲ء) میں تورس Tours کے مقام پر چارلس مارٹل Charles Martel نے مسلمانوں کو شکست دے کر اس سیلاب کو روکا۔ اس شکست کے بعد بھی نربون Narboun کا شہر مسلمانوں ہی کے پاس رہا اور فرانس کے دو علاقے یعنی برگنی Boureogne اور دوپنن Daupnine کو اسلامی عساکر نے بری طرح تباہ کیا۔ تو یہ تھی اسلامی فتوحات کی کیفیت مغرب میں۔ اب ذرا ایشیائے صغیر کی طرف آیئے۔ یہاں اناطولیہ پر مسلمانوں نے بارہا چڑھائی کی۔ لیکن یونانیوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور مسلمان حملہ آوروں کو ناکام لوٹنا پڑا۔ بایں ہمہ آرمینیا پر اسلامی افواج کا قبضہ ہو گیا۔ ۷۰۰ء میں ارض روم تک پہنچ گئیں۔ ۲۸ھ (۶۴۹ء) میں جزیرۂ قبرص Cyprus پہ قابض ہو گئیں۔ ۵۰ھ (۶۷۰ء) سے لے کر خاتمۂ خلافت تک خلفاء نے بارہا قسطنطنیہ پر حملہ کیا۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔

ماحصل یہ کہ خلفائے اسلام کی حدود سلطنت لب سندھ سے ساحل اوقیانوس اور دریائے مازندران سے کنارِ نیل تک پھیل گئیں۔ ظاہر ہے کہ اتنی بڑی سلطنت کا ایک فرمانروا کے نیچے رہنا مشکل تھا۔ بعض سینوں میں خود مختاری کی ہوس کروٹیں لینے لگی۔ چنانچہ اس سلسلے میں پہلا قدم عبدالرحمٰن اموی نے اسپانیہ میں اٹھایا۔ جہاں اس نے ۱۳۸ھ (۷۵۵ء) میں خلفائے بغداد کے اثر سے آزاد ہو کر ایک نئی سلطنت کی بنیاد ڈال دی۔

تین برس بعد ادریس نامی ایک بزرگ نے جو اپنے آپ کو چوتھے خلیفے (علیؓ) کی اولاد میں سے سمجھتا تھا اور بنی معاویہ اور بنی عباس کو ایک ہی آنکھ سے دیکھتا تھا۔ مراکش میں خاندان علوی کی بنا ڈالی اور ۱۷۲ھ (۷۸۸ء) میں شہر تدغہ کو پایہ تخت بنالیا۔ ۸۸۴ھ (۸۷۰ء) میں آل اغلب کے ایک فاتح نے قیروان پہ قبضہ کیا اور اس کے بعد سارا افریقہ بنی عباس سے چھین لیا۔

۲۴۶ھ (۸۷۷ء) میں ابن طولون نے مصر و شام پر آزاد حکومت قائم کر لی۔ اگر چہ تیس برس تک خلفائے عباسی اپنے عامل ان ممالک میں بھیجتے رہے۔ لیکن جب ۳۲۳ھ (۹۳۴ء) میں آلِ اخشیہ کی حکومت قائم ہوئی تو فرات سے مغرب کی طرف کہیں بھی خلفاء کا سیاسی اقتدار باقی نہیں رہا تھا۔ ہاں روحانی تصرف کہیں نہ کہیں قائم تھا اور یہی وجہ تھی کہ اندلس اور مراکش کے بغیر باقی ہر جگہ خطبہ و سکہ خلفا ہی کے نام کا چلتا تھا۔

مشرق میں بھی خلافت کا زوال اسی سرعت کے ساتھ وقوع پذیر ہوا۔ جب مامون الرشید نے ۲۰۴ھ (۸۴۵ء) میں طاہر ذوالیمین کو حکومت خرسان پہ متعین کیا تو اس نے فوراً لوائے آزادی بلند کر دیا۔ گو طاہر کے فرزندوں اور چند دیگر سلسلوں مثلاً صفاریوں، سامانیوں اور غزنویوں نے (جو طاہریوں کے بعد برسرِ اقتدار آئے تھے) خلفائے بغداد کے روحانی اقتدار کو نظر انداز نہیں کیا۔ لیکن ایران کے مشرقی صوبوں اور ماوراء النہر کے تمام اختیارات بست و کشاد انہی لوگوں کے ہاتھ میں تھے۔

چوتھی صدی ہجری کے وسط کے بعد خلافت کے سیاسی اختیارات پر ترک قراول، حاجب سالار اور امرائے دربار قابض ہو گئے۔ سلطنت کے باقی ماندہ علاقوں کو آلِ بریہ نے ہتھیا لیا۔ یہاں تک کہ ۳۳۴ھ (۹۴۵ء) میں بغداد بھی بویہیوں کے قبضہ میں آ گیا۔ بایں ہمہ خلفا کے درباری امراء من مانی کارروائیاں کرتے رہے اور ان کی رفتار و کردار میں کوئی فرق نہ آیا۔

اس تاریخ ۳۳۴ھ (۹۴۵ء) سے خاتمۂ خلافت ۶۵۶ھ (۱۲۵۸ء) تک خلفائے عباسیہ کا دربار تو قائم تھا لیکن حکومت زمین کے کسی خطے پر باقی نہیں رہی تھی۔ البتہ ناصر کے زمانے میں چند اتفاقی واقعات کی وجہ سے خلیفہ کا اقتدار حرم کی چار دیواری سے نکل کر سارے عراق پر چھا گیا۔

اس کتاب میں مختلف سلسلوں کو درج کرتے وقت ہم نے خلافت عباسیہ کی تاریخ زوال اور جغرافیائی ترتیب کو مدِ نظر رکھا ہے اور مناسب بھی یہی تھا کہ ایسا کیا جائے۔ چنانچہ سلاطین اسپانیہ سے ہم آغاز (بعد از ذکر خلفاء) کر رہے ہیں۔ جنہوں نے سب سے پہلے خلفائے عباسیہ کے اثر سے آزاد ہو کر ایک سلطنت قائم کی۔ اسپانیہ و شمالی افریقہ کے سلسلوں کے بعد مصر و شام کی

طرف آئیں گے اور پھر ایران و ماوراءُ النہر کا ذکر کریں گے۔ چونکہ سلاطین ہند کسی وقت بھی خلفا کے تحت نہیں رہے۔ اس لیے ان کا ذکر کتاب کے آخر میں آئے گا۔

ایران و شام کے معاملے میں ہم اس ترتیب کو قائم نہیں رکھ سکے۔ اس لیے کہ سلاجقہ و مغول نے پرانی تقسیم کو عرصے تک درہم برہم کیے رکھا اور پھر خود ان لوگوں کی بدولت بھی چند نئے سلسلے بروئے کار آ گئے تھے۔ جن کا ذکر اختلال ترتیب کا باعث بنا۔

اس کتاب کے آغاز میں دو ایسی جدولیں دی گئی ہیں۔ جن سے ہر خاندان کے عرصہ سلطنت اور وسعتِ قلمرو کا کچھ نہ کچھ اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

۱۔ خلفائے راشدین

از ۱۱ھ تا ۴۰ھ

(۶۳۲ء تا ۶۶۱ء)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۱۱	ابوبکر	۶۳۲
۱۳	عمر	۶۳۴
۲۳	عثمان	۶۴۴
۳۵۔۴۰	علی	۶۵۶۔۶۶۱

۲۔ خلفائے اموی

از ۴۱ھ تا ۱۳۲ھ

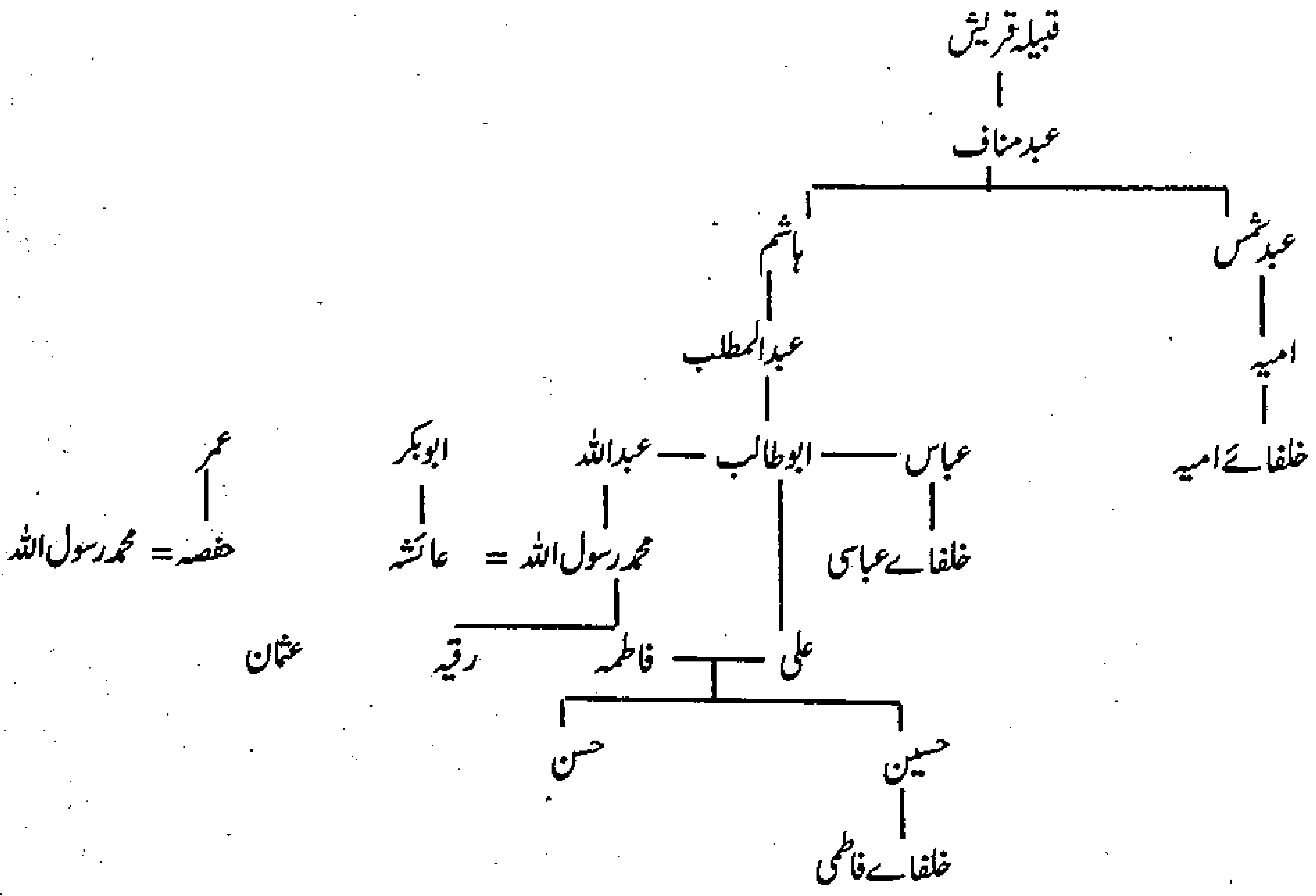
(۶۶۱ء تا ۷۵۰ء)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۱	معاویہؓ اوّل	۶۶۱

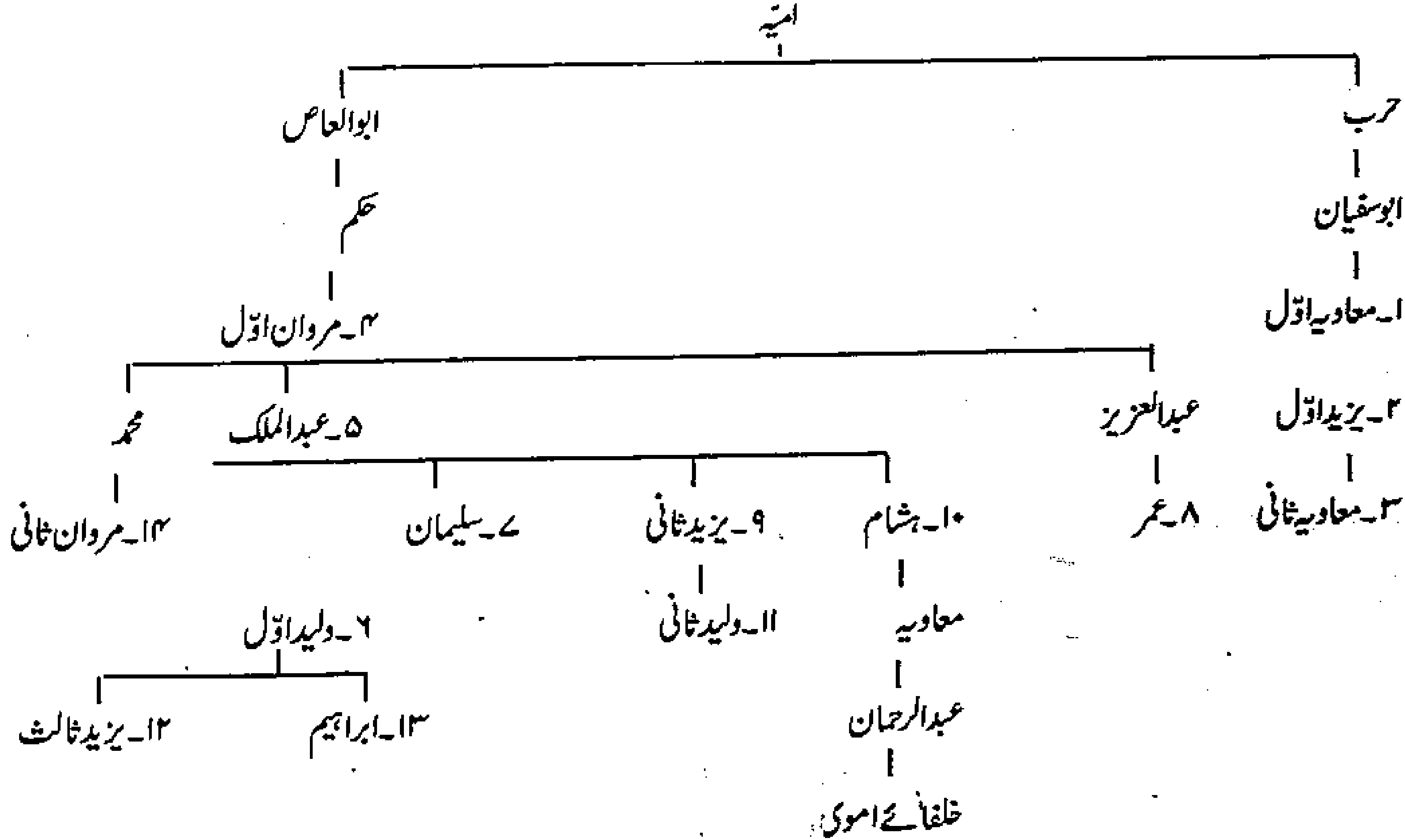
۶۰	یزیداوّل	۶۸۰
۶۴	معاویہ ثانی	۶۸۳
۶۴	مروان اوّل	۶۸۳
۶۵	عبدالملک	۶۸۵
۸۶	ولید اوّل	۷۰۵
۹۶	سلیمان	۷۱۵
۹۹	عمر	۷۱۷
۱۰۱	یزید ثانی	۷۲۰
۱۰۵	ہشام	۷۲۴
۱۲۵	ولید ثانی	۷۴۳
۱۲۶	یزید ثالث	۷۴۴
۱۲۶	ابراہیم	۷۴۴
۱۲۷۔۱۳۲	مروان ثانی	۷۴۴۔۷۵۰

(ان کی سلطنت خلفائے عباسی اور امویانِ اندلس میں بٹ گئی)

شجرۂ خلفا


قبیلہ قریش
عبدمناف
عبدشمس
ہاشم
امیہ
خلفائے امیہ
عبدالمطلب
عباس
ابوطالب
عبداللہ
خلفائے عباسی
علی
محمد رسول اللہ = عائشہ
ابوبکر
عمر
حفصہ = محمد رسول اللہ
فاطمہ
رقیہ
عثمان
حسین
حسن
خلفائے فاطمی

خلفائے اموی


امیہ
حرب
ابوسفیان
ا۔معاویہ اوّل
۲۔یزید اوّل
۳۔معاویہ ثانی
ابوالعاص
حکم
۴۔مروان اوّل
عبدالعزیز
۸۔عمر
۵۔عبدالملک
محمد
۱۴۔مروان ثانی
۱۰۔ہشام
معاویہ
عبدالرحمان
خلفائے اموی
۹۔یزید ثانی
۱۱۔ولید ثانی
۷۔سلیمان
۶۔ولید اوّل
۱۳۔ابراہیم
۱۲۔یزید ثالث

۳۔ خلفائے عباسی

از ۱۳۲ھ تا ۶۵۶ھ

(۷۵۰ء تا ۱۲۵۸ء)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۱۳۲	سفاح	۷۵۰
۱۳۶	منصور	۷۵۴
۱۵۸	مہدی	۷۷۵
۱۶۹	ہادی	۷۸۵
۱۷۰	رشید	۷۸۶
۱۹۳	امین	۸۰۹
۱۹۸	مامون	۸۱۳
۲۱۸	معتصم	۸۳۳
۲۲۷	واثق	۸۴۲
۲۳۲	متوکل	۸۴۷
۲۴۷	منتصر	۸۶۱
۲۴۸	مستعین	۸۶۲
۲۵۱	معتز	۸۶۶
۲۵۵	مہتدی	۸۶۹
۲۵۶	معتمد	۸۷۰
۲۷۹	معتضد	۸۹۲
۲۸۹	مکتفی	۹۰۲
۲۹۵	مقتدر	۹۰۸
۳۲۰	قاھر	۹۳۲

۳۲۲	راضی	۹۳۴
۳۲۹	متقی	۹۴۰
۳۳۳	مستکفی	۹۴۴
۳۳۴	مطیع	۹۴۶
۳۶۳	طائع	۹۷۴
۳۸۱	قادر	۹۹۱
۴۲۲	قائم	۱۰۳۱
۴۶۷	مقتدی	۱۰۷۵
۴۸۷	مستظہر	۱۰۹۴
۵۱۲	مسترشد	۱۱۱۸
۵۲۹	راشد	۱۱۳۵
۵۳۰	مقتفی	۱۱۳۶
۵۵۵	مستنجد	۱۱۶۰
۵۶۶	مستضیٔ	۱۱۷۰
۵۷۵	ناصر	۱۱۸۰
۶۲۲	ظاہر	۱۲۲۵
۶۲۳	مستنصر	۱۲۲۶
۶۴۰۔۶۵۶	مستعصم	۱۲۴۲۔۱۲۵۸

(خلفائے عباسی کی سلطنت ادریسہ، بنی اغلب، بنی طولون، طاہریوں، صفاریوں، بنی حمدان، آلِ بویہ، غزنویوں اور مغلوں میں بٹ گئی)۔

۱۔ مطابق ۱۱ھ۔ سال ہجری ۶۲۲ء میں شروع ہوا تھا۔ (ترجمہ از متن)

۲۔ آج قرطاجنہ نام کا کوئی شہر افریقہ کے شمالی ساحل پر موجود نہیں۔ ہاں ٹیونس میں ایک شہر جسے کارتھیج کہا جاتا تھا موجود تھا۔ اسے اہلِ روما نے ۱۴۶ ق م میں تباہ کر دیا۔ اسی شہر کو عرب قرطاجنہ کہتے ہیں۔

۳۔ جبرالٹر کے بالمقابل افریقہ کی بندرگاہ ہے جسے انگریزی میں TAMGIET کہتے ہیں۔

۴۔ Toledo اسپین کے دارالخلافے میڈرڈ کے جنوب میں ایک مشہور شہر۔

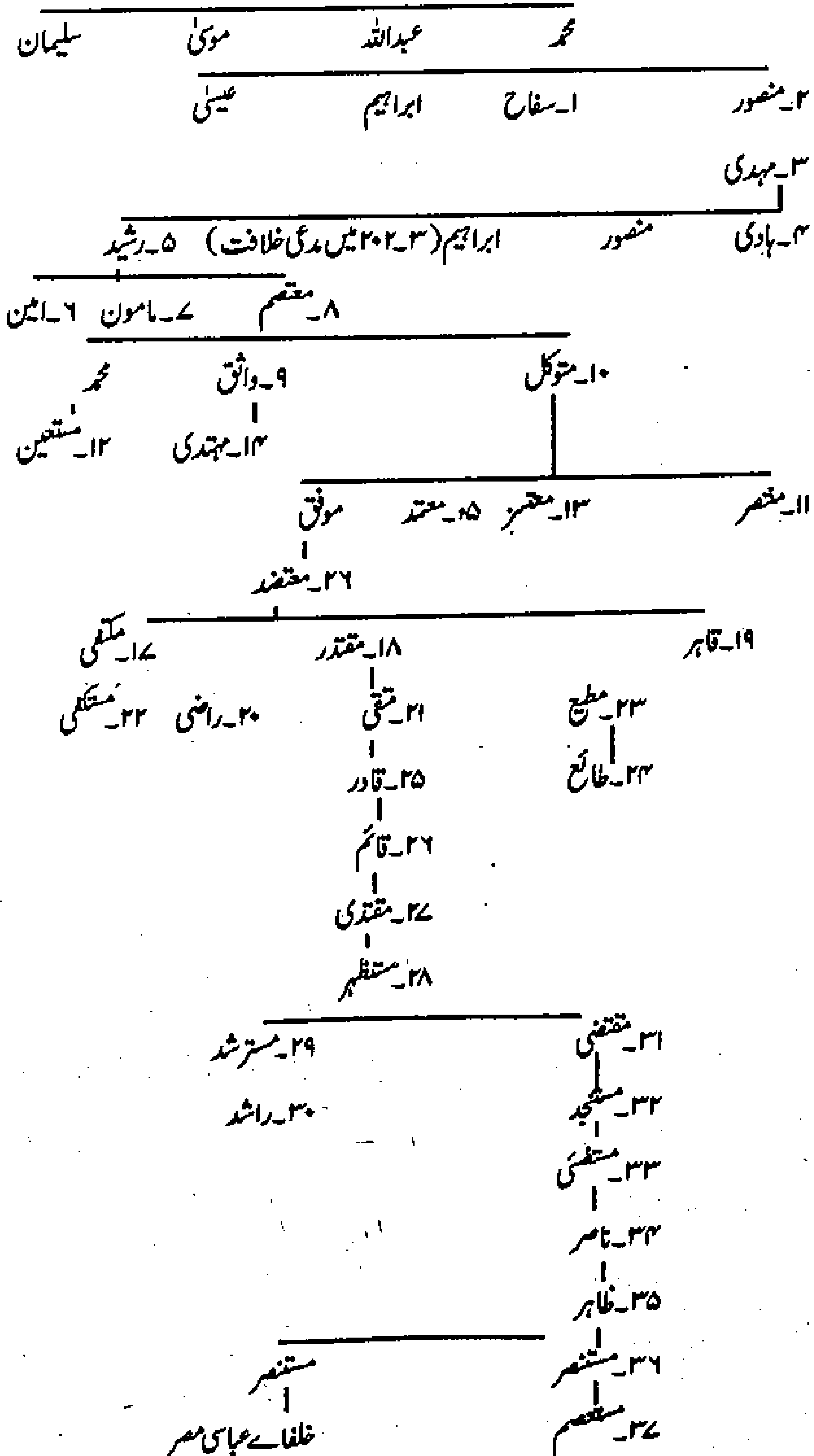
۵۔ یعنی بحیرہ خزر Caspean Sea

خلفائے عباسی

عباس

عبداللہ

علی



باب دوم

اسپانیہ

دوسری صدی ہجری سے نویں صدی ہجری تک

(آٹھویں صدی عیسوی سے پندرھویں صدی عیسوی تک)

۴۔ امویانِ قرطبہ

۵۔ بنی حمود (مالقہ)

۶۔ بنی حمود (الجزیرۃ الخضرا)

۷۔ بنی عباد (اشبیلیہ)

۸۔ بنی زیری (غرناطہ)

۹۔ بنی جہور (قرطبہ)

۱۰۔ بنی ذی النون (طلیطلہ)

۱۱۔ بنی عامر (ولنشیہ)

۱۲۔ امرائے تجیبی و بنی ہود (سرقسطہ)

۱۳۔ امرائے دانیہ (مرابطین اور موحدین کے لیے باب سوم ملاحظہ ہو)

۱۴۔ بنی نصر (غرناطہ)

باب دوم

اسپانیہ

دوسری صدی ہجری سے نویں صدی ہجری تک

(آٹھویں صدی عیسوی سے پندرہویں صدی عیسوی تک)

مسلمانوں نے اسپانیہ کو ۹۱، ۹۳ھ (۷۱۰، ۷۱۲ء) میں فتح کیا اور باقی ممالک کی طرح ۱۳۸ھ (۷۵۶ء) تک یہاں بھی گورنر بھیجتے رہے لیکن بعد میں حالات بدل گئے۔

جب بنی عباس نے بنی امیہ سے سلطنت چھین لی تو اس خاندان کے چند ایک افراد قتلِ عام سے بچ کر ادھر ادھر روپوش ہو گئے۔ ان میں سے ایک خلیفہ ہشام (دسواں فرمانروا) کا پوتا عبدالرحمٰن تھا۔ یہ شخص پہلے تو آوارہ گردی کرتا رہا۔ بعد میں اسے خیال آیا کہ اسپانیہ میں کافی بدنظمی پھیلی ہوئی ہے۔ قبائل عرب اور برابرہ کی آپس میں بنتی نہیں۔ اگر ان حالات سے فائدہ اٹھا کر عباسیوں کے بالمقابل اسپانیہ میں خلافت قائم کی جائے تو کیا ہرج ہے چنانچہ اس نے اسلامیانِ اسپانیہ سے نامہ و پیام کیا اور جب اسے معلوم ہوا کہ وہ لوگ اس کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہیں تو ۱۳۷ھ (۷۵۵ء) میں وہاں جا پہنچا۔ ۱۳۸ھ میں مسلمانوں کی اکثریت اس کے ساتھ شامل ہو گئی اور عبدالرحمٰن اس قابل ہو گیا کہ عباسی لشکر کا آگا روک سکے۔

عبدالرحمٰن کی وفات کے بعد اس کے جانشینوں نے نہ صرف اس کی قائم کردہ سلطنت کی حفاظت کی بلکہ مقبوضات میں بھی کچھ تھوڑا سا اضافہ کر لیا۔ یہ لوگ دو سو برس تک عیسائی حملہ آوروں کا مقابلہ کرتے رہے اور بغاوت کے شعلے جہاں بھی بلند ہوئے، آبِ شمشیر سے بجھاتے رہے۔ یہ سلاطین ابتدا میں امیر سلطان کہلاتے تھے۔ ۳۱۷ھ (۹۲۵ء) میں عبدالرحمٰن ثالث نے خلیفہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ یہ خلیفہ امویانِ اندلس میں سب سے بڑا سمجھا جاتا ہے۔ اس نے اپنی حکومت کے دوران لیون Leon[1] قسطلہ Castille[2] اور نوارے Navarre[3] کے عیسائی

فرمانرواؤں کو شکست دی اور افریقائے شمالی کے حملہ آوروں کو اسپانیہ سے باہر نکال دیا۔ اس کا سمندری بیڑا اتنا طاقتور تھا کہ تمام بحیرۂ روم اس کی واحد ملکیت تصور کیا جاتا تھا۔

عبدالرحمٰن کی وفات کے بعد اس کی اولاد میں کوئی ایسا شخص باقی نہ تھا جو والد کی شان کو قائم رکھ سکتا۔ یہ المنصور (مشہور وزیر اور سردار) ہی کی مساعی کا نتیجہ تھا کہ اندلس میں کچھ مدت اور وحدت قائم رہی۔

پانچویں صدی ہجری میں کچھ ایسے واقعات وحوادث ظہور پذیر ہوئے کہ اسپین کی وحدت ملّی ختم ہو گئی اور طوائف الملو کی شروع ہو گئی۔ اس گروہ بندی کو بڑی حد تک بنی عباد نے ختم کیا جو اشبیلیہ سے اٹھے تھے اور علم پروری میں کافی شہرت حاصل کر چکے تھے۔

بنی عباد مدت تک عیسائی حملہ آوروں کو روکتے رہے اور جب تھک گئے تو اپنی مدد کے لیے مرابطین کو افریقہ سے بلایا۔ مرابطین نے ان کی امداد تو کی لیکن تھوڑے ہی عرصہ کے بعد حکومت اسپانیہ کے خود دعوٰی دار بن بیٹھے اور بنی عباد کو محکومانہ زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا۔

۴۔ اندلس کے اموی خلیفے

(قرطبہ میں)

۱۳۸ھ تا ۴۲۲ھ

(۷۵۶ء تا ۱۰۳۱ء)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۱۳۸	عبدالرحمٰن اوّل	۷۵۶
۱۷۲	ہشام اوّل	۷۸۸
۱۸۰	حکم اوّل	۷۹۶
۲۰۶	عبدالرحمٰن ثانی	۸۲۲
۲۳۸	محمد اوّل	۸۵۲

۲۷۳	منذر	۸۸۶
۲۷۵	عبداللہ	۸۸۸
۳۰۰	عبدالرحمان ثالث، الخلیفۃ الناصر	۹۱۲
۳۵۰	حکم ثانی، المستنصر	۹۶۱
۳۶۶	ہشام ثانی، المؤید	۹۷۶
۳۹۹	محمد ثانی، المہدی	۱۰۰۹
۴۰۰	سلیمان المستعین	۱۰۰۹
۴۰۰	محمد ثانی (دوبارہ)	۱۰۱۰
۴۰۰	ہشام ثانی (دوبارہ)	۱۰۱۰
۴۰۲	سلیمان (دوبارہ)	۱۰۱۳
۴۰۷	علی بن حمود	۱۰۱۶
۴۰۸	عبدالرحمٰن بن المرتضیٰ	۱۰۱۸
۴۰۸	قاسم بن حمود☆	۱۰۱۸
۴۱۲	یحییٰ بن علی ☆	۱۰۲۱
۴۱۳	قاسم بن حمود (دوبارہ)	۱۰۲۲
۴۱۴	عبدالرحمٰن خاص، المستظہر	۱۰۲۳
۴۱۴	محمد ثالث، المستکفی	۱۰۲۴
۴۱۶	یحییٰ بن علی (دوبارہ)	۱۰۲۵ـ
۴۱۸ـ۴۲۲	ہشام ثالث، المعتمد	۱۰۲۷ـ۱۰۳۱

(ان خلفاء کے جانشین چھوٹے چھوٹے خاندان ہوئے)

شجرہ امویانِ اندلس

ہشام (خاندان امیہ کا دسواں بادشاہ)

|

معاویہ

|

۱۔ عبدالرحمٰن

|

۲۔ ہشام اوّل

|

۳۔ حکم اوّل

|

۴۔ عبدالرحمٰن ثانی

|

۵۔ محمد اوّل

۷۔ عبداللہ — ۶۔ منذر

۷۔ عبداللہ
|
محمد
|
۸۔ عبدالرحمان ثالث

- عبیداللہ ← عبدالرحمان ← ۱۵۔ محمد ثالث
- عبدالملک ← محمد ← عبدالرحمٰن رابع ← ۱۶۔ ہشام ثالث
- سلیمان ← حکم ← ۱۲۔ سلیمان
- عبدالجبار ← ہشام ← ۱۴۔ عبدالرحمٰن خامس ← ۱۱۔ محمد ثانی
- ۹۔ حکم ثانی ← ۱۰۔ ہشام ثانی

ملوک الطّوائف کے

۴۰۷ھ تا ۴۴۹ھ

(۱۰۱۶ء تا ۱۰۵۷ء)

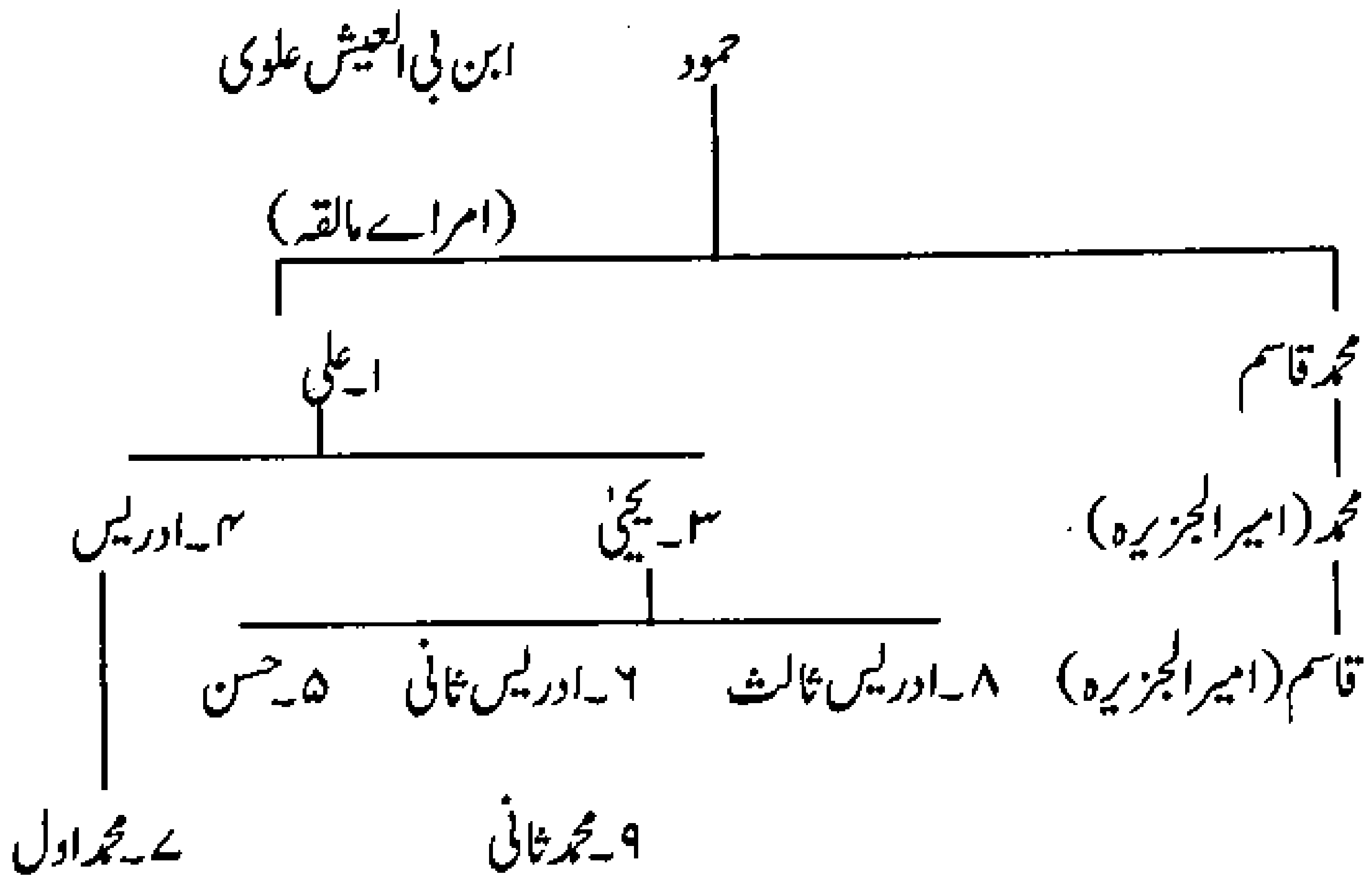
۵۔ امرائے بنی حمود

(مالقہ میں)

سال ہجری	نام	سالِ عیسوی
۴۰۷	ابوالحسن علی بن حمود علوی الناصر (یا المتوکل)	۱۰۱۶
۴۰۸	قاسم بن حمود المامون	۱۰۱۸
۴۱۲	یحییٰ (بن علی) المعتلی	۱۰۲۱
۴۱۳	قاسم بن حمود (دوبارہ)	۱۰۲۲
۴۱۶	یحییٰ المعتلی (دوبارہ)	۱۰۲۵
۴۲۷	ادریس اوّل (المتایّد)	۱۰۳۵
۴۳۱	حسن المستنصر	۱۰۳۹
۴۳۴	ادریس ثانی العالی	۱۰۴۲
۴۳۸	محمد اوّل۔ المہدی	۱۰۴۶
۴۴۴	ادریس ثالث الموفق	۱۰۵۲
۴۴۵	ادریس ثانی (دوبارہ)	۱۰۵۳
۴۴۶۔۴۴۹	محمد ثانی المستعلی	۱۰۵۴۔۱۰۵۷

امرائے بنی حمود اپنے آپ کو خلیفہ وامیر المومنین سمجھتے تھے۔ ان کا خاتمہ المرابطین کے ہاتھوں ہوا۔

شجرۂ بنی حمود



۶۔امرائے حمودی

(الجزیرۃ الخضراء)

۴۳۱ھ تا ۴۵۰ھ

(۱۰۳۹ء تا ۱۰۵۸ء)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۳۱	محمد المہدی	۱۰۳۹
۴۴۰۔۴۵۰	قاسم الواثق	۱۰۴۸۔۱۰۵۸

(اس سلسلہ کو بنی عباد نے ختم کیا)

۷۔ امرائے عبّادی

(اشبیلیہ میں)

۴۱۴ھ تا ۴۸۴ھ

(۱۰۲۳ء تا ۱۰۹۱ء)

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۴۱۴	ابوالقاسم محمد اول بن اسماعیل	۱۰۲۳
۴۳۴	ابوعمرو عباد ابن معتضد بن محمد اوّل	۱۰۴۲
۴۶۱_۴۸۴	ابوالقاسم محمد ثانی بن معتضد بن عباد	۱۰۶۸_۱۰۹۱

(ان امراء کو مرابطین نے ختم کیا)

۸۔ بنی زیری

(غرناطہ میں)

۴۰۳ھ تا ۴۸۳ھ

(۱۰۱۲ء تا ۱۰۹۰ء)

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۴۰۳	زاوی بن زیری	۱۰۱۲
۴۱۰	حبوس (بن ماکسن صنہاجی)	۱۰۱۹
۴۳۰	بادیس بن حبوس المظفر الناصر	۱۰۳۸
۴۶۶	عبداللہ بن سیف الدولہ بلکین بن بادیس	۱۰۷۳
۴۸۳	تمیم بن بلکین	۱۰۹۰

(یہ سلسلہ بھی المرابطین کے ہاتھوں ختم ہوا)

۹۔ بنی جہور

(قرطبہ میں)

۴۲۲ھ تا ۴۶۱ھ

(۱۰۳۱ء تا ۱۰۶۸ء)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۲۲	ابوالحزم جہور بن محمد بن جہور	۱۰۳۱
۴۳۵	ابوالولید بن جہور بن محمد بن جہور	۱۰۴۳
۴۵۰۔۴۶۱	عبدالملک بن ابوالولید محمد	۱۰۵۸۔۱۰۶۸

(اس سلسلے کو امرائے عبادی (اشبیلیہ) نے ختم کیا)

۱۰۔ بنی ذی النون

(طلیطلہ میں)

۴۲۷ھ تا ۴۷۸ھ

(۱۰۳۵ء تا ۱۰۸۵ء)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۲۷	اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن ذی النون الظافر	۱۰۳۵
۴۲۹	یحییٰ بن اسماعیل المامون	۱۰۳۷
۴۶۷۔۴۷۸	یحییٰ بن اسماعیل بن المامون القادر	۱۰۷۴۔۱۰۸۵

(اس سلسلے کو لیون کے فرمانروا الفونسو ششم Alfonso VI نے ختم کیا)

۱۱۔ بنی عامر

(ولنسیہ Valencia میں)

۴۱۲ھ تا ۴۷۸ھ

(۱۰۲۱ء تا ۱۰۸۵ء)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۱۲	عبدالعزیز ابی الحسن عبدالرحمٰن بن ابی عامر المنصور	۱۰۲۱
۴۵۳	عبدالملک المظفر	۱۰۶۱
۴۵۷	المامون امیر طلیطلہ	۱۰۶۵
۴۶۷	القادر امیر طلیطلہ	۱۰۷۴
۴۶۸	ابوبکر بن عبدالملک	۱۰۷۵
۴۷۸	القاضی عثمان بن ابی بکر	۱۰۸۵
۴۷۸	القادر امیر طلیطلہ	۱۰۸۵

(اس سلسلے کو امرائے عیسوی Gid اور المرابطین نے ختم کیا)

۱۲۔ امرائے تُجیبی و ہودی

(سرقسطہ Zaragoza میں)

۴۱۰ھ تا ۵۳۶ھ

(۱۰۱۹ء تا ۱۱۴۱ء)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۱۰	منذر بن یحییٰ التُجیبی المنصور	۱۰۱۹
۴۱۴	یحییٰ بن المنذر المظفر	۱۰۲۳
۴۲۰	منذر بن یحییٰ	۱۰۲۹
۴۳۱	سلیمان بن احمد بن محمد بن ہود جذامی المستعین باللہ	۱۰۳۹

۴۳۸	احمد بن سلیمان سیف الدولہ المقتدر	۱۰۴۶
۴۷۴	یوسف بن احمد الموتمن	۱۰۸۱
۴۷۸	احمد بن یوسف المستعین	۱۰۸۵
۵۰۳	عبدالملک بن احمد عماد الدولہ	۱۱۰۹
۵۳۶-۵۱۳	احمد بن عبدالملک سیف الدولہ	۱۱۴۱-۱۱۱۹

(اس سلسلے کو عیسائیوں نے ختم کیا)

۱۳۔ امرائے دانیہ Dania

۴۰۸ھ تا ۴۶۸ھ

۱۰۱۷ء تا ۱۰۷۵ء

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۰۸	مجاہد بن یوسف	۱۰۱۷
۴۶۸-۴۳۶	علی بن مجاہد اقبال الدولہ	۱۰۷۵-۱۰۴۴

(اس سلسلے کو امرائے ہودی نے ختم کیا)

۴۷۹ھ (۱۰۸۶ء) میں مرابطین شمالی افریقہ سے چل کر بنی عباد کی مدد کے لیے اسپانیہ پہنچے۔ ان کا مقصد لیون کے فرمانروا الفونسو کو شکست دینا تھا۔ چار برس بعد یعنی ۴۸۳ھ (۱۰۹۰ء) میں پھر وہاں گئے اور الفونسو کو شکست دینے کے بعد تمام اسلامی اسپانیہ کو اپنی افریقی قلمرو میں شامل کر لیا۔ مرابطین کے جانشین یعنی موحدین بھی اسپانیہ پر حملہ کرتے رہے اور ۵۴۰ھ و ۵۴۵ھ (۱۱۴۵ء-۱۱۵۰ء) کے درمیانی عرصہ میں اس ملک کو زیر نگیں کر لیا۔ (ملاحظہ ہو جدول نمبر ۲۰) مرابطین کے خاتمے اور موحدین کے اسپانیہ پر چھا جانے کے درمیانی عرصہ میں ولنشیہ اور مرسیہ میں چند چھوٹے خاندان برسر اقتدار آ گئے۔ جن میں زیادہ اہم بنی نصر تھے۔ اس سلسلے کا پایہ تخت غرناطہ تھا۔ یہ لوگ ایک خاص تمدن کے مالک تھے۔ بڑی شان و شکوہ سے دربار لگایا کرتے تھے۔ الحمرا کا مشہور محل اسی عظیم الشان دور کی یادگار ہے۔ ان کی کوششوں سے مسلمانوں کی عظمت گم گشتہ اسپانیہ میں لوٹ آئی اور عبدالرحمٰن ثالث کے زمانہ کی یاد تازہ ہو گئی۔

یہ خاندان مدت تک عیسائی حملہ آوروں کا مقابلہ کرتا رہا۔ آخر ۸۹۷ھ (۱۴۹۳ء) میں فرونیاں اور ایزابلا نے غرناطہ فتح کرلیا۔ اس سلسلے کا آخری فرمانروا ابوعبداللہ بھاگ کر افریقہ چلا گیا اور اس طرح اسپانیہ اسلامی ہاتھوں سے ہمیشہ کے لیے نکل گیا۔

۱۴۔ بنی نصر

۶۲۹ھ تا ۸۹۷ھ

(۱۲۳۲ء تا ۱۴۹۲ء)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۶۲۹	محمد اوّل الغالب	۱۲۳۲
۶۷۱	محمد ثانی الفقیہ	۱۲۷۳
۷۰۱	محمد ثالث	۱۳۰۲
۷۰۸	نصر ابوالجیوش	۱۳۰۹
۷۱۳	اسماعیل اوّل۔ ابوالولید	۱۳۱۴
۷۲۵	محمد رابع (چہارم)	۱۳۲۵
۷۳۳	یوسف ابوالحجاج	۱۳۳۳
۷۵۵	محمد خامس الغنی (پنجم)	۱۳۵۴
۷۶۰	اسماعیل ثانی	۱۳۵۹
۷۶۱	محمد سادس ابوسعید (ششم)	۱۳۶۰
۷۶۳	محمد خامس (دوبارہ)	۱۳۶۲
۷۹۳	یوسف ثانی	۱۳۹۱
۷۹۴	محمد سابع (ہفتم)	۱۳۹۲
۸۱۰	یوسف ثالث ابوالحجاج الناصر	۱۴۰۷
۸۲۰	محمد ثامن المتمسک (ہشتم)	۱۴۱۷
۸۳۱	محمد تاسع الصغیر (نہم)	۱۴۲۷

۸۳۳	محمد ثامن (دوبارہ)	۱۴۲۹
۸۳۵	یوسف رابع	۱۴۳۲
۸۳۵	محمد ثامن (سہ بارہ)	۱۴۳۲
۸۴۸	محمد عاشر (دہم)	۱۴۴۴
۸۴۹	سعد المستعین	۱۴۴۵
۸۵۰	محمد عاشر (دوبارہ)	۱۴۴۶
۸۵۷	سعد (دوبارہ)	۱۴۵۳
۸۶۶	علی ابوالحسن	۱۴۶۱
۸۸۷	محمد یازدہم ابوعبداللہ	۱۴۸۲
۸۸۸	علی ابوالحسن (دوبارہ)	۱۴۸۳
۸۹۰	محمد دوازدہم زغل	۱۴۸۵
۸۹۲_۸۹۷	محمد یازدہم ابوعبداللہ (دوبارہ)	۱۴۸۶_۱۴۹۲

(اس خاندان کو فرڈنیان اور ایزابلا نے ختم کیا)

۱۔ سپین کا شمال مغربی حصہ

۲۔ لیون کے مشرق میں صوبہ

۳۔ قسطلہ کے مشرق میں صوبہ

☆۔ امرائے بنی حمود جن کا ذکر جدول پنجم میں آرہا ہے۔

۴۔ فرمانروایانِ اندلس کا مکمل شجرۂ نسب دیکھنا ہو تو کوڈرا Codera کی مشہور تصنیف Tratado De Numismatica Arabigo Espanok ملاحظہ فرمایئے جو ۱۸۷۹ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس کتاب میں بعض ایسے امراء کے نام بھی دیے ہوئے ہیں۔ جن کو ہم نے یہاں نظرانداز کر دیا ہے۔

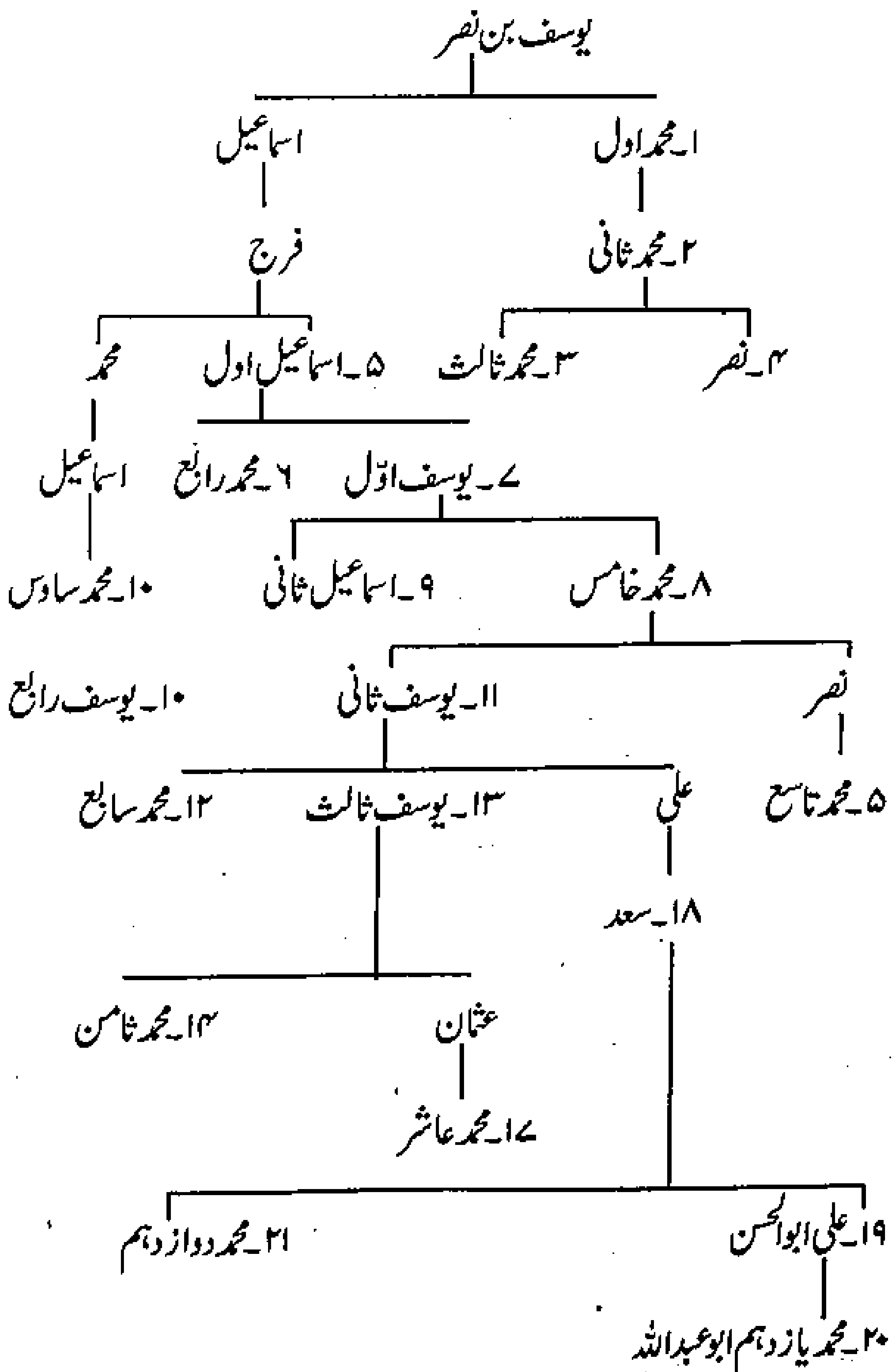
۵۔ Algeciras اسپانیہ میں جبرالٹر سے شمال کی طرف چند میل دور ایک مقام۔

۶۔ یہ یحییٰ اوپر والے یحییٰ کا پوتا معلوم ہوتا ہے۔ اوپر والے یحییٰ کے والد کا نام بھی اسماعیل تھا اور بیٹے کا بھی اور یہ یحییٰ اس مفروضہ کی بنا پر پوتا بنتا ہے۔

۷۔ شمالی اسپانیہ کے اراگان Aragon صوبہ میں واقع ہے۔

۸۔ مشرقی اسپانیہ میں ولنشیہ سے چالیس میل جنوب کی طرف ایک بندرگاہ۔

شجرۂ امرائے بنی نصر



باب سوم

شمالی افریقہ[1]

دوسری صدی ہجری سے تیرہویں صدی ہجری تک

(آٹھویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک)

۱۵۔ ادارسہ	(مراکش)
۱۶۔ بنی اغلب	(تونس وغیرہ)
۱۷۔ بنی زیری	(تونس)
۱۸۔ بنی حماد	(الجزائر)
۱۹۔ مرابطین	(مراکش، الجزیرہ، اسپانیہ)
۲۰۔ موحدین	(شمالی افریقہ، اسپانیہ)
۲۱۔ بنی زیان	(الجزائر)
۲۲۔ بنی حفص	(تونس)
۲۳۔ شرفا	(مراکش)

باب سوم

شمالی افریقہ

دوسری صدی ہجری سے تیرہویں صدی ہجری تک

(آٹھویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک)

افریقہ کے صحرائے اعظم اور بحیرۂ روم کے درمیانی علاقے میں عموماً مذہبی فرقے پیدا ہوتے رہے۔ یہاں کے لوگ جو برابرہ کے نام سے مشہور ہیں زود اعتقاد اور وہم پرست واقع ہوئے ہیں اور ان میں اہل بدعت اور دیگر مذہبی فرقوں کے عقائد قبول کرنے کی خاص استعداد پائی جاتی ہے۔

چونکہ یہ علاقہ مرکزِ خلافت سے دور تھا۔ یہاں کے باشندے جنگجو تھے اور سیاسی طور پر اس سرزمین کو کوئی خاص اہمیت حاصل نہ تھی۔ نیز اس علاقے میں ضبط قائم رکھنا بھی دشوار تھا۔ اس لیے خلفائے عباسی نے اس خطے کو ہمیشہ نظر انداز کیے رکھا اور یہی وجہ ہے کہ یہاں بعض عجیب عجیب فرقے مثلاً مرابطین اور موحدین برسر اقتدار آئے۔ یہیں بعض علوی سلسلوں یعنی ادارسہ و فاطمیین کی بنیاد پڑی اور ہمارے عہد میں شیخ سنوسی نے بھی یہیں اعلانِ مہدیت کیا۔

مسلمانوں نے شمالی افریقہ کو بڑی دقتوں کے بعد ۲۶ھ اور ۸۱ھ (۶۴۷ء۔۷۰۰ء) کے درمیانی عرصہ میں مسخر کیا تھا اس خطے میں عباسیوں کی طرف سے گورنر مقرر ہوا کرتے تھے۔ جب تک کہ عباسیوں کا گورنر یزید بن حاتم (پایہ تخت قیروان) زندہ رہا۔ برابرہ کے دماغ میں طغیان و بغاوت کا خیال تک نہ پیدا ہوا۔ لیکن جونہی ۱۷۰ھ (۷۸۷ء) میں یزید کی وفات ہوئی تو شمالی افریقہ میں سلسلۂ نظم و نسق درہم برہم ہو گیا۔ کئی مقامات پر خودمختار خاندان بروئے کار آگئے اور ۱۸۴ھ (۸۰۰ء) کے بعد خلفاء کا اثر مصر سے آگے (مغرب کی طرف) کہیں باقی نہ رہا۔

۱۵۔ ادارسہ

(مراکش میں)

۱۷۲ھ تا ۳۷۵ھ

(۷۸۸ء تا ۹۸۵ء)

۱۶۸ھ (۷۸۵ء) میں اولادِ علیؓ کے حمائتیوں نے مدینے میں شورش بپا کردی۔ جب خلفاء نے اس شورش کو کچل دیا تو شورش پسندوں میں سے ایک شخص جس کا نام ادریس بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب تھا۔ مصر میں بھاگ آیا۔ وہاں سے مراکش کی طرف چلا گیا اور سبتہ میں سلسلۂ علوی کی بنیاد ڈال دی۔ اس کے چند سکّے آج بھی باقی ہیں جو تدغہ اور وَلیلہ میں ڈھالے گئے تھے۔ ۲۴۶ھ (۸۶۰ء) میں ادارسہ کی طاقت منتہائے کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔ ۳۷۵ھ (۹۸۵ء) میں یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔ ابن خلدون نے اس خاندان کی تاریخ ضبط کی ہے لیکن بعض تاریخیں نہیں دیں۔

سالِ ہجری	نام	سال عیسوی
۱۷۲	ادریس اوّل	۷۸۸
۱۷۷	ادریس ثانی بن ادریس اوّل	۷۹۳
۲۱۳	محمد بن ادریس ثانی	۸۲۸
۲۲۱	علی اوّل بن محمد	۸۳۶
۲۳۴	یحییٰ بن محمد	۸۴۹
	یحییٰ ثانی بن یحییٰ اوّل	
	علی ثانی بن عمر بن ادریس ثانی	
	یحییٰ ثالث بن قاسم بن ادریس ثانی	
۲۹۲	یحییٰ رابع بن ادریس بن عمر	۹۰۴
۳۱۰	حسن	۹۲۲

۱۶۔ اغلب

تونس وغیرہ میں

۱۸۴ھ تا ۲۹۶ھ

(۸۰۰ء تا ۹۰۹ء)

۱۷۰ھ (۷۸۷ء) میں جب افریقہ (تونس) کے فرمانروا یزید کی وفات واقع ہو گئی تو اس خطّہ میں گڑبڑ پھیل گئی۔ اس وقت ابراہیم بن اغلب خلفائے عباسیہ کی طرف سے زاب کا گورنر تھا۔ ہارون الرشید نے ۱۸۴ھ (۸۰۰ء) میں اسے افریقہ کا حاکم مقرر کر دیا اور ہدایت دی کہ یہ مغرب میں امرائے ادریسی سے متصادم نہ ہو۔

ابراہیم بن اغلب نے بہت جلد خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ لیکن اس کی اولاد نے خلیفہ کا اس قدر احترام ضرور باقی رکھا کہ سکوں پر اس کا نام رہنے دیا۔ امرائے اغلبی ساحلی افریقہ پر نہ صرف پوری شان اور حکمت سے حکومت کیا کرتے تھے بلکہ ان کے سمندری بیڑے کی دھاک تمام بحیرۂ روم میں جمی ہوئی تھی۔ یہ اسی بیڑے کی برکت تھی کہ یہ لوگ سارڈینیا اور کارسیکا (جزائر) کے علاوہ ۲۱۲ھ اور ۲۶۲ھ (۸۲۷ء و ۸۷۸ء) کے درمیانی عرصے میں سسلی پر بھی قابض ہو گئے تھے۔ موخر الذکر جزیرہ نارمنز نے بعد میں مسلمانوں سے چھین لیا تھا۔

امرائے اغلبی کے عہد اقتدار میں مسلمان بحیرۂ روم پر پوری طرح چھائے ہوئے تھے اور ان کے دریائی قزاقوں نے اس بحیرے کو اپنی جولانگاہ بنا رکھا تھا۔ سسلی کے علاوہ مالٹا اور سارڈینیا پر بھی یہ قابض تھے اور روما کے گردونواح تک لوٹ مار کیا کرتے تھے۔

اس سلسلے کے آخری امرا کوتاہ نظر ثابت ہوئے۔ رعایا میں ادریسی شیعوں کے تفرقہ انگیز عقائد پھیل گئے اور بالآخر ۲۹۶ھ (۹۰۹ء) میں خلفائے فاطمی نے اس سلسلے کو ختم کر دیا۔

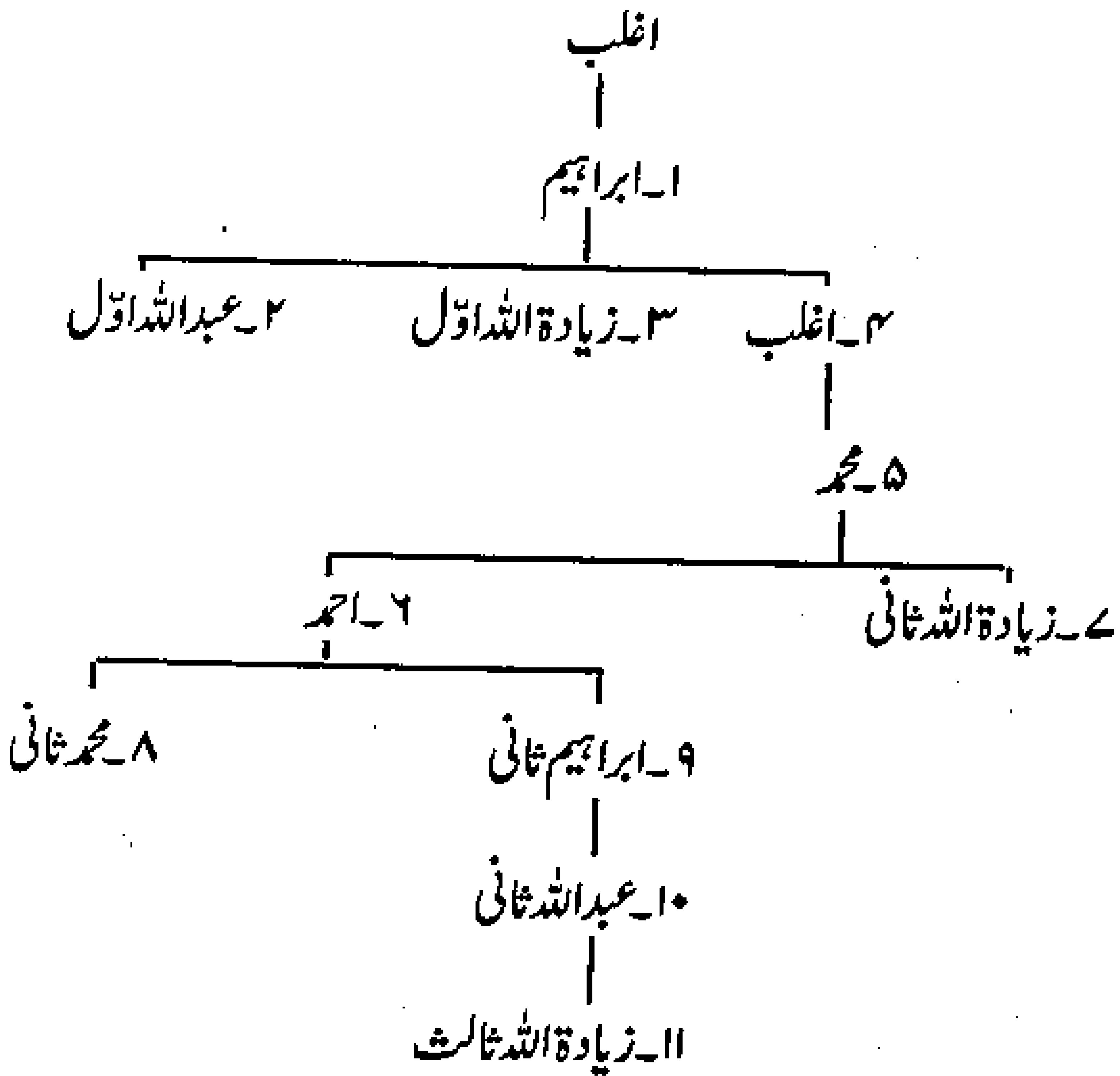
سال ہجری	نام	سال عیسوی
۱۸۴	ابراہیم اول	۸۰۰
۱۹۶	عبداللہ اول	۸۱۱

۲۰۱	زیادۃ اللہ اول	۸۱۶
۲۲۳	ابو عقال الاغلب	۸۳۷
۲۲۶	محمد اول	۸۴۰
۲۴۲	احمد	۸۵۶
۲۴۹	زیادۃ اللہ ثانی	۸۶۳
۲۵۰	محمد ثانی	۸۶۴
۲۶۱	ابراہیم ثانی	۸۷۴
۲۸۹	عبداللہ ثانی	۹۰۲
۲۹۰_۲۹۶	زیادۃ اللہ ثالث	۹۰۳_۹۰۹

افریقہ میں امرائے اغلبی کا خاتمہ خلفائے فاطمی نے کیا۔ جیسا کہ جدول نمبر ۲۷ میں آئے گا۔ یہ خلفاء امرائے مصر میں شمار ہوتے تھے۔ ایک ایسا وقت تھا کہ خلفائے فاطمی کی حکومت مصر سے بحر اوقیانوس کے ساحل تک پھیلی ہوئی تھی۔ سسلی اور سارڈینیا پر بھی انہی کا قبضہ تھا۔ لیکن بعد میں یہ سلطنت چھوٹے چھوٹے سلسلوں میں تقسیم ہو گئی۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ ۳۶۲ھ (۹۷۲ء) میں ان لوگوں نے اپنا پایہ تخت افریقہ سے قاہرہ میں منتقل کر لیا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ افریقہ کے مغربی خطے ان کے تصرف سے نکل گئے اور وہ یوں کہ افریقہ کے فاطمی حکمران یوسف بُلکّین نے جو صنہاجہ کے بربروں کا رئیس تھا۔ خود مختاری کا اعلان کر دیا اور خاندان بنی زیری کی بنیاد ڈال دی۔ معاً الجزائر کے ایک شہر بُجایہ Eougie میں بنی حماد کی حکومت شروع ہو گئی۔ بنی حماد نے بنی زیری کا اقتدار تونس تک محدود رکھا اور اس علاقے سے آگے نہ بڑھنے دیا۔

مغرب اقصیٰ یعنی مراکش میں ادارسہ کی جگہ چند مقامی قبائل مثلاً برابرہ، مِکناسہ اور مغر دہ نے علم استقلال بلند کر دیا، جنہیں بالآخر مرابطین نے ختم کر ڈالا۔ مرابطین نے الجزائر میں بنی حماد کے بعض علاقوں پر بھی قبضہ جما لیا۔ کچھ عرصہ کے بعد الموحدین ابھرے اور انہوں نے بنی حماد، بنی زیری اور دیگر سلسلوں کو کلیۃً مٹا ڈالا۔

شجرۂ بنی اغلب



۱۷۔ بنی زیری

تونس میں

۳۶۲ھ تا ۵۴۳ھ

(۹۷۲ء تا ۱۱۴۸ء)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۳۶۲	یوسف بلکین بن زیری	۹۷۲
۳۷۳	منصور بن یوسف	۹۸۲
۳۸۶	بادیس بن منصور	۹۹۶

۴۰۶	المعزبن بادیس	۱۰۱۵
۴۵۳	تمیم بن المعز	۱۰۶۱
۵۰۱	یحییٰ بن تمیم	۱۱۰۷
۵۰۹	علی بن یحییٰ	۱۱۱۵
۵۱۵۔۵۴۳	الحسن بن علی	۱۱۲۱۔۱۱۴۸

(اس سلسلہ کو سسلی کے عیسائی بادشاہ راجر اور الموحدین نے ختم کیا)

۱۸۔ بنی حماد

(الجزائر میں)

۳۹۸ھ تا ۵۴۷ھ

(۱۰۰۷ء تا ۱۱۵۲ء)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۳۹۸	حماد	۱۰۰۷
۴۱۹	القائد بن حماد	۱۰۲۸
۴۴۶	محسن بن القائد	۱۰۵۴
۴۴۷	بلکتین بن محمد بن حماد	۱۰۵۵
۴۵۴؟	الناصر بن علناس بن محمد	۱۰۶۲؟
	المنصور بن الناصر	۱۰۸۸
۴۹۸	بادیس	۱۱۰۴
۵۰۰	العزیز	۱۱۰۶
۵۴۷؟	یحییٰ بن العزیز	۱۱۵۲؟

(اس سلسلے کو الموحدین نے ختم کیا)

۱۹۔ مرابطین

(مراکش کے کچھ حصے۔ الجزائر اور اسپانیہ میں)

۴۴۸ھ تا ۵۴۱ھ

(۱۰۵۶ء تا ۱۱۴۰ء)

پانچویں صدی ہجری (گیارہویں صدی عیسوی) کے وسط میں مسلمانوں کی طاقت بحیرۂ روم میں کمزور ہو گئی اور اس کی کئی وجوہات تھیں۔

اول۔ اسپانیہ میں عیسائی طاقتوں کا اقتدار بڑھ رہا تھا۔

دوم۔ جنوآ Genoa (اٹلی کی بندرگاہ) اور پیزا کے باشندوں نے مسلمانوں سے کارسیکا اور سارڈینیا کے جزائر چھین لیے تھے۔

سوم۔ جنوبی اطالیہ میں نارمنز کی طاقت کافی بڑھ گئی تھی۔ تمام افریقہ میں خلفائے فاطمی ہی کا ایک ایسا سلسلہ تھا جو اسلامی شوکت کو باقی رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ امرائے بنی زیری کی تو یہ حالت ہو چکی تھی کہ اپنی قلمرو میں شعلہ ہائے بغاوت کو فرد کرنے سے عاجز تھے۔ پھر بنی زیری، بنی حماد اور خلفائے فاطمی کی باہمی رقابت نے مسلمانوں کو عیسائی سلطنتوں کے مقابلے میں متحد ہونے کا موقع ہی نہیں دیا۔

ان حالات نے کسی انقلاب انگیز ہستی کے لیے زمین تیار کر دی تھی ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ بربری قبائل نئی مذہبی تحریکات میں شامل ہونے کی خاص استعداد رکھتے ہیں اور وہ ہر وقت کسی مذہبی پیشوا کے منتظر رہا کرتے ہیں چنانچہ اس پیشوا کا ظہور قبیلہ ملتونہ میں ہوا۔ اس کا نام عبداللہ بن تاشفین تھا۔ اس نے تجدید اسلام کے لیے لوگوں کو جہاد کی طرف دعوت دی۔ برابرہ نے اس دعوت کو فوراً منظور کر لیا۔ اس کے پیرو مرابطین کہلاتے ہیں جس کے لغوی معنے ہیں وہ سپاہی جو دشمن کی سرحدوں پر گھوڑے تیار رکھیں اور اس لفظ کے اصلاحی معنی ہیں ''مبلغین اسلام'' اسپانیہ کے عیسائیوں نے اس لفظ کو بگاڑ کر Almarovides بنا دیا ہے اور فرانسیسی زبان کا لفظ

Marabaut یعنی زاہد بھی مرابط ہی کی تحریف ہے۔

ملتونہ کے بربروں نے عبداللہ بن تاشفین کی قیادت میں سب سے پہلے خلیفہ بغداد کی اطاعت کا اعلان کیا اور پھر شمالی افریقہ کے ایک بڑے قبیلے مسمودہ کے ساتھ سیاسی اتحاد کرلیا۔ بعد میں جب ابوبکر اور عبداللہ کے بھائی یوسف بن تاشفین کا زمانہ آیا تو سب سے پہلے ان لوگوں نے سجلماسہ اور پھر ۴۶۰ھ (۱۰۶۸ء) میں شہر اغلمات فتح کیا۔ اسی سال شہر مراکش کے بنیاد ڈالی اور آنے والے پچاس برس میں بلادِ ناس۔ مکناسہ، سبتہ، طنجہ اور سالی کے علاوہ مغرب مراکش کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کرلیا۔

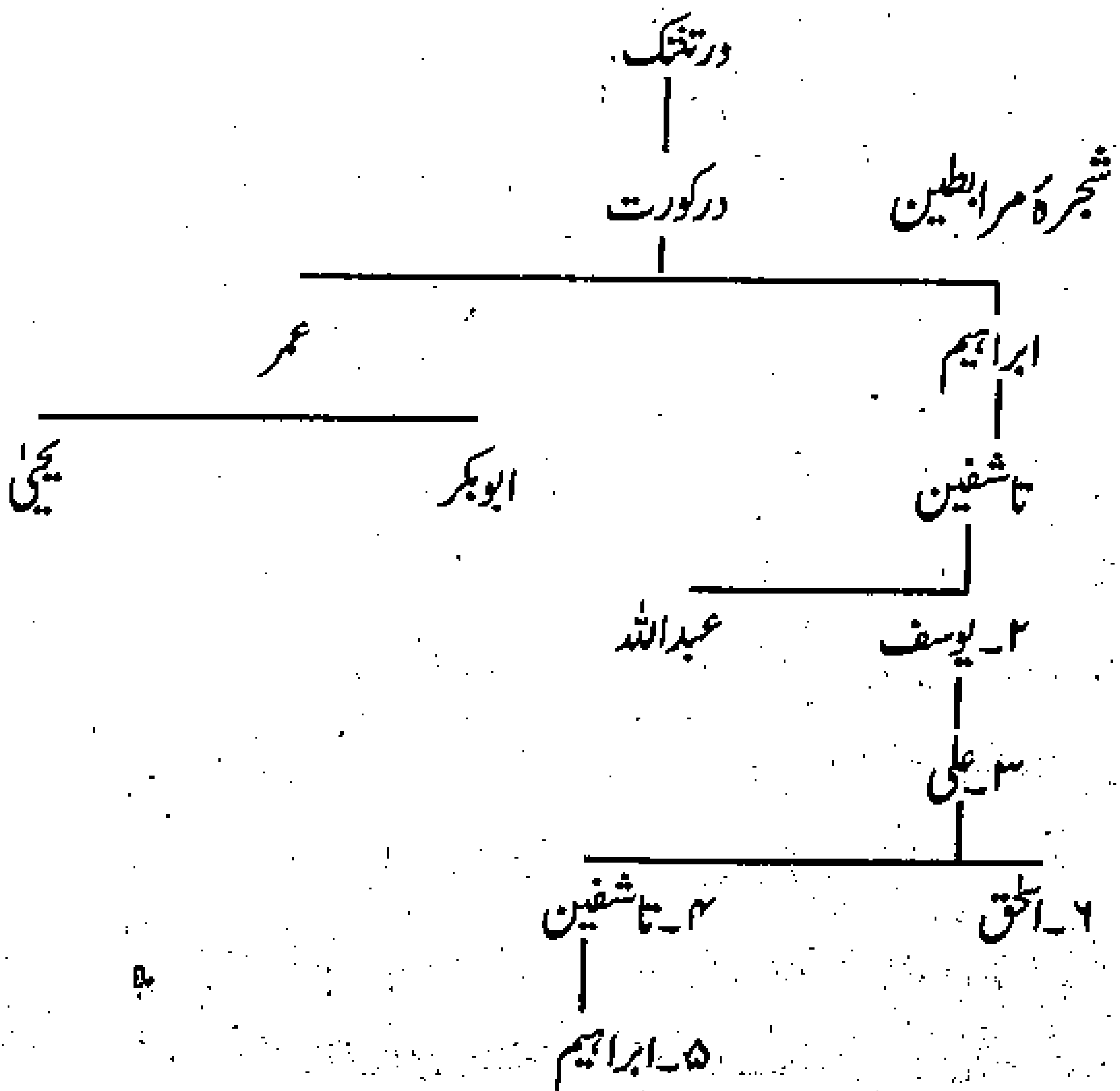
یوسف بن تاشفین نے اپنے حُسنِ انتظام اور سپہ گری میں مہارت کی بنا پر جماعتِ مرابطین کو اپنا فدائی بنا رکھا تھا۔ ۴۷۹ھ (۱۰۸۶ء) میں جب اسپانیہ کے بنی عباد پر نوسوششم کے آراگن کے بادشاہ سانسو Sancho اور سِڈ کامپیڈ ار تسریگو دیاز ڈی بیور نے حملہ کیا تو بنی عباد نے یوسف کو امداد کے لیے بلایا یوسف نے ۲۳۔ اکتوبر ۱۰۸۶ء (رمضان ۴۷۹ھ) کو جنگ زمانہ کے Badojoz کے قریب میں قسطلہ Castille کی افواج کو شکست دی۔ لیکن ہزیمیت خوردہ فوج کا تعاقب نہ کیا اور مسلمانانِ اندلس کی امداد کے لیے تین ہزار سپاہی چھوڑ کر خود افریقہ میں واپس چلا آیا۔

۴۸۴ھ (۱۰۹۰ء) میں شاہِ اشبیلیہ نے دوبارہ یوسف کی امداد طلب کی۔ یوسف وہاں گیا اور تمام اسلامی علاقے عیسائی حملہ آوروں سے واپس لے لیے۔ ہاں طلیطلہ ان ہی کے قبضے میں رہا اور سرقسطہ پر بنی ہود متسلط رہے۔

مرابطین کی شان وشوکت زیادہ دیر تک قائم نہ رہی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ افریقہ کے جنگجو لوگ اندلس کے سرسبز خطوں میں پہنچ کر آرام طلب ہو گئے، آبائی صفات کھو بیٹھے اور ان میں عیسائیوں کے مقابلہ کی ہمت باقی نہ رہی۔ بحیرۂ روم میں بھی ان لوگوں نے اقتدار بڑھانے کی کوشش نہ کی۔ نیز الجزائر، تونس اور طرابلس کے اکثر علاقوں پر بنی حماد اور بنی زیری کی حکومت باقی رہنے دی۔

مرابطین کا اقتدار ایک صدی تک باقی رہا۔ متعصب موحدین نے بعد میں ان کا خاتمہ کر دیا۔ موحدین نے ابھرتے ہی تمام شمالی افریقہ اور جنوبی اسپانیہ پر قبضہ جما لیا اور میدان صاف کر ڈالا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۴۸	ابوبکر	۱۰۵۶
۴۸۰	یوسف	۱۰۸۷
۵۰۰	علی	۱۱۰۶
۵۳۷	تاشفین	۱۱۴۳
۵۴۱	ابراہیم	۱۱۴۶
۵۴۱	اسحٰق	۱۱۴۷



۲۰۔ موحدین

شمالی افریقہ میں

۵۲۴ھ تا ۶۶۷ھ

۱۱۳۰ء تا ۱۲۶۹ء

موحدین کو ابن اسپانیہ Mohades کہتے ہیں۔ یہ ایک اسلامی فرقہ ہے جو قائلین تشبیہ و تجسیم کے خلاف اٹھا تھا اور اللہ کے متعلق کسی قسم کی تشبیہ یا تجسیم کا منکر تھا۔ اس فرقے کا قائد ابوعبداللہ بن تومرت تھا جو مدبروں کے ایک قبیلے مسمودہ سے تعلق رکھتا تھا۔ لوگوں کو خالص توحید کی طرف دعوت دیا کرتا تھا اور اس کے پیروا سے المہدی منتظر سمجھتے تھے۔

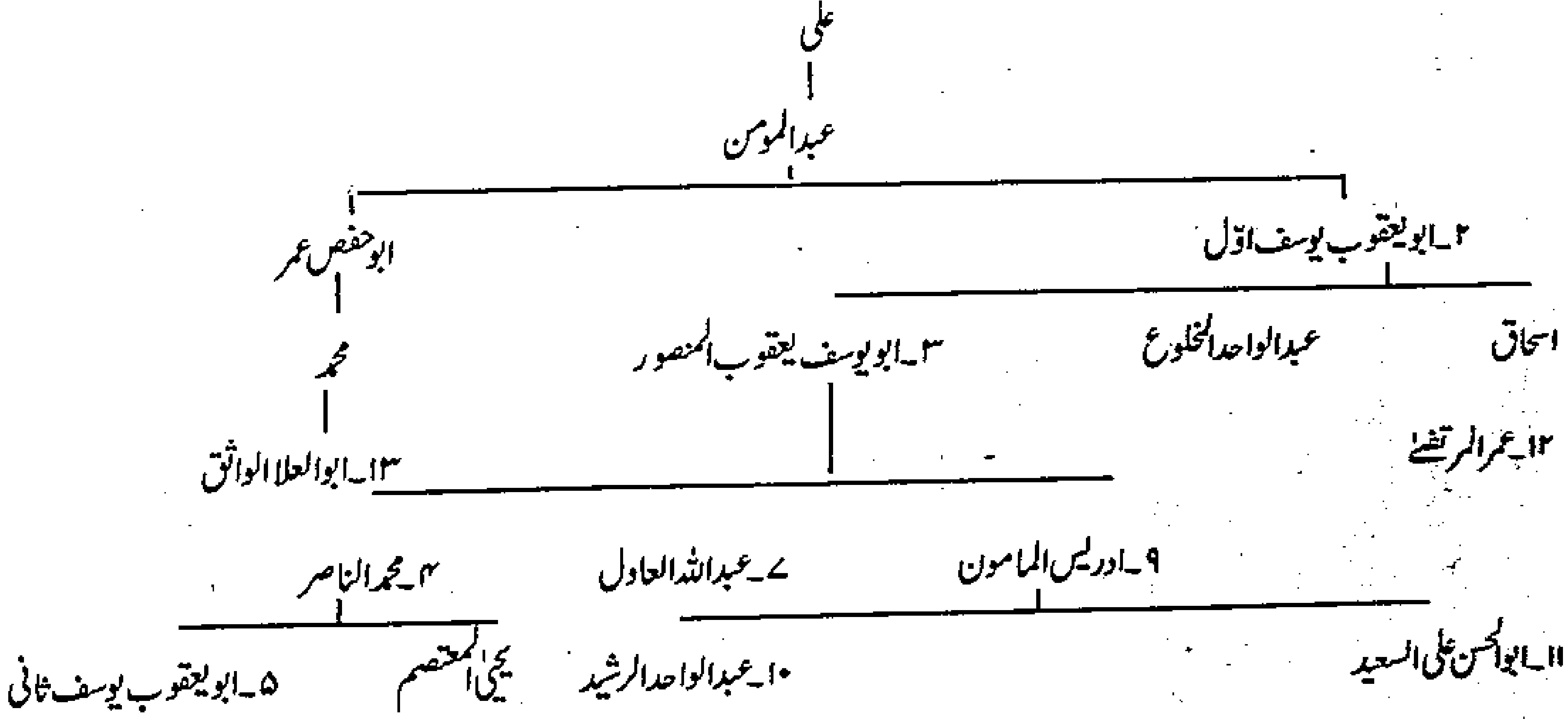
ابوعبداللہ ۵۲۲ھ (۱۱۲۸ء) میں فوت ہو گیا اور موحدین کی قیادت کی ذمہ داریاں اس کے بھائی عبدالمومن کے سپرد ہوئیں۔ ۵۲۴ھ (۱۱۳۰ء) میں عبدالمومن موحدین مسمودہ کی سیادت پر رسماً مقرر ہو گیا اور ۵۳۴ھ (۱۱۴۰ء) سے تسخیر ممالک کا کام شروع کر دیا۔ ۵۳۸ھ (۱۱۴۴ء) میں افواج مرابطین کو شکست دی اور دہران، تلمسان، فاس، سبتہ اور سالی کو دو سال کے عرصے میں فتح کر لیا۔ ۵۴۱ھ (۱۱۴۶ء) میں مراکش کا محاصرہ کر کے اس شہر کو مسخر کیا اور ساتھ ہی امرائے مرابطی کا سلسلہ ختم کر ڈالا۔ ۵۴۰ھ (۱۱۴۵ء) میں ایک فوج اسپانیہ میں روانہ کی اور صرف پانچ برس کے عرصہ میں تمام اسلامی اسپانیہ زیر نگیں کر لیا۔ اسپانیہ اور مراکش پر قبضہ جمانے کے بعد عنانِ توجہ مشرق کی طرف منعطف کی۔ ۵۴۷ھ (۱۱۵۲ء) میں الجزائر کے بنی حماد کا خاتمہ کیا اور ۵۵۳ھ (۱۱۵۸ء) میں ان نارمنز کو جنہوں نے امرائے بنی زیری کو تونس میں مغلوب کر رکھا تھا۔ تونس سے نکالا اور ساتھ ہی طرابلس کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔ اس طرح مصر سے لے کر محیط اطلس تک یعنی افریقہ کے سارے شمالی ساحل کا مالک بن گیا اور یہاں نیز اسلامی اندلس میں اس کا سکہ چلنے لگا۔

عبدالمومن کے جانشین اسپانیہ کے عیسائیوں کے خلاف عموماً مصروف پیکار رہا کرتے تھے۔ جب ۶۳۲ھ (۱۱۳۵ء) میں لاس نواس Las Navas کے مقام پر انہیں شکست ہوئی تو اسپانیہ میں پھر ان کی دھاک نہ بندھ سکی اور کچھ عرصے کے بعد اس ملک کو چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ ان کے چلے آنے کے بعد اسپانیہ عیسائی حکمرانوں اور چھوٹے چھوٹے اسلامی سلسلوں میں بٹ

گیا، مؤخر الذکر میں سب سے زیادہ مشہور امرائے بنی نصر (جدول ۱۴) تھے۔ جنہوں نے عیسائیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ۸۹۷ھ (۱۴۹۲ء) تک وہیں جمے رہے۔ اسی سال فرڈنیاں ۵ اور ملکہ ایزابلا ۶ نے سارے ملک کو زیر نگیں کرلیا اور مسلمانوں کو اسپانیہ سے باہر نکال دیا۔

موحدین کا اسپانیہ سے نکلنا تھا کہ ان کا اقتدار شمالی افریقہ میں بھی مٹ گیا۔ کافی عرصہ پہلے یعنی ۵۶۸ھ (۱۱۷۲ء) میں طرابلس پہ سلطان صلاح الدین ایوبی قبضہ جما چکا تھا۔ تونس میں امرائے بنی حفص جو موحدین کی طرف سے حکومت کیا کرتے تھے ۶۲۵ھ (۱۲۲۸ء) میں خودمختار بن بیٹھے۔ ۶۲۳ھ (۱۲۳۵ء) میں تلمسان کے بنی زیان نے خودمختاری کا اعلان کر دیا۔ مراکش میں بھی حالات بگڑ چکے تھے۔ اور جا بجا مدعیانِ تخت پیدا ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ ۶۶۷ھ (۱۲۶۹ء) میں ایک کہستانی قبیلے بنی مرین نے موحدین کے پایۂ تخت یعنی مراکش کو فتح کر لیا اور موحدین کو مٹا دیا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۵۲۴	عبدالمومن	۱۱۳۰
۵۵۸	ابویعقوب یوسف الاول	۱۱۶۳
۵۸۰	ابویوسف یعقوب بن المنصور	۱۱۸۴
۵۹۵	محمد الناصر	۱۱۹۹
۶۱۱	ابویعقوب یوسف ثانی بن المستنصر	۱۲۱۴
۶۲۰	عبدالواحد المخلوع	۱۲۲۳
۶۲۱	ابومحمد عبداللہ العادل	۱۲۲۴
۶۲۴	یحیٰی المعتصم	۱۲۲۷
۶۲۶	ابوالعلا ادریس المامون	۱۲۲۹
۶۳۰	عبدالواحد الرشید	۱۲۳۲
۶۴۰	ابوالحسن السعید	۱۲۴۲
۶۴۶	ابوحفص عمر المرتضٰے	۱۲۴۸
۶۶۵۔۶۶۷	ابوالعلا الواثق	۱۲۶۶۔۱۲۶۹



(اس سلسلے کو امرائے مرینی و حفصی نے ختم کیا)

۲۱۔ بنی حفص

تونس میں

۶۲۵ھ تا ۹۴۱ھ

(۱۲۲۸ء تا ۱۵۳۴ء)

ابتدا میں امرائے بنی حفص موحدین کے نائب بن کر تونس میں حکومت کیا کرتے تھے۔ ان کا سلسلۂ حکومت موروثی تھا۔ بعد میں جب موحدین کا زوال شروع ہوا تو انہوں نے موقع سے فائدہ اٹھا کر خود مختاری کا اعلان کر دیا اور ایک ایسے سلسلے کی بنیاد ڈالی۔ جس کا اقتدار تین سو برس تک باقی رہا۔ یہ حکمران نہایت انصاف اور دیانت داری سے حکومت کیا کرتے تھے اور ان کے مراسم اطالوی جمہوریتوں کے ساتھ دوستانہ بھی تھے اور تاجرانہ بھی۔

۹۴۱ھ (۱۵۳۴ء) میں خیر الدین بربرسہ نے سلطان عثمانی کے نام پر تونس کو فتح کیا۔ لیکن دوسرے سال شہنشاہ شارل پنجم نے تونس کو پھر بنی حفص کے حوالے کر دیا اور اسپانوی فوج کا ایک دستہ غلتہ Goletta کے مقام پر مامور کر دیا۔ اسی سال تونس پر بحری قزاقوں کے حملے شروع ہو گئے چنانچہ انہوں نے ۹۷۶ھ (۱۵۶۸ء) میں تونس اور ۹۸۲ھ (۱۵۷۴ء) میں غلتہ کو فتح کر لیا اور تونس دوبارہ قلمرو عثمانی کا ایک صوبہ شمار ہونے لگا۔ تین سو برس بعد یعنی ۱۲۹۸ھ (۱۸۸۱ء) میں تونس پر فرانس کا قبضہ ہو گیا۔

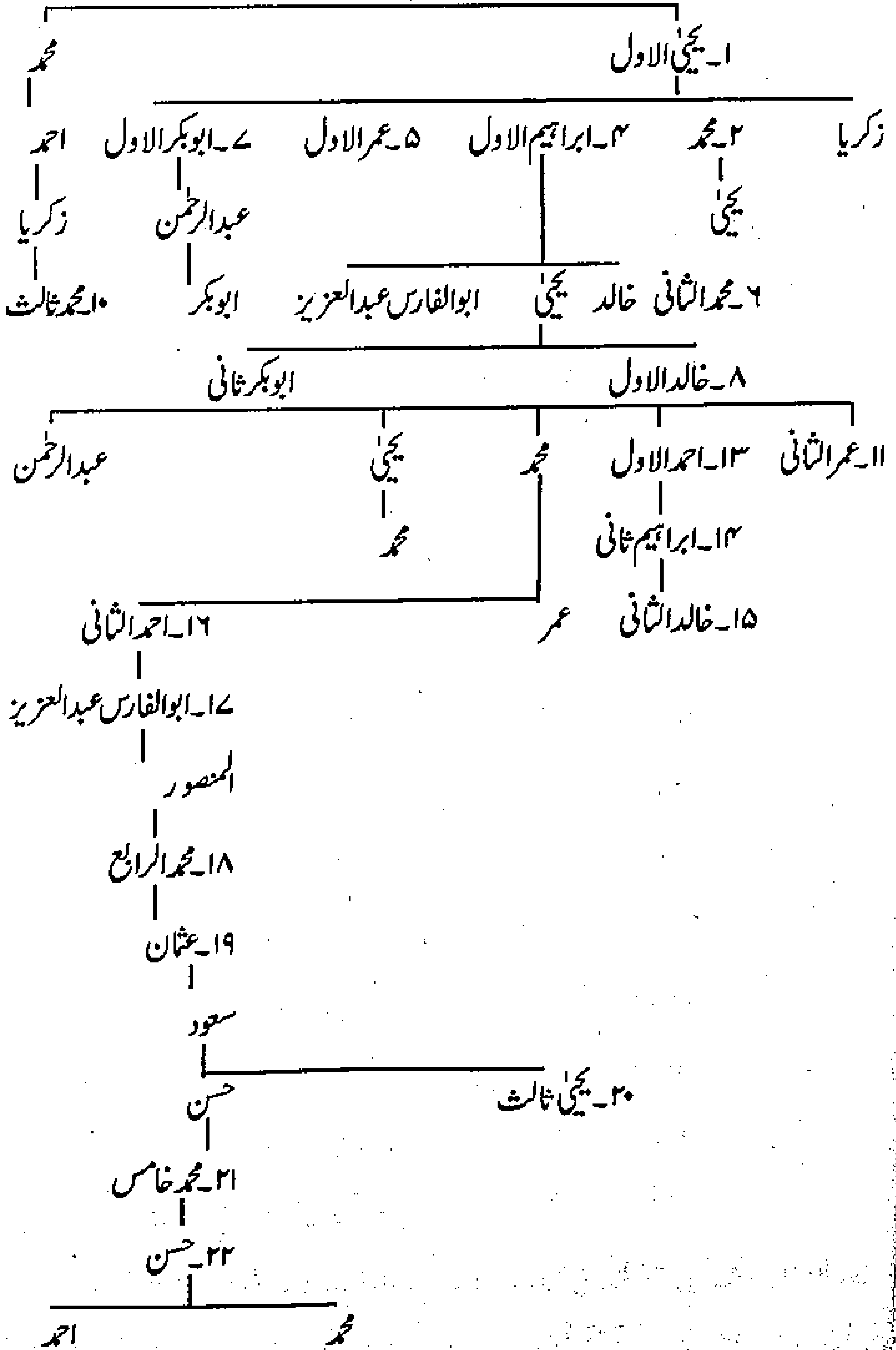
۹۱۶ھ (۱۵۱۰ء) میں اسپانوی فوجوں نے طرابلس پر قبضہ جما لیا تھا لیکن ۹۸۵ھ (۱۵۵۱ء) میں دریائی قزاقوں نے اسے مسخر کر کے سلطنتِ عثمانیہ میں شامل کر دیا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۶۲۵	ابوزکریا یحییٰ الاول	۱۲۲۸
۶۴۷	ابوعبداللہ محمد الاول المستنصر	۱۲۴۹
۶۷۵	ابوزکریا یحییٰ الثانی	۱۲۷۷

۶۷۸	ابواسحٰق ابراہیم الاول	۱۲۷۹
۶۸۳	ابوحفص عمر الاول	۱۲۸۴
۶۹۴	ابوعبداللہ محمد الثانی المستنصر	۱۲۹۵
۷۰۹	ابوبکر الاول الشدید	۱۳۰۹
۷۰۹	ابوالبقا خالد الاول	۱۳۰۹
۷۱۱	ابویحیٰ زکریا	۱۳۱۱
۷۱۷	ابوذربہ محمد الثالث المستنصر	۱۳۱۷
۷۱۸	ابویحیٰ ابوبکر الثانی المتوکل	۱۳۱۸
۷۴۷	ابوحفص عمر الثالث	۱۳۴۶
۷۴۷	(بنی مرین کا عہد)	۱۳۴۶
۷۵۰	ابوالعباس احمد الاول الفضل	۱۳۴۹
۷۵۱	ابواسحٰق ابراہیم الثانی المستنصر	۱۳۵۰
۷۷۰	ابوالبقا خالد الثانی	۱۳۶۸
۷۷۲	ابوالعباس احمد الثانی المستنصر	۱۳۷۰
۷۹۶	ابوالفارس عبدالعزیز	۱۳۹۴
۸۳۷	محمد رابع المنتصر	۱۴۳۳
۸۳۹	ابوعمرو عثمان	۱۴۳۵
۸۹۳	ابوذکریا یحیٰ الثالث	۱۴۸۸
۸۹۹	ابوعبداللہ محمد الخامس	۱۴۹۳
۹۳۲_۹۴۱	الحسن	۱۵۲۵_۱۵۳۴

(سلاطین عثمانی کے نام پر دریائی قزاقوں اور بیگوں نے اس سلسلے کو ختم کیا)

شجرۂ بنی حفص



عبدالواحد بن ابی حفص
محمد
۱۔ یحییٰ الاول
زکریا
۲۔ محمد
۴۔ ابراہیم الاول
۵۔ عمر الاول
۷۔ ابوبکر الاول
احمد
یحییٰ
عبدالرحمٰن
زکریا
۶۔ محمد الثانی
خالد
یحییٰ
ابوالفارس عبدالعزیز
ابوبکر
۱۰۔ محمد ثالث
۸۔ خالد الاول
ابوبکر ثانی
۱۱۔ عمر الثانی
۱۳۔ احمد الاول
محمد
یحییٰ
عبدالرحمٰن
۱۴۔ ابراہیم ثانی
محمد
۱۵۔ خالد الثانی
عمر
۱۶۔ احمد الثانی
۱۷۔ ابوالفارس عبدالعزیز
المنصور
۱۸۔ محمد الرابع
۱۹۔ عثمان
سعود
حسن
۲۰۔ یحییٰ ثالث
۲۱۔ محمد خامس
۲۲۔ حسن
محمد
احمد

۲۲۔ بنی زیان

الجزائر میں

۶۳۳ھ تا ۷۹۶ھ

(۱۲۳۵ء تا ۱۳۷۳ء)

بنی زیان الجزائر میں موحدین کی طرف سے حکومت کیا کرتے تھے جب موحدین کا زوال شروع ہوا تو ان امرا نے بھی بنی حفص کی طرح خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ ان کا پایہ تخت شہر تلمسان تھا۔ ۷۹۶ھ (۱۳۹۳ء) میں مراکش کے بنی مرین نے اس سلسلے کا خاتمہ کر ڈالا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۶۳۳	یغمرسن بن زیان	۱۲۳۵
۶۸۱	عثمان اوّل	۱۲۸۲
۷۰۳	ابوزیان اول	۱۳۰۳
۷۰۷	ابوحمو موسیٰ	۱۳۰۷
۷۱۸	ابوتاشفین عبدالرحمٰن الاول	۱۳۱۸
۷۴۹	ابوسعید عثمان الثانی	۱۳۴۸
	ابوثابت الزایم	
۷۵۴	ابوحمو موسیٰ الثانی	۱۳۵۲
۷۸۸	ابوتاشفین عبدالرحمٰن الثانی	۱۳۸۶
۷۹۶	ابوزیان الثانی	۱۳۹۳

(اس سلسلے کو امرائے مرینی نے ختم کیا)

سولھویں صدی عیسوی سے لے کر اب تک الجزائر، تونس اور طرابلس کے صوبے سلطنتِ عثمانیہ کا برائے نام حصہ رہے ہیں۔ ان ولایات کو بربر کے دریائی قزاقوں نے قلمروعثمانیہ میں شامل

کیا تھا۔

بربروسہ کے آنے سے پہلے اسپانوی فوج نے ڈال پڈرونویرو Dal Pedro Navaro کی قیادت میں ساحل افریقہ پر الجزائر کی بندرگاہوں بجایہ[13] وہران[14] (اران) اور طرابلس کو فتح کرلیا تھا۔ ۹۱۵ھ (۱۵۰۹ء) میں اروج بربروسہ نے جو لسبی Lesbie کا ایک انقلاب پسند لیڈر تھا۔ جزیرۂ جربا کو فتح کرلیا جو ساحلِ طرابلس کے بالمقابل واقع ہے اور اس کے بعد اسپانوی افواج کے خلاف مصروفِ پیکار ہوگیا۔ ۹۲۰ھ (۱۵۱۴ء) میں جیجل[15]۔ ۹۲۲ھ (۱۵۱۶ء) میں الجزائر اور ۹۲۳ھ (۱۵۱۷ء) میں تلمسان[16] اور تونس کو امرائے مرینی سے چھین لیا۔ ۹۲۵ھ (۱۵۱۹ء) میں اس کا بھائی خیرالدین بربروسہ دربارِ عثمانی کی طرف سے الجزائر کا گورنر (یا بیگلر بیگی) مقرر ہوا۔ اب شمالی افریقہ میں صرف دو مقام اسپانیوں کے قبضے میں رہ گئے تھے۔ اول الجزائر کا قلعہ پی نن Penon جو ۹۲۷ھ (۱۵۳۰ء) تک ان کے تسلط میں رہا اور دوسرا شہر دہران (اران) جس پر اسپانوی ۱۱۲۱ھ (۱۷۰۶ء) تک قابض رہے۔

۹۴۱ھ (۱۵۳۴ء) میں خیرالدین نے امرائے بنی حفص کو شکست دے کر تونس پر قبضہ کر لیا۔ لیکن دوسرے سال شہنشاہ شارل پنجم نے اس شہر کو دوبارہ فتح کرلیا۔ ۹۷۶ھ (۱۲۶۸ء) میں اس پر الجزائر کے دریائی قزاق قابض ہوگئے۔ ۹۸۱ھ (۱۵۷۴ء) میں اسے ڈان جان (جو آسٹریا کا رہنے والا تھا) نے مسخر کرلیا۔ لیکن ۹۸۲ھ (۱۵۷۴ء) میں الوج علی (دریائی قزاق) نے اس شہر کو قلمروِ عثمانی میں شامل کر ڈالا۔ ۹۵۹ھ (۱۵۵۱ء) میں ایک اور قزاق ترغود نامی نے سینٹ جین کے امیروں سے جو جزائر زوڈس سے بھاگ کر یہاں پناہ گزین ہوئے تھے۔ طرابلس چھین کر سلاطین عثمانی کے حوالے کردیا۔ خلاصہ یہ کہ الجزائر تونس اور طرابلس کے صوبے ۹۲۵ھ (۱۵۱۵ء) ۹۷۶ھ (۱۵۶۸ء) اور ۹۵۸ھ (۱۵۵۱ء) میں بالترتیب عثمانی اقتدار میں چلے گئے۔

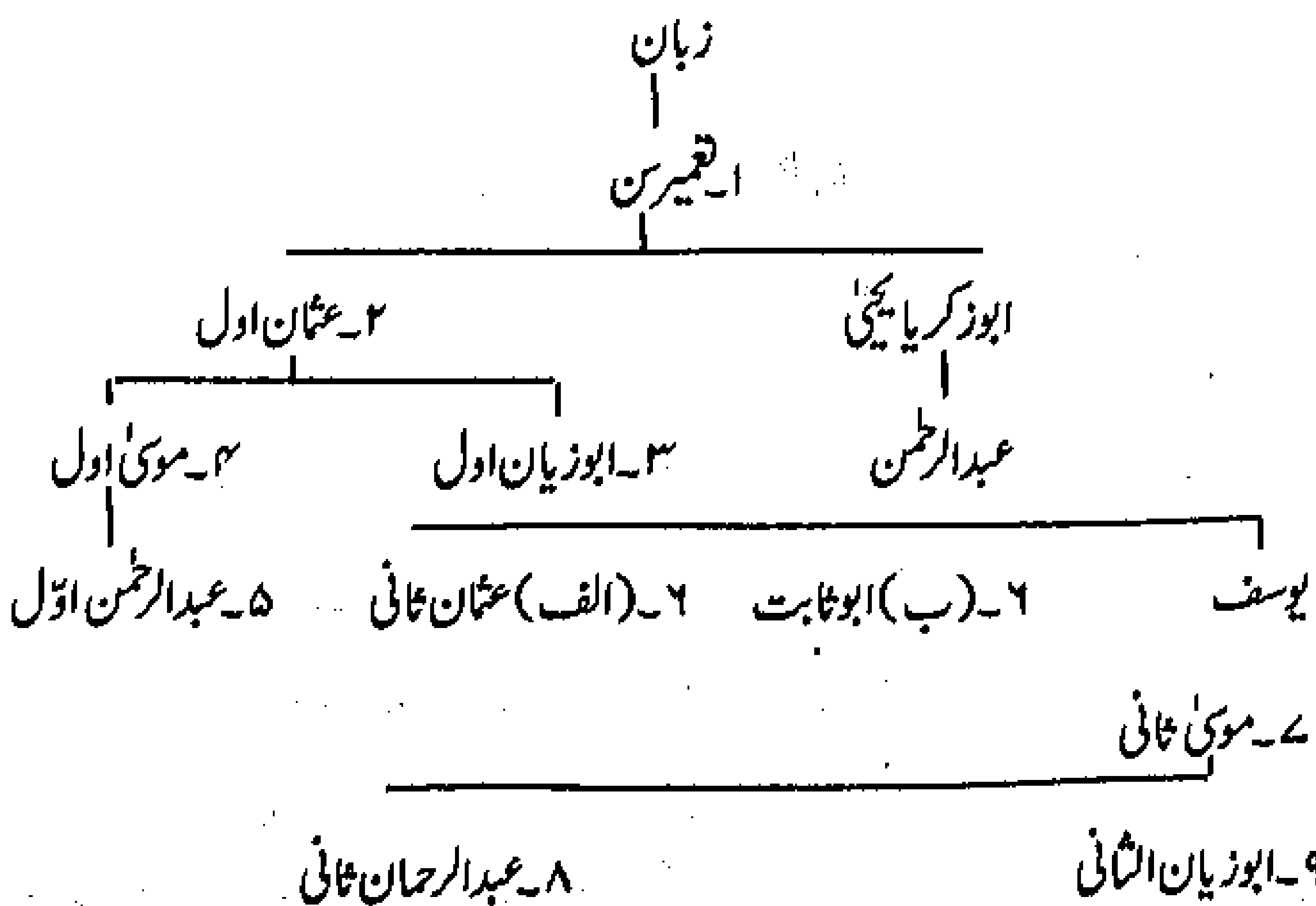
ابتداء میں الجزائر پر پاشا لوگ حکومت کیا کرتے تھے۔ جنہیں بابِ عالی مقرر کیا کرتا تھا۔ ۱۰۸۲ھ (۱۶۷۱ء) تک چھبیس پاشے یکے بعد دیگرے یہاں آچکے تھے۔ ۱۰۸۲ھ (۱۶۷۱ء) میں ینی چری[17] کے سالار الملقب بہ ڈے نے ان پاشاؤں کو اپنی بندگی میں لے کر ان کے اختیارات

محدود کر دیے ۱۱۲۲ھ (۱۷۱۰ء) میں پاشاؤں کا سلسلہ ختم ہو گیا اور ڈے الجزائر کا مستقل فرمانروا بن گیا۔ تقریباً سوا سو برس بعد یعنی ۱۲۴۶ھ (۱۸۳۰ء) میں الجزائر پر فرانسیسی قابض ہو گئے۔

تونس پر ۱۱۱۷ھ (۱۷۰۵ء) تک باب عالی کا قبضہ رہا۔ باب عالی کی طرف سے فوجی سردار جن کا لقب Dey تھا۔ حکومت کیا کرتے تھے۔ ۱۱۱۷ھ (۱۷۰۵ء) میں یہاں بیگوں کی حکومت شروع ہو گئی۔ جن میں سے ایک بیگ خود مختار سلطان بن گیا۔ ۱۲۹۹ھ (۱۸۸۱ء) میں تونس پر بھی فرانسیسی قبضہ ہو گیا[۱۸]۔ اب صرف طرابلس عثمانی اقتدار کے نیچے رہ گیا۔ جس پر ایک پاشا کی حکومت تھی۔

شمالی[۱۹] افریقہ میں صرف مراکش کی ولایت ایسی ہے۔ جس پر آج تک عیسائیوں کا قبضہ نہیں ہوا سبتہ کا قلعہ اسپانیوں کے قبضہ میں ہے اور طنجہ کی بندرگاہ پر انگریز قابض ہیں۔ لیکن یہ دونوں سلطنتیں اپنے ان مقبوضات کو کوئی خاص اہمیت نہیں دیتیں اور نہ ان کے انتظامات کی طرف توجہ دیتی ہیں۔

شجرۂ بنی زیان



۲۴۔ امرائے بنی مرین

مراکش میں

۵۹۱ھ تا ۸۷۵ھ

(۱۱۹۵ء تا ۱۴۷۰ء)

گو امرائے بنی مرین کی حکومت مرتفعاتِ مراکش میں ۵۹۱ھ (۱۱۹۵ء) سے قائم ہو چکی تھی۔ لیکن مراکش کے پایۂ تخت پر مدتوں موحدین کا قبضہ رہا۔ ۶۶۷ھ (۱۲۶۹ء) میں بنی مرین نے پایۂ تخت پر بھی قبضہ جما لیا اور ۷۹۶ھ (۱۳۹۳ء) کے کچھ عرصہ بعد الجزائر کے ان علاقوں کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا جن پر امرائے بنی زیان قابض تھے۔ اس سلسلے کو بنی مرین ہی کے ایک قبیلے بنی وتعس نے ۸۷۵ھ (۱۴۷۰ء) میں ختم کر ڈالا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۵۹۱	عبدالحق	۱۱۹۵
۶۱۴	عثمان اول	۱۲۱۷
۶۳۷	محمد اول	۱۲۳۹
۶۴۲	ابو یحییٰ ابوبکر	۱۲۴۴
۶۵۶	ابو یوسف یعقوب	۱۲۵۸
۶۸۵	ابو یعقوب یوسف	۱۲۸۶
۷۰۶	ابو ثابت عامر	۱۳۰۶
۷۰۸	ابو الربیع سلیمان	۱۳۰۸
۷۱۰	ابو سعید عثمان الثانی	۱۳۱۰
۷۳۱	ابو الحسن علی	۱۳۳۱
۷۴۹	ابو عینان	۱۳۴۸
۷۵۹	السعید	۱۳۵۸
۷۶۰	ابو سلیم ابراہیم	۱۳۵۹

۷۶۲	ابوعمر تاشفین	۱۳۶۱
۷۶۳	عبدالحلیم	۱۳۶۱
۷۶۳	ابوزیان محمد الثانی	۱۳۶۱
۷۶۸	عبدالعزیز	۱۳۶۶
۷۷۴	محمد الثالث السعید	۱۳۷۲
۷۷۶	ابوالعباس احمد المستنصر عبدالرحمٰن	۱۳۷۴
۷۸۶	موسیٰ	۱۳۸۴
۷۸۶	المنتصر	۱۳۸۴
۷۸۸	محمد الرابع الواثق	۱۳۸۶
۷۸۹	ابوالعباس احمد المستنصر (دوبارہ)	۱۳۸۷
۷۹۶	ابوالفارس	۱۳۹۳
؟	فارس المتوکل	؟
۸۱۱	ابوسعید	۱۴۰۸
۸۱۹	سعید۔یعقوب	۱۴۱۶
۸۲۷	عبداللہ	۱۴۲۴
۸۷۵	شریف	۱۴۷۰

امرائے بنی وتعس

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۸۷۵	شیخ وتعس السعید	۱۴۷۰
۹۰۶	محمد اول بن السعید	۱۵۰۰
۹۳۶	احمد بن محمد	۱۵۳۰
۹۵۷	محمد ثانی بن احمد	۱۵۵۰

(اس سلسلے کو شرفائے مراکش نے ختم کیا)

۲۴۔ شرفائے مراکش

۹۵۱ھ تا ۱۳۱۱ھ

۱۵۴۴ء تا ۱۸۹۳ء

یہ امراء چونکہ اپنے آپ کو حسن بن علی بن ابی طالب اور جنابہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی اولاد میں سے تصور کرتے تھے۔ اس لیے شریف کہلاتے تھے (جمع شرفا) ان شرفا نے مراکش کے مشہور شہر ٹروڈنٹ کو ۹۲۱ھ (۱۵۱۵ء) میں فتح کیا اور فاس کو کچھ اور شہروں سمیت بعد میں مسخر کیا۔ لیکن ان کی مستقل اور باقاعدہ سلطنت ۹۵۱ھ (۱۵۴۴ء) سے شروع ہوتی ہے۔ شرفائے مراکش کے دو طبقے تھے۔ حسنی اور فلالی۔ مؤخر الذکر کا جانشین بنتے بنتے چھ برس صرف ہو گئے اور اس عرصے میں مراکش بدنظمی کا گھر بنا رہا۔

مراکش کی حدود ہمیشہ ایک ہی رہی ہیں۔ لیکن اس کی مملکت میں دو شریف شروع سے حکمران رہے ہیں جن کی آپس میں سخت رقابت تھی۔ ایک کا پایۂ تخت فاس تھا اور دوسرے کا مراکش۔ ہر دو اپنے آپ کو خلیفہ و امیر المومنین سمجھتے تھے۔

(الف) شرفائے حسنی

۹۵۱ھ تا ۱۰۶۹ھ

(۱۵۴۴ء تا ۱۶۵۸ء)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۹۵۱	محمد اول الشیخ	۱۵۴۴
۹۶۵	عبداللہ	۱۵۵۷
۹۸۱	محمد ثانی	۱۵۷۳
۹۸۳	ابو مروان عبدالملک الاول	۱۵۷۵

۹۸۶	ابوالعباس احمد اوّل المنصور	۱۵۷۸
۱۰۱۱	شیخ ابوفارس، زیدان (ایک دوسرے کے رقیب)	۱۶۰۳
۱۰۱۶	زیدان/ بلاشرکت	۱۶۰۸
۱۰۳۸	ابومروان عبدالملک ثانی	۱۶۲۸
۱۰۴۰	ولید	۱۶۳۰
۱۰۴۵	محمد ثالث	۱۶۳۵
۱۰۶۴۔۱۰۶۹	احمد ثانی	۱۶۵۴۔۱۶۵۸

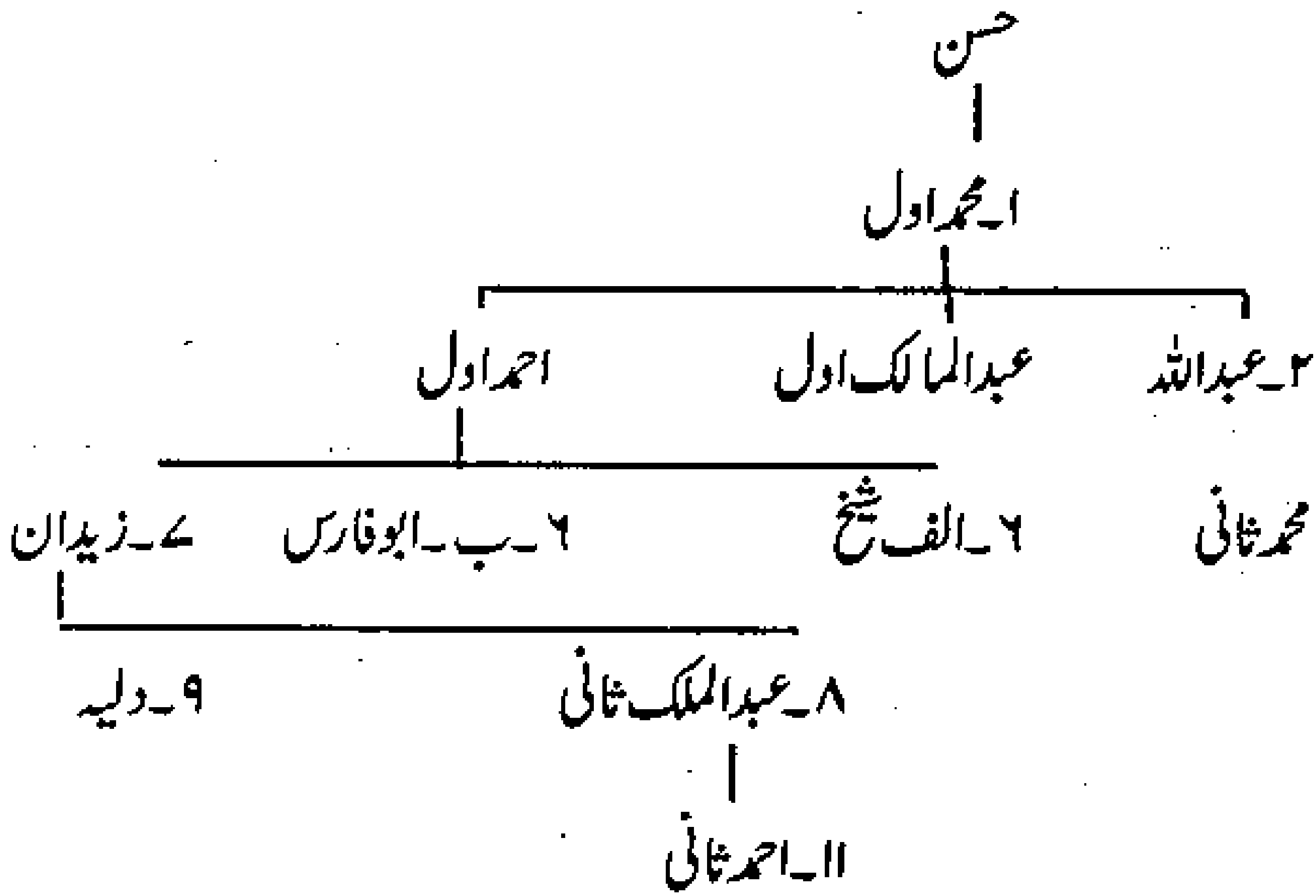
(ب) شرفائے فلالی

۱۰۷۵ھ تا ۱۳۱۱ھ

۱۶۶۴ء تا ۱۸۹۳ء

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۱۰۷۵	رشید بن الشریف بن علی	۱۶۶۴
۱۰۸۳	اسماعیل السمین	۱۶۷۲
۱۱۳۹	احمد المذہبی	۱۷۲۷
۱۱۴۱	عبداللہ ۲۲؎	۱۷۲۹
۱۱۷۱	محمد اوّل	۱۷۵۷
۱۲۰۴	یزید	۱۷۸۹
۱۲۰۶	ہشام	۱۷۲۹
۱۲۰۹	سلیمان	۱۷۹۵
۱۲۳۸	عبدالرحمٰن	۱۸۲۲
۱۲۷۶	محمد ثانی	۱۸۵۹
۱۲۹۰۔۱۳۱۱	حسن ۲۳؎	۱۸۷۳۔۱۸۹۳

شجرۂ شرفائے حسنی



نوٹ: یہ شجرۂ ناقص ہے۔اس لیے کہ اس میں دسویں حکمران محمد ثالث کا ذکر موجود نہیں۔برق

۱۔ فاطمیوں کا حال مصر کے ذیل میں ملاحظہ ہو۔

۲۔ انگریزی میں Ceuta شمالی افریقہ میں جبرالٹر کے سامنے ایک شہر۔

۳۔ Pisa اٹلی کی ایک بندرگاہ فلورنس کے مغرب کی طرف۔

۴۔ سپین پر گیارہ فونسو ۳۹۷ء سے ۱۳۵۰ء تک حکمران رہے۔فونسو ششم ۱۰۶۵ء میں پیدا ہوا اور ۱۱۰۵ء میں وفات پائی۔

۵۔ آراگان سپین کا ایک صوبہ ہے۔

۶۔ سپین کا مشہور بہادر۔اصلی نام Bodrige Diaz ولادت ۱۰۳۵ء وفات ۱۰۹۹ء۔مسلمانوں کے خلاف جنگوں میں کافی نام پیدا کیا۔

۷۔ اسپانوی نام Sagralias سپین میں گاڈیانہ Guadiana دریا کے کنارے ایک شہر جس پر ۱۸۱۲ء میں برطانوی فوجیں ولنگٹن کے زیر کمان حملہ آور ہوئی تھیں۔

۸۔ شبہین تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس روشنی کی طرح ہے جو کسی روشن کمرے کی جالیوں سے چھن چھن کر باہر نکل رہی ہو۔مجسمین اللہ کے مجسم ہونے کے قائل ہیں اور اللہ کو عرش پر بیٹھا ہوا سمجھتے ہیں۔ ان کے کئی فرقے ہیں۔مثلاً ہشامیہ۔جولقیہ۔بیانیہ اور کرامیہ،جعد بن درہم اور محمد بن کرام ان کے ائمہ میں شمار ہوتے ہیں (الفرق الاسلامیہ صفحہ ۵۷)

۹۔ اس سے مراد فرڈنیاں پنجم ہے جو سپین کے دو صوبوں کیسٹائل اور لیون کا فرمانروا تھا (۱۴۵۲ء۔۱۵۱۶ء)

۱۰۔ سپین کے فرمانروا فرڈنیان پنجم کی بیوی۔

۱۱۔ چارلس پنجم (۱۵۰۰۔۱۵۵۸ء) سپین کا بادشاہ تھا۔

۱۲۔ تونس کی ایک بندرگاہ بائزرٹا Bizerta سے تقریباً ۵۰ میل مشرق کی طرف۔

۱۳۔ Bougie الجیریا کا ایک ساحلی شہر

۱۴۔ Oran الجیریا کی ایک بندرگاہ

۱۵۔ Jign الجیریا کا ایک شہر

۱۶۔ Tilmicen

۱۷۔ ترکی خطاب جو سپہ سالاروں کو ملتا تھا۔ سترہویں صدی میں ترکوں کی ایک مشہور فوج ینی چری کے سپہ سالار جوڈے کے نام سے مشہور تھے۔ الجیریا کے فرمانروا بن گئے۔

۱۸۔ طرابلس تصنیف کتاب یعنی ۱۳۱۱ھ (۱۸۹۳ء) تک تو عثمانی اقتدار میں تھا لیکن ۱۳۳۱ھ (۱۹۱۳ء) میں اس پر اطالیہ کا قبضہ ہوگیا اور آج (۱۹۶۷ء میں) آزاد ہے۔

۱۹۔ مراکش کے آج تین ٹکڑے ہو چکے ہیں۔ طنجہ بین الاقوامی بندرگاہ متصور ہوتا ہے۔ ملیلہ اور صبتہ پر اسپانیہ قابض ہے اور باقی پر سلطان مراکش کی حکومت ہے۔

۲۰۔ جنوبی مراکش کی بندرگاہ اگادیر سے ۵۵ میل مشرق میں واقع ہے۔

۲۱۔ ایرانی کو فاس لکھتے ہیں شہر شمالی مراکش میں بندرگاہ رباط Rabat سے تقریباً سو میل مشرق میں واقع ہے۔

۲۲۔ عبداللہ کے بعد عارضی طور پر شرفائے فلالی کی سلطنت ختم ہوگئی اور مندرجہ ذیل تین حکمران برسر اقتدار آئے۔

علی بن اسماعیل ۲۳۲۔۵۴۴ (۱۱۴۷۔۱۱۴۹)

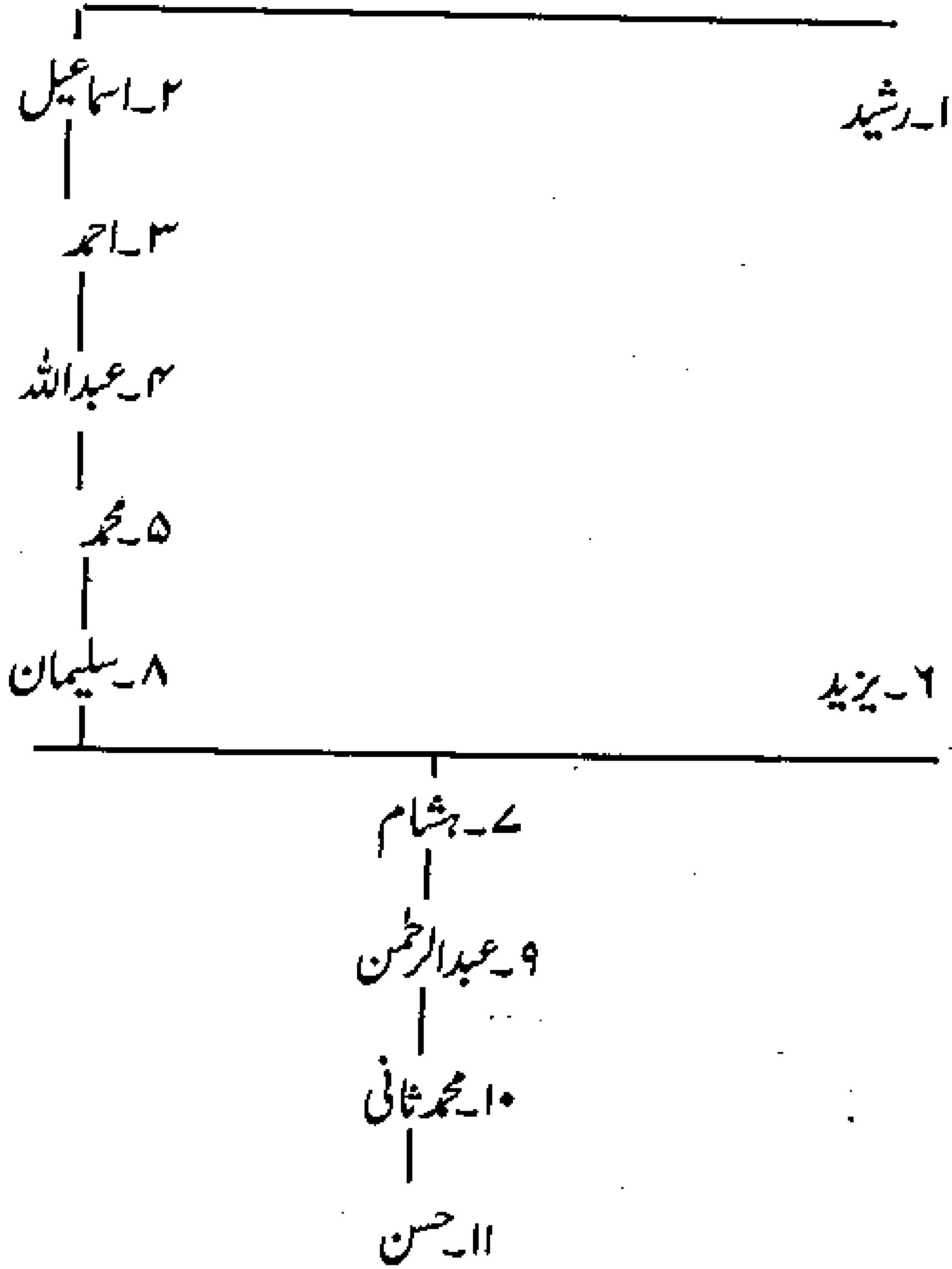
المستضی بن اسماعیل ۵۴۶۔۵۴۸ (۱۱۵۱۔۱۱۵۳)

زین العابدین ۵۵۳ھ (۱۱۵۸ء)

۲۳۔ اصل کتاب کی تصنیف کے بعد مندرجہ ذیل شرفا برسر اقتدار رہے۔

۱۳۱۲ھ	عبدالعزیز	۱۸۹۴ء
۱۳۲۵ھ	الحفیظ (ذی القعدہ ۲۹ ۱۳۳۱ھ میں مستعفی ہوگیا)	۱۹۰۶ء
۱۳۳۰ھ	یوسف (۲۹ شعبان ۱۳۳۰ھ کو سلطان مراکش بنا)	۱۹۱۲ء
۱۳۴۶ھ	محمد اول	۱۹۲۷ء
۱۳۸۱ھ	محمد ثانی (حسن)	۱۹۶۲ء

شجرۂ شرفائے فلالی



باب چہارم

مصر و شام

تیسری صدی ہجری سے تیرہویں صدی ہجری تک
نویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک

۲۵۔ بنی طولون
۲۶۔ آل اخشید
۲۷۔ فاطمی
۲۸۔ ایوبی
۲۹۔ ممالیک

باب چہارم

مصر و شام

تیسری صدی ہجری سے تیرہویں صدی ہجری تک

نویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک

اسلامی تاریخ میں مصر و شام عموماً ایک ہی حکومت کے ماتحت رہے ہیں مسلمانوں نے شام کو ۱۴ھ و ۱۷ھ (۶۳۵ء، ۶۳۸ء) کے درمیان اور مصر کو ۲۱ھ (۶۴۱ء) میں فتح کیا۔ ۲۱ھ سے ۲۵۴ھ (۶۴۱ سے ۸۶۸ء) تک مصر کی حیثیت محض ایک صوبے کی تھی۔ جس پر بنی امیہ و بنی عباس کے مقرر کردہ گورنر حکومت کیا کرتے تھے۔ ان گورنروں کی تعداد ۹۸ ہے۔ ۲۵۴ھ (۸۶۸ء) میں احمد بن طولون نے مصر میں ایک آزاد سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ جو ۳۷ برس تک جاری رہی۔ اس کے بعد آل اخشید کا سلسلہ شروع ہوا۔ جسے خلفائے فاطمی (ازمنۂ وسطی میں سلاطین مصر کا سب سے بڑا سلسلہ شمار ہوتا ہے) نے ختم کیا۔ خلفائے فاطمی کے زمانے میں شام میں بھی چند آزاد سلسلے برسر اقتدار آئے۔ مثلاً آل مواس، امرائے بوری اور اتابکان زنگی۔ لیکن صلاح الدین ایوبی کے ظہور کے بعد شام مصر کا ایک صوبہ بن گیا۔ بالآخر یہ دونوں ممالک سلاطین عثمانی کے قبضہ میں چلے گئے۔ ۱۲۴۷ھ (۱۸۳۱ء) میں محمد علی پاشا کے لڑکے ابراہیم پاشا نے شام کو قلمرو مصر میں شامل کر لیا۔ لیکن انگریزوں نے مداخلت کر کے شام سلاطین عثمانی کو واپس دلا دیا۔ ۱۲۵۷ھ (۱۸۴۱ء) سے شام سلاطین عثمانی کے قبضے میں ہے۔

۲۵۔ بنی طولون

۲۵۴ھ تا ۲۹۲ھ

(۸۶۸ تا ۹۰۵ء)

طولون امرائے سامانی کے غلاموں میں سے تھا۔ جسے بخارا کے سامانی حکمران نے بطور

ہدیہ مامون کے ہاں بھیجا تھا۔ طولون نے مامون کے ہاں بغداد اور سر من رائی (جگہ کا نام) میں بڑی عزت پیدا کی اور بلند مناصب پر فائز ہوا۔ ۲۴۰ھ میں اس کا لڑکا احمد والد کا جانشین بنا۔ اور ۲۵۴ھ (۸۶۸ء) میں مصر کا گورنر مقرر ہوا۔ کچھ عرصے کے بعد اس نے خود مختاری کا اعلان کر دیا اور ۲۶۴ھ (۸۷۷ء) میں شام کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔ یہ دونوں ممالک سلسلۂ طولون کے اختتام (۲۹۲ھ، ۹۰۵ء) تک اسی سلسلے کے ماتحت رہے۔ یہ امرا اپنے پایۂ تخت القطائع (فسطاط و قاہرہ کے درمیان) کی شان و شوکت اور دیگر خیراتی عمارات کی وجہ سے مشہور ہیں۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۲۵۴	احمد بن طولون	۸۶۸
۲۷۰	خمارویہ بن احمد	۸۸۴
۲۸۲	جیش ابوالعساکر بن خمارویہ	۸۹۵
۲۸۳	ہارون بن خمارویہ	۸۹۶
۲۹۲	شیبان بن احمد	۹۰۵

(اس سلسلے کو عباسیہ نے ختم کیا)

۲۶۔ آلِ اخشید

۳۲۳ھ تا ۳۵۸ھ

(۹۳۵ء تا ۹۶۹ء)

جن دنوں کہ خلفائے عباسی کے حکام نے مصر و شام میں عارضی اقتدار پیدا کر لیا تھا۔ محمد الاخشید انہی اطراف میں ایک مستقل سلسلے کی بنیاد ڈال رہا تھا۔ (اخشید امرائے فرغانہ کا رسمی لقب ہے) فرغانہ کے ایک فوجی افسر کے لڑکے کا نام طغج (محمد کا والد) تھا جو دربار بغداد میں رہتا تھا۔ یہ ترقی کرتے کرتے عامل دمشق بن گیا۔ بعد میں خلیفہ سے ان بن ہو گئی اور جیل میں ڈال دیا گیا۔ جہاں سے اس کا جنازہ باہر آیا۔ خلیفہ نے اس سختی کی تلافی یوں کی کہ طغج کے لڑکے محمد کو ۳۱۸ھ میں عامل دمشق اور ۳۳۱ھ میں حاکم مصر مقرر کیا۔ محمد اپنی اسامی پر ۳۲۳ھ (۹۳۵ء) میں حاضر ہوا۔ چار برس بعد یعنی ۳۲۷ھ (۹۳۸ء) میں اخشید کا لقب اختیار کیا اور ۳۳۰ھ (۹۴۱ء) میں شام اور حرمین شریفین کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۳۲۳	محمد الاخشید بن طغج	۹۳۵
۳۳۴	ابوالقاسم منگور بن الاخشید	۹۴۶
۳۴۹	ابوالحسن علی بن الاخشید	۹۶۰
۳۵۵	ابوالمسک کافور (خواجہ سرا)	۹۶۶
۳۵۷۔۳۵۸	ابوالفد ارس احمد بن علی	۹۶۸۔۹۶۹

(اس سلسلے کو خلفائے فاطمی نے ختم کیا)

۲۷۔خلفائے فاطمی

۲۵۷ھ تا ۵۶۷ھ

(۹۰۹ء تا ۱۱۷۱ء)

ادارسہ کی طرح فاطمی بھی اپنے آپ کو فاطمۃ الزہرا کی اولاد سمجھتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو شجرہ خلفاء صفحات گزشتہ میں) ادارسہ خلفائے فاطمی کے عروج کے تمام اسباب پہلے ہی مہیا کر چکے تھے اور وہ اس طرح کہ عہد ادارسہ میں کئی ایسے مبلغ موجود تھے۔ جو برابرہ میں شیعی عقائد کی تبلیغ کرتے رہتے تھے۔ اسی تبلیغ کا نتیجہ تھا کہ جب خلافت فاطمیہ کے بانی عبیداللہ نے دعوئ مہدویت کرنے کے بعد اپنے آپ کو خلیفہ و امیر المومنین کہا تو اسے کوئی خاص دقت پیش نہ آئی۔ عبیداللہ نے (۹۰۹ء) میں امرائے اغلبی کے آخری آثار تک مٹا دیے اور امرائے ادریسی کے مقبوضات کو چھوڑ کر باقی تمام مراکش کا واحد فرمانروا بن گیا۔

ابتدا میں فاطمیہ کا پایہ تخت مہدیہ (تونس کے پاس ایک شہر) تھا یہ وہی شہر ہے۔ جسے فرانس کے ایک مورخ فرایسر Froisart نے افریقہ کے نام سے یاد کیا تھا۔ پچاس برس بعد فاطمیوں نے مصر و شام کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔ جس سردار نے ۳۵۶ھ (۹۶۹ء) میں اخشیدیوں سے مصر چھینا تھا۔ اسی سردار نے دریائے نیل کے دوشاخے پر قلعہ بنایا تھا جس کی آبادی

بڑھتی گئی اور آج یہ شہر قاہرہ کہلاتا ہے۔

اسی سال فاطمیوں نے جنوبی شام فتح کیا۔ ۳۸۱ھ (۹۹۱ء) میں حلب پہ قابض ہو گئے اور اس طرح ان کی حکومت صحرائے شام و نہر عاصی سے سواحل مراکش تک پھیل گئی۔

جب فاطمیوں کے مغربی مقبوضات ان کے ہاتھ سے نکل گئے تو انہوں نے مہدیہ اور قیروان کو چھوڑ کر قاہرہ کو پایۂ تخت بنا لیا گوتارمنز نے ۴۶۳ھ (۱۰۷۱ء) میں سسلی ۴۳۸ھ (۱۰۴۶ء) میں مالٹا اور ۴۴۰ھ (۱۰۴۸ء) میں قیروان و مہدیہ پر قبضہ جما لیا تھا بایں ہمہ فاطمیوں کی طاقت مصر و شام میں برسوں تک غیر متزلزل رہی اور یہ لوگ بحیرۂ روم کے سواحلی ممالک کے ساتھ مدتوں تجارت کرتے رہے۔

۵۶۷ھ، ۱۱۷۱ء میں اس سلسلے کو صلاح الدین ایوبی نے ختم کر ڈالا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۲۹۷	مہدی۔ ابو محمد عبید اللہ	۹۰۹
۳۲۲	قائم۔ ابو القاسم محمد	۹۳۴
۳۳۴	منصور۔ ابو طاہر اسماعیل	۹۴۵
۳۴۲	معز۔ ابو تمیم معد	۹۵۲
۳۶۵	عزیز۔ ابو منصور نزار	۹۷۵
۳۸۶	حاکم۔ ابو علی منصور	۹۹۶
۴۱۱	ظاہر۔ ابو الحسن علی	۱۰۲۰
۴۲۷	مستنصر۔ ابو تمیم	۱۰۳۵
۴۸۷	مستعلی۔ ابو القاسم احمد	۱۰۹۴
۴۹۵	منصور۔ امیر ابو علی عامر	۱۱۰۱
۵۲۴	حافظ۔ ابو طیمون عبد المجید	۱۱۳۰
۵۴۴	ظافر۔ ابو المنصور اسماعیل	۱۱۴۹
۵۴۹	فائز۔ ابو القاسم عیسیٰ	۱۱۵۴
۵۵۵۔۵۶۷	عاضد۔ ابو محمد۔ عبد اللہ	۱۱۶۰۔۱۱۷۱

(اس سلسلے کو ایوبیوں نے ختم کیا)

ائمہ سادات

محمد رسول اللہ

فاطمہ = علی

۳۔ حسین (وفات ۶۱ھ)	حسن (وفات ۵۰ھ)
۴۔ زین العابدین (وفات ۹۴ھ)	
۵۔ محمد باقر	(وفات ۱۱۳ھ)
۶۔ جعفر صادق (وفات ۱۴۸ھ)	
۷۔ موسیٰ (وفات ۱۸۳ھ)	۷۔ اسمٰعیل
۸۔ علی رضا (وفات ۲۰۰ھ)	۷۔ محمد
۹۔ محمد جواد (وفات ۲۳۰ھ)	اسماعیل
۱۰۔ علی ہادی (وفات ۲۵۴ھ)	محمد
۱۱۔ حسن عسکری (وفات ۲۶۰ھ)	احمد
۱۲ محمد مہدی منتظر (غیبت ۲۶۰ھ)	عبداللہ
	حسین
	عبداللہ

ائمہ مشترکہ (اسماعیلیہ و اثنا عشریہ)

ائمہ اثنا عشریہ (فرقہ اثنا عشریہ)

ائمہ مستورین (اسماعیلیہ)

فاطمی

۱۔ مہدی

۲۔ قائم

۳۔ منصور

۴۔ معز

۵۔ عزیز

۶۔ حاکم

۷۔ ظاہر

۸۔ مستنصر

محمد
۱۱۔ حافظ
۱۲۔ ظافر
۱۳۔ فائز
۱۴۔ عاضد

۹۔ مستعلی
۱۰۔ عامر

۲۸۔ ایوبی

۵۶۴ھ تا ۶۴۸ھ

(۱۱۶۹ء تا ۱۲۵۰ء)

صلاح الدین بن ایوب نسلاً کرد تھا اور نور الدین محمود بن زنگی کے ہاں سپہ سالار تھا۔ نور الدین نے بعض خدمات کے صلہ میں صلاح الدین کو حاکم شام بنا دیا۔ (ملاحظہ ہو باب نہم) کچھ عرصہ بعد مصر[1] میں خانہ جنگی شروع ہوگئی اور نور الدین نے صلاح الدین اور اس کے چچا شیر کوہ کو مصر کی امداد کے لیے بھیجا۔ دوستی کے اس مظاہرے کا نتیجہ یہ ہوا کہ کچھ عرصہ کے لیے مصر شام کا ایک صوبہ بن کر رہ گیا۔

۵۶۴ھ (۱۱۶۹ء) میں شیر کوہ کا انتقال ہوگیا اور صلاح الدین مصر کا واحد مالک بن گیا۔ آخر فاطمی خلیفہ بھی تین برس بعد دار عقبیٰ کو سدھار گیا۔

محرم ۵۶۷ھ (ستمبر ۱۱۷۱ء) میں آخری فاطمی خلیفہ (عاضد) بستر مرگ پر تھا۔ صلاح الدین نے حکم نافذ کر دیا کہ تمام قلمرو میں مستضی (بغداد کا عباسی خلیفہ) کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ یہ تبدیلی تمام لوگوں نے بلا دِقّت قبول کر لی اور مصر پر بار دیگر[2] اہل سنّت کا علم لہرانے لگا۔ حرمین شریفین جو مدت سے حکومتِ مصر کا جزو بنے ہوئے تھے۔ صلاح الدین کی نگرانی میں آ گئے۔ صلاح الدین نے اپنے بھائی توران شاہ کو ۵۶۹ھ (۱۱۷۳ء) میں یمن کا حاکم مقرر کیا اور ایک سال پہلے ۵۶۸ھ (۱۱۷۲ء) میں وہ نارمنز سے طرابلس چھین چکا تھا۔

۵۶۹ھ (۱۱۷۳ء) میں نور الدین زنگی کا انتقال ہوگیا اور اب صلاح الدین کی نگاہیں شام کی طرف اٹھنے لگیں۔ چنانچہ ۵۷۰ھ (۱۱۷۴ء) میں دمشق جا پہنچا اور اتابکان زنگی کے مقابلے کے باوجود قلمرو شام کو کنارِ فرات تک روند ڈالا۔ صرف حلب باقی رہ گیا تھا۔ جس پر وہ الملک الصالح (نور الدین زنگی کا بیٹا) کی وفات ۵۷۹ھ (۱۱۸۳ء) تک قبضہ نہ کر سکا۔ صلاح الدین نے موصل کو بھی فتح کر لیا اور ۵۸۱ھ (۸۶-۱۱۸۵ء) میں امرائے جزیرہ (دجلہ فرات کا درمیانی علاقہ) کو

باجگزار بنا کر ایسی سلطنت کی بناڈال دی جو فرات سے نیل تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس سلطنت میں صرف چند ایک استحکامات (قلعے وغیرہ) شامل نہیں تھے، جن پر عیسائیوں کا قبضہ تھا۔

صلاح الدین نے فتح حطین (۲۴ ربیع الثانی ۵۸۳ھ (۴ جولائی ۱۱۸۷ء) کے بعد بیت المقدس کی عیسائی حکومت کا خاتمہ کر ڈالا اور تین ماہ کے اندر اندر یوروشلم پر قبضہ کر لیا۔ صرف صور کا ایک قلعہ باقی رہ گیا تھا جس پر عیسائی مسلط تھے۔

بیت المقدس کی فتح نے عیسائی طاقتوں کو آگ لگا دی۔ چنانچہ صلیبی جنگوں کی تیاریاں ہونے لگیں۔ ۵۸۶ھ (۱۱۹۰ء) میں انگلینڈ کے بادشاہ رچرڈ اول اور شاہ فرانس فلپ آگسٹ مل کر بیت المقدس پر حملہ آور ہوئے اور ایک سال بعد محاصرہ عکا میں بھی یہ دونوں طاقتیں شامل تھیں۔ یہ لڑائیاں ۱۸ ماہ تک جاری رہیں۔ جب عیسائی طاقتوں نے دیکھا کہ کامیابی کی کوئی امید باقی نہیں رہی تو ۵۸۷ھ (۱۱۹۲ء) میں تین برس کے لیے صلح کر لی۔ ۵۸۹ھ (۱۱۹۳ء) میں صلاح الدین کی وفات ہوگئی اور معاً اس کی وسیع سلطنت اس کے بھائیوں، لڑکوں اور بھتیجوں میں تقسیم ہو گئی۔ صلاح الدین کے ایک بھائی سیف الدین عادل نے آہستہ آہستہ باقی تمام وارثانِ سلطنت کو اپنا محکوم بنا کر سلطنت کو پھر طاقتور بنالیا۔

صلاح الدین کی وفات کے بعد اس کے بیٹوں نے سلطنت کے تین حصے کر لیے۔ افضل نے اپنا پایہ تخت دمشق کو بنالیا۔ عزیز نے قاہرہ اور ظاہر نے حلب کا انتخاب کیا۔ ۵۹۲ھ (۱۱۹۹ء) میں عادل نے عزیز کے جانشین منصور کو مصر سے باہر نکال دیا۔ صرف حلب بچ گیا جو ۶۴۸ھ (۱۲۶۰ء) تک صلاح الدین کی اولاد کے قبضے میں رہا۔

۵۹۲ھ (۱۱۹۶ء) اور ۵۹۶ھ (۱۱۹۹ء) کے درمیانی عرصے میں سیف الدین عادل مصر اور شام کے بیشتر حصے کا مالک بن چکا تھا۔ ۵۹۷ھ (۱۲۰۰ء) میں اپنے ایک لڑکے کو الجزیرہ کا حاکم بنا کر بھیج دیا۔ اور اپنی موت ۶۱۵ھ (۱۲۱۸ء) تک سلطنت ایوبی کے بیشتر حصے پر حکومت کرتا رہا۔ جب عادل کا انتقال ہو گیا تو اس کے لڑکوں نے سلطنت کو تقسیم کر لیا اور اس طرح مصر، دمشق اور الجزیرہ میں ایوبی سلاطین کے چھوٹے چھوٹے سلسلے شروع ہو گئے جو عادل کی پشت سے تھے۔ حماۃ، حمص

اور یمن میں بھی ایوبی فرمانروا موجود تھے۔ جو ایوبی خاندان کے دیگر ارکان کی اولاد تھے۔

ایوبی حکومت کی اہم ترین شاخ سلطنت مصر تھی۔ جس کے تصرف میں عموماً ملک شام بھی رہتا تھا۔ اس شاخ پر ۶۴۸ھ (۱۲۵۰ء) میں ممالیک بحری نے قبضہ کرلیا۔

ایوبی سلطنت کی دمشقی شاخ سارے شام پر قبضہ کرنے کے لیے مصری و حلبی شاخ کے خلاف مدتوں لڑتی رہی۔ ابھی یہ تنازعات جاری تھے کہ ۶۵۸ھ (۱۲۶۰ء) میں تاتاریوں کا سیلاب آ پہنچا اور ایک ہی ریلے میں ان سلطنتوں کو بہا لے گیا۔ عادل نے جو سلطنت الجزیرہ میں قائم کی تھی، وہ ۶۴۳ھ (۱۲۴۵ء) میں ختم ہو چکی تھی۔ ممالیک مصر نے ۶۶۱ھ (۱۲۶۳ء) میں حمص پر قبضہ کر کے وہاں کے ایوبیوں کو ختم کر ڈالا اور ۶۲۵ھ (۱۲۲۸ء) میں یمن کے رسولی امراء نے وہاں کی ایوبی سلطنت کو مٹا دیا۔ ان حادثات کے بعد ایوبی خاندان کی صرف ایک شاخ باقی رہ گئی۔ جس کا پایۂ تخت حماۃ تھا۔ اور جس کا خاتمہ تقریباً سوا سو برس بعد یعنی ۷۴۲ھ (۱۳۴۱ء) میں ہوا۔ ابوالفدا (اسلام کا مشہور و معروف مؤرخ) اسی شاخ سے تعلق رکھتا تھا۔

الف۔ ایوبیانِ مصر

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۵۶۴	صلاح الدین یوسف ناصر	۱۱۶۹
۵۸۹	عماد الدین عثمان عزیز	۱۱۹۳
۵۹۵	سیف الدین ابوبکر عادل ☆	۱۱۹۸
۵۹۶	محمد کامل ☆	۱۱۹۹
۶۱۵	سیف الدین ابوبکر عادل ثانی ☆	۱۲۱۸
۶۲۵	نجم الدین ایوب صالح ☆	۱۲۲۸
۶۳۷	توران شاہ معظم ☆	۱۲۴۰
۶۴۸۔۶۵۰	موسیٰ اشرف	۱۱۵۰۔۱۱۵۲

ب۔ ایوبیانِ دمشق

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۵۸۲	نورالدین علی افضل	۱۱۸۶
۵۹۲	سیف الدین ابوبکر عادل (ملاحظہ ہوں حالات مصر)	۱۱۹۶
۶۱۵	شرف الدین عیسیٰ معظم	۱۲۱۸
۶۲۴	صلاح الدین داؤد ناصر	۱۲۲۷
۶۲۶	موسیٰ اشرف (سلطان الجزیرہ)	۱۲۲۸
۶۳۵	اسماعیل صالح	۱۲۳۷
۶۳۵	کامل (سلطان مصر)	۱۲۳۷
۶۳۵	عادل (سلطان مصر)	۱۲۳۷
۶۳۷	صالح (سلطان مصر)	۱۲۴۰
۶۳۷	اسماعیل صالح (دوبارہ)	۱۲۴۰
۶۴۳	صالح (سلطان مصر)	۱۲۴۵
۶۴۷	معظم (سلطان مصر)	۱۲۴۹
۶۴۸۔۶۵۸	صلاح الدین یوسف (سلطان حلب)	۱۲۵۰۔۱۲۶۰

(اس سلسلے کو تاتاریوں نے ختم کیا)

ج۔ ایوبیانِ حلب

۵۸۲	غیاث الدین غازی بن ظاہر	۱۱۸۶
۶۱۳	غیاث الدین محمد۔ عزیز	۱۲۱۶
۶۳۴_۶۵۸	صلاح الدین یوسف (سلطان حلب)	۱۲۳۶_۱۲۶۰

(اس سلسلے کو بھی مغلوں نے ختم کیا)

د۔ ایوبیانِ الجزیرہ

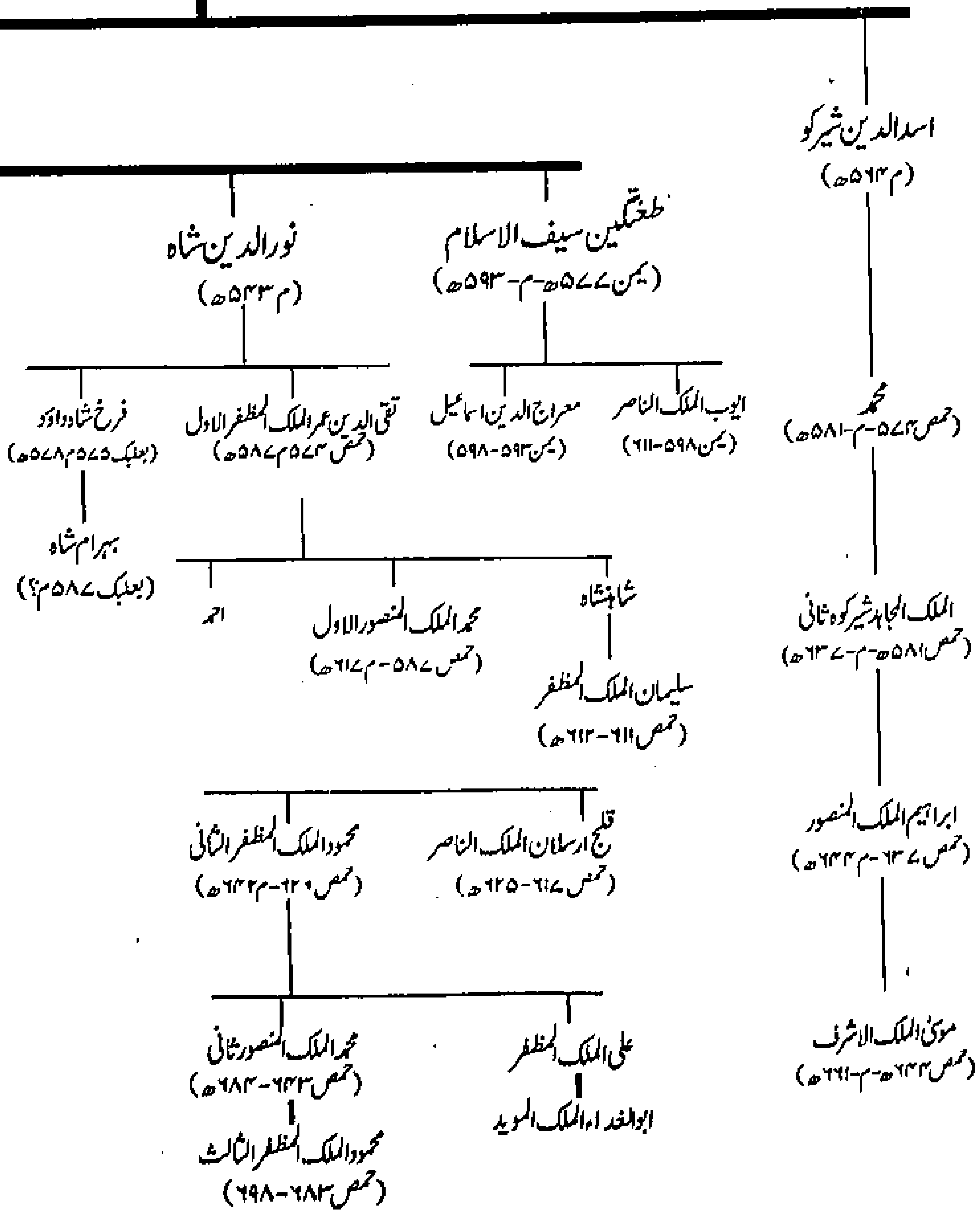
۵۹۷؟	نجم الدین ایوب اوحد	۱۱۲۰؟
۶۰۷	مظفر الدین موسیٰ اشرف	۱۲۱۰
۶۲۸-۶۴۳	مظفر غازی	۱۲۳۰_۱۲۴۵

(اس سلسلے کو بھی مغلوں نے تباہ کیا)

ھ۔ ایوبیانِ حماۃ

۵۷۴	تقی الدین عمر۔ مظفر اوّل	۱۱۷۸
۵۸۷	محمد منصور اوّل	۱۱۹۱
۶۱۷	قلج ارسلان ناصر	۱۲۲۰
۶۲۶	تقی الدین محمود مظفر ثانی	۱۲۲۹
۶۴۲	محمد۔ منصور ثانی	۱۲۴۴
۶۸۳_۶۹۸	محمود۔ مظفر ثالث	۱۲۸۴_۱۲۹۸

شادی بن ایوب



اسدالدین شیرکو
(م ۵۶۴ھ)
طغتکین سیف الاسلام
(یمن ۵۷۷ھ-م-۵۹۳ھ)
نورالدین شاہ
(م ۵۴۳ھ)
محمد
(حمص ۵۷۴-م-۵۸۱ھ)
ایوب الملک الناصر
(یمن ۵۹۸-۶۱۱)
معزالدین اسماعیل
(یمن ۵۹۳-۵۹۸)
تقی الدین عمر الملک المظفر الاول
(حمص ۵۷۴م ۵۸۷ھ)
فرخ شاہ داود
(بعلبک ۵۷۵م ۵۷۸ھ)
بہرام شاہ
(بعلبک ۵۸۷م؟)
الملک المجاہد شیرکوہ ثانی
(حمص ۵۸۱ھ-م-۶۳۷ھ)
شاہنشاہ
محمد الملک المنصور الاول
(حمص ۵۸۷-م ۶۱۷ھ)
احمد
سلیمان الملک المظفر
(حمص ۶۱۱-۶۱۲ھ)
ابراہیم الملک المنصور
(حمص ۶۳۷-م ۶۴۴ھ)
قلج ارسلان الملک الناصر
(حمص ۶۱۷-۶۲۵ھ)
محمود الملک المظفر الثانی
(حمص ۶۲۰-م ۶۴۲ھ)
موسیٰ الملک الاشرف
(حمص ۶۴۴ھ-م-۶۶۱ھ)
علی الملک المظفر
ابوالفداء الملک المؤید
محمد الملک المنصور ثانی
(حمص ۶۴۳-۶۸۳ھ)
محمود الملک المظفر الثالث
(حمص ۶۸۳-۶۹۸)

شجرہ ایوبیان

- نجم الدین ایوب (م-۵۶۷ھ)
  - شمس الدین توران شاہ (یمن ۵۶۹ م ۵۷۷)
  - سیف الدین ابوبکر الملک العادل (الجزیرہ ۵۹۸-دمشق ۵۹۲-مصر ۵۹۲-م ۶۱۵)
    - محمد الملک الکامل (مصر ۶۱۵ م ۶۳۵ھ)
    - اسماعیل الملک الصالح (دمشق ۶۳۵-۶۳۷-۶۴۳ھ)
      - ابوبکر العادل الثانی (مصر و دمشق ۶۳۷)
      - ایوب الملک الصالح (مصر ۶۳۷) (دمشق ۶۴۳-۶۴۷) (م-۶۴۷ھ)
      - یوسف الملک المسعود (یمن ۶۱۲-۶۲۵ھ)
    - عیسیٰ الملک المعظم (دمشق ۶۱۵ م ۶۲۴ھ)
      - داؤد الملک الناصر (دمشق ۶۲۴-۶۲۶ھ)
    - موسیٰ الملک الاشرف (الجزیرہ ۶۰۷-۶۱۷ھ) خمیس ۶۱۷ھ دمشق ۶۲۶ھ م ۶۳۵ھ
    - ایوب الملک الاوحد (الجزیرہ ۵۹۷ م ۶۰۷ھ)
    - ارسلان شاہ الملک الحافظ (م ۶۳۰ھ)
    - الملک المظفر الغازی (الجزیرہ ۶۱۷ م ۶۴۲ھ)
      - محمد الملک الکامل
    - عثمان الملک العزیز
      - الملک السعید (م ۶۵۸ھ)
    - ...الملک الفائز
  - صلاح الدین یوسف الملک الناصر (م ۵۸۹ھ)
    - علی الملک الافضل (دمشق ۵۸۲-۵۹۲ م ۶۲۲ھ)
    - عثمان الملک العزیز (مصر ۵۸۹-م ۵۹۵ھ)
      - محمد الملک منصور (مصر ۵۹۵-۵۹۶ھ)
    - غازی الملک الظاہر (حلب ۵۸۲-م ۶۱۳ھ)
      - احمد الملک الصالح
      - محمد الملک العزیز (حلب ۶۱۳-م ۶۳۴ھ)
    - مسعود الملک المؤید (م ۶۰۶ھ)
    - خضر (بصرہ)

وہ امرائے ایوبی جو ممالیک مصر کے مطیع تھے

۷۱۰	ابوالفدا اسماعیل۔ موید۔ مشہور مورخ	۱۳۱۰
۷۳۳۔۷۴۲	محمد افضل	۱۳۲۲۔۱۳۴۱

(اس سلسلے کو بالآخر ممالیک نے ختم کر ڈالا)

و۔ ایوبیانِ حمص

۵۷۴	محمد بن شیر کوہ	۱۱۷۸
۵۸۱	شیر کوہ مجاہد	۱۱۸۵
۶۳۷	ابراہیم منصور	۱۲۳۹
۶۴۴۔۶۶۱	مظفر الدین موسیٰ اشرف	۱۲۴۵۔۱۲۶۲

(اس سلسلے کو بھی ممالیک نے منقطع کیا)

ز۔ ایوبیانِ عرب

۵۶۹	توران شاہ بن ایوب۔ معظم	۱۱۷۳
۵۷۷	طغتکین بن ایوب۔ سیف الاسلام	۱۱۸۱
۵۹۳	معز الدین اسماعیل	۱۱۹۶
۵۹۸	ایوب۔ ناصر	۱۲۰۱
۶۱۱	سلیمان۔ مظفر	۱۲۱۴
۶۱۲۔۲۶۔۶۲۵	صلاح الدین یوسف۔ مسعود	۱۲۱۵۔۱۲۲۸

(اس سلسلے کو امرائے رسولی نے ختم کیا)

۲۹۔ ممالیک

۶۵۰ھ تا ۹۲۲ھ

(۱۲۵۲ء تا ۱۵۱۷ء)

ممالیک مملوک کی جمع ہے جس کے لفظی معنی ''غلام'' ہیں۔ عموماً یہ لفظ سفید نسل غلاموں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ ممالیک مصر ترک یا چرکسی غلام تھے۔ جو الملک الصالح ایوب کے ہاں بطور سپاہی بھرتی ہوئے تھے۔ ان کے اقتدار کا آغاز شجرۃ الدر سے ہوتا ہے جو الملک الصالح کی زوجہ تھی۔

اگرچہ چند سال تک مصر پر موسیٰ ایوبی حکمران رہا۔ لیکن اس کی سلطنت محض برائے نام تھی اور اصلی حاکم ممالیک تھے۔ جونہی موسیٰ کی وفات ہوئی، ممالیک مصر کے واحد حکمران بن گئے۔

ان غلاموں کے دو طبقے تھے، ممالیک بحری و ممالیک برجی۔ یہ دونوں طبقے مصر و شام پر دسویں صدی ہجری کے وسط تک فرمانروا رہے۔ گو ان کی سلطنتیں چھوٹی چھوٹی تھیں اور لگاتار ایک دوسرے کے خلاف برسرِ پیکار رہا کرتے تھے، تاہم ان کا داخلی انتظام قابلِ تعریف تھا۔ شہر قاہرہ میں آج بھی ایسے آثار ملتے ہیں جو ممالیک کے جمالیاتی ذوق، رنگین مزاجی اور لطافت پسندی کی شہادت دے رہے ہیں۔

ممالیک بڑے دلاور اور جنگجو لوگ تھے۔ صلیبی لڑائیوں میں عیسائی حملہ آوروں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور تاتاری درندوں کو بارہا شکستیں دیں۔ وہی تاتاری جو ساتویں صدی میں تمام ایشیا پہ چھا گئے تھے اور مصر پر بڑھنے کا ارادہ کر رہے تھے۔

ممالیکِ بحری

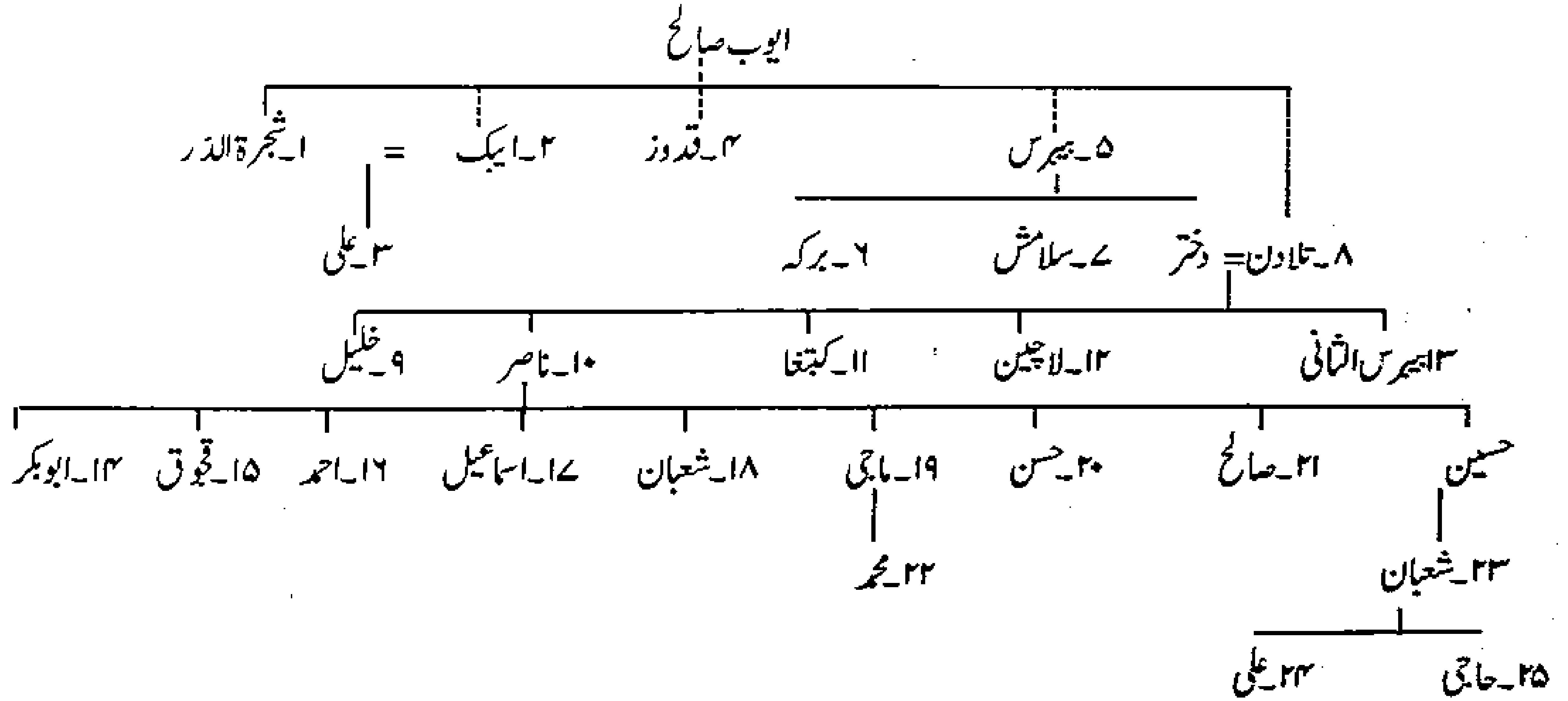
۶۴۸ھ تا ۷۹۲ھ

(۱۲۵۰ء تا ۱۳۹۰ء)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۶۴۸	شجرۃ الدر	۱۲۵۰
۶۴۸	عزالدین ایبک ۔ معز	۱۲۵۵
۶۵۵	نورالدین علی ۔ منصور	۱۲۵۷
۶۵۷	سیف الدین قدوز ۔ مظفر	۱۲۵۹
۶۵۸	رکن الدین بیبرس بندقداری ۔ ظاہر	۱۲۶۰
۶۷۶	ناصرالدین برکہ خاں ۔ سعید	۱۲۷۷
۶۷۸	بدرالدین سلامش ۔ عادل	۱۲۷۹
۶۷۸	سیف الدین قلاوون الفی ۔ منصور	۱۲۷۹
۶۸۹	صلاح الدین خلیل اشرف	۱۲۹۰
۶۹۳	ناصرالدین محمد ۔ ناصر	۱۲۹۳
۶۹۴	زین الدین کتبغا ۔ عادل	۱۲۹۴
۶۹۶	حسام الدین لاچین ۔ منصور	۱۲۹۶
۶۹۸	محمد ناصر (دوبارہ)	۱۲۹۸
۷۰۸	رکن الدین بیبرس جاشنگیر ۔ مظفر	۱۳۰۸
۷۰۹	محمد ناصر (سہ بارہ)	۱۳۰۹

۷۴۱	سیف الدین ابوبکر۔منصور	۱۳۴۰
۷۴۲	علاؤالدین قوجوق۔اشرف	۱۳۴۱
۷۴۲	شہاب الدین احمد۔ناصر	۱۳۴۲
۷۴۳	عمادالدین اسماعیل۔صالح	۱۳۴۲
۷۴۶	سیف الدین شعبان۔کامل	۱۳۴۵
۷۴۷	سیف الدین حاجی۔مظفر	۱۳۴۶
۷۴۸	ناصرالدین حسن۔ناصر	۱۳۴۷
۷۵۲	صلاح الدین صالح۔صالح	۱۳۵۱
۷۵۵	حسن ناصر (دوبارہ)	۱۳۵۴
۷۶۲	صلاح الدین محمد منصور	۱۳۶۱
۷۶۴	ناصرالدین شعبان۔اشرف	۱۳۶۳
۷۷۸	علاؤالدین علی۔منصور	۱۳۷۶
۷۸۳	صلاحی الدین حاجی۔صالح	۱۳۸۱
۷۸۴	برقوق (ملاحظہ ہو "ممالیک بُرجی")	۱۳۸۲
۷۹۱_۷۹۲	حاجی (دوبارہ) بالقب مظفر	۱۳۸۹_۱۳۹۰

شجرۂ ممالیک بحری



نوٹ: نقطہ دار خطوط بندہ و آقا کا تعلق ظاہر کرتے ہیں اور متوازی خطوط = تعلقِ ازدواج بتاتے ہیں۔

ب۔ ممالیک بُرجی

۷۸۴ھ تا ۹۲۲ھ

(۱۳۸۲ء تا ۱۵۱۷ء)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۷۸۴	سیف الدین برقوق۔ظاہر	۱۳۸۲
	(۷۹۱ھ سے ۷۹۲ھ تک اس کی سلطنت کو حاجی نے منقطع کر دیا تھا)	
۸۰۱	ناصر الدین فرج۔ناصر	۱۳۹۸
۸۰۸	عز الدین عبد العزیز۔منصور	۱۴۰۵
۸۰۹	ناصر الدین (دوبارہ)	۱۴۰۶
۸۱۵	مستعین۔عادل (خلیفہ عباسی)	۱۴۱۲
۸۱۵	شیخ۔موید	۱۴۱۲
۸۲۴	احمد۔مظفر	۱۴۲۱
۸۲۴	سیف الدین ططار۔ظاہر	۱۴۲۱
۸۲۴	ناصر الدین محمد۔صالح	۱۴۲۱
۸۲۵	سیف الدین برس بیگ اشرف	۱۴۲۲
۸۴۲	جمال الدین یوسف۔عزیز	۱۴۳۸
۸۴۲	سیف الدین جقمق۔ظاہر	۱۴۳۸
۸۵۷	فخر الدین عثمان۔منصور	۱۴۵۳
۸۵۷	سیف الدین اینال۔اشرف	۱۴۵۳
۸۶۵	شہاب الدین احمد۔موید	۱۴۶۰
۸۶۵	سیف الدین خوش قدم۔ظاہر	۱۴۶۱

۸۷۲	سیف الدین بل بیگ	۱۴۶۷
۸۷۲	تیمور بغا۔ظاہر	۱۴۶۸
۸۷۳	سیف الدین قایت بیگ اشرف	۱۴۶۸
۹۰۱	محمد۔ناصر	۱۴۹۵
۹۰۴	قانسوہ۔ظاہر	۱۴۹۸
۹۰۵	جنبلات۔اشرف	۱۴۹۹
۹۰۶	قانسوہ غوری۔اشرف	۱۵۰۰
۹۲۲۔۹۲۳	تومان بیگ۔اشرف	۱۵۱۶۔۱۵۱۷

(چونکہ یہ سلاطین مختلف خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔اس لیے ان کا شجرۂ نسب نہیں دیا گیا)

(اس سلسلے کو سلاطین عثمانی نے ختم کیا)

۳۰۔خدیوانِ مصر

۱۲۲۰ھ تا ۱۳۱۱ھ

(۱۸۰۵ء تا ۱۸۹۳ء)

۹۲۲ھ (۱۵۱۷ء) میں سلطان سلیم خاں اوّل نے مصر کو فتح کیا۔یہاں دولتِ عثمانیہ کی طرف سے پاشا مقرر ہوا کرتے تھے۔تین سو برس تک یہ قلمرو پاشاؤں کے زیرِ نگیں رہی۔اس کے بعد اختیارات مملوک بیگوں کو منتقل ہو گئے۔۱۷۹۸ء میں مصر پہ ناپلیوں نے قبضہ جما لیا اور ممالیک کا سلسلہ ختم ہو گیا۔معاً بعد انگریزوں نے ابو قیر اور اسکندریہ پر قبضہ کر لیا۔پیچھے پیچھے فرانسیسی بھی آ گئے۔(۱۲۱۶ھ، ۱۸۰۱ء) انگریزوں اور فرانسیسوں کے اختلاف کی وجہ سے غلاموں کا سلسلہ پھر قائم ہو گیا۔۱۲۲۰ھ (۱۸۰۵ء) میں محمد علی نے جو افواج البانیہ کا سردار اور دربارِ عثمانی کی طرف سے عاملِ مصر تھا، غلاموں کو شکست دے کر مصر پر قبضہ جما لیا۔۱۲۲۶ھ (۱۸۱۱ء) میں ایک اور لڑائی کی

اور مصر کو پوری طرح اپنے اقتدار میں لے لیا۔ گو رسماً مصر پر سلاطین عثمانی کی حکومت تھی۔ لیکن دراصل محمد علی ہی مصر کا فرمانروا تھا۔ محمد علی کے چوتھے جانشین یعنی اسماعیل پاشا نے ۱۲۴۷ھ (۱۸۳۱ء) میں اپنے لیے خدیو کا لقب تجویز کیا۔

۱۲۴۷ھ (۱۸۳۱ء) میں محمد علی نے شام کو بھی قلمرو مصر کا حصہ بنالیا لیکن ۱۲۵۷ھ (۱۸۴۱ء) میں انگریزوں کے دباؤ کی وجہ سے ملکِ شام سلاطین عثمانی کو لوٹا دیا۔ محمد علی نے سوڈان میں بھی قدم جمانے شروع کیے۔ اسماعیل پاشا کے زمانے تک تمام سوڈان فتح ہو گیا اور جنرل گارڈن کی موت ۱۳۰۳ھ (۱۸۸۵ء) تک مصر کا ایک حصہ بنا رہا۔

مصر کی جنوبی حدود دریائے نیل کے آبشار تک ہیں۔ ۱۳۰۱ھ (۱۸۸۳ء) سے (عربی پاشا کی بغاوت کو کچلنے کے بعد) یہ حکومت سلطنتِ انگریزی کا حصہ بن چکی ہے، اور برطانوی گماشتے مصر کے اندرونی نظام میں بھی دخیل ہو رہے ہیں۔

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۱۲۲۰	محمد علی	۱۸۰۵
۱۲۶۴	ابراہیم	۱۸۴۸
۱۲۶۴	عباس اول	۱۸۴۸
۱۲۷۰	سعید	۱۸۵۴
۱۲۸۰	اسماعیل	۱۸۶۳
۱۳۰۰	توفیق	۱۸۸۲
۱۳۰۹	عباس ثانی (موجودہ خدیو ہے)	۱۸۹۲

شجرہ

۱۔محمد علی

حلیم طوسوں ۴۔سعید ۲۔ابراہیم

عباس اول ۵۔اسمٰعیل

۹۔سلطان احمد فواد ۸۔سلطان حسین کامل ۶۔توفیق

۷۔عباس ثانی محمد علی

۱۔ پہلی جنگ عظیم ۱۹۱۴ء، ۱۹۱۸ء میں ترکی، جرمنی کے ساتھ مل کر روس، برطانیہ، فرانس اور امریکہ کے خلاف برسر پیکار رہا۔ جرمنی اور ترکی کو شکست ہوئی۔ نتیجتاً عراق، عرب، فلسطین، مشرقی اردن اور شام ترکی سے چھین لیے گئے۔ عراق اور فلسطین پر انگریز ہی مسلط رہا۔ مشرق اردن کو برائے نام آزادی دے دی گئی۔ عرب پر ابن سعود چھا گیا اور شام فرانس کے حصے میں آیا۔ ستائیس برس کی جدوجہد کے بعد جولائی ۱۸۴۵ء میں فرانس نے شام خالی کیا اور اب شام ایک آزاد سلطنت بن گیا ہے۔

۲۔ نہر عاصی یعنی شام کا دوسو میل لمبا دریا جو انطاکیہ کے پاس سے گزر کر بحیرہ روم میں جا گرتا ہے۔

۳۔ ان دنوں مصر پر خلفائے فاطمی کی حکومت تھی۔ ۴۔ فاطمی شیعہ تھے۔

۵۔ ڈاول انگلستان کا بادشاہ (۱۱۸۹ء، ۱۱۹۹ء) صلیبی لڑائیوں میں شامل رہا۔

۶۔ فلپ گسٹ (۱۱۸۰ء، ۱۲۲۳ء) نے تیسری صلیبی جنگ میں اہم حصہ لیا۔

۷۔ عکا یا عکہ فلسطین کی بندرگاہ ہے۔

۸۔ حماۃ شام کا ایک مشہور شہر جو حمص سے تقریباً ۱۵ میل شمال میں واقع ہے۔

☆ یہ سلاطین دمشق پر بھی حکومت کرتے رہے۔

۹۔ اس موضوع پر لین پول نے دو کتابیں لکھی ہیں۔ ایک کا نام Cario قاہرہ اور دوسری کا Art of Sargsons of Egypt ہے۔

۱۰۔ یعنی تالیف کتاب کے وقت۔ ۱۳۳۲ھ (۱۹۱۴ء) میں جب پہلی جنگ عظیم ۱۹۱۴ء، ۱۹۱۸ء چھڑ گئی تو انگریزوں نے عباس حلمی پاشا کو اس بنا پر خدیوی مصر سے معزول کر دیا کہ وہ ترکوں کی طرف (جو انگریزوں کے خلاف لڑ رہے تھے) مائل تھا اور اس کی جگہ حسین کامل کو جو توفیق کا بھائی اور اسماعیل کا لڑکا تھا۔ سلطان کا خطاب دے کر تخت مصر پر بٹھا دیا۔ یکم صفر ۱۳۳۲ھ (۱۹۱۴ء) کو حسین تخت نشین ہوا اور ۲۳۔ ذی الحج ۱۳۳۹ھ (۱۹۳۱ء) کو سلطان احمد فواد اس کا جانشین بنا۔ سلطان احمد کی وفات ۲۸۔ اپریل ۱۹۳۶ء کو ہوئی۔ ۲۹ جولائی ۱۹۳۷ء کو شاہ فاروق تخت نشین ہوا۔ ۱۹۵۲ء میں جنرل نجیب نے حکومت پر قبضہ کر کے فاروق کو جلاوطن کر دیا اور ۱۹۵۴ء میں ناصر برسر اقتدار آیا۔ ۱۹۶۷ء میں بھی وہی سب کچھ تھا۔

باب پنجم

عربستان سعید (یمن)

تیسری صدی ہجری سے گیارہویں صدی ہجری تک

(نویں صدی عیسوی سے سترہویں صدی عیسوی تک)

۳۱۔ بنی زیاد (زبید)

۳۲۔ بنی یعفور (صنعا و جند)

۳۳۔ آلِ نجاح (زبید)

۳۴۔ بنی صُلَیح

۳۵۔ آلِ حمدان (صنعا)

۳۶۔ آلِ مہدی (زبید)

۳۷۔ آلِ زُریع (عدن)

آلِ ایوب (ملاحظہ ہو مصر)

۳۸۔ آلِ رسول (یمن)

۳۹۔ آلِ طاہر (یمن)

۴۰۔ آئمہ رسی (صعدہ)

۴۱۔ امامانِ صنعا

یمن

تیسری صدی ہجری سے گیارہویں صدی ہجری تک
(نویں صدی عیسوی سے سترہویں صدی عیسوی تک)

ظہورِ اسلام کے بعد بھی عرب کی حالت ایام جاہلیت جیسی تھی۔ خلفاء کے عہد میں بھی قبائل انفرادی وشخصی زندگی بسر کرتے تھے۔ اور دورِ جاہلیت کی طرح اپنے امراو شیوخ کے زیر اثر رہا کرتے تھے۔ عرب کے بعض ایسے خطے بھی تھے جہاں کبھی تو یہ اُمراء علم استقلال بلند کر دیا کرتے تھے اور کبھی خلفاء کی قیادت تسلیم کر لیتے تھے۔

اگر چہ خلفاء یمن کے لیے ہمیشہ ایک حاکم اور مکہ ومدینہ کے لیے نائب الحکومۃ مقرر کرتے رہے۔ لیکن جو خطے ان رقبوں سے ذرا باہر تھے۔ وہاں مقامی امراء کا سکہ چلتا تھا۔ تیسری صدی ہجری کے آغاز میں جب چند ایک خود مختار خاندانوں نے اسلامی سلطنت کی وحدت کا شیرازہ بکھیرنا شروع کیا تو فرمانروائے یمن نے بھی شمالی افریقہ کے بنو اغلب اور ادارسہ کی تقلید کرتے ہوئے خلفاء کی حکومت کا جوا اتار پھینکا اور عین اس وقت جب خراسان میں امرائے طاہری ایک خود مختار سلطنت کی بنیاد ڈال رہے تھے، شہر زبید میں (از بلاد تہامہ) محمد بن عبداللہ بن زیاد نے علم استقلال بلند کر دیا اور اس طرح عرب میں خود مختار سلسلوں کی وبا پھیل گئی۔ اگر چہ اس انقلاب کے بعد بھی گاہے ماہے خلفاء کی طرف سے کوئی نہ کوئی عامل عرب میں مقرر ہوتا رہا لیکن دراصل سارا عرب خلفاء کے تسلط سے آزاد ہو چکا تھا۔

۳۴۔ بنی زیاد[1]

(زبید میں)

۲۰۴ھ تا ۴۰۹ھ

(۸۱۹ء تا ۱۰۱۸ء)

بنی زیاد دو صدیوں تک زبید پہ حکومت کرتے رہے۔ ان کی قلمرو میں یمن کا اکثر حصہ شامل تھا۔ جب ان کے زوال کے دن آئے تو کئی سلسلے معرض وجود میں آ گئے۔ مثلاً بنی یعفور صنعا اور جند میں اور سلیمان بن طرف۔ جس نے شہر عثار کو پایہ تخت بنا کر یمن کے شمالی ساحل پر قبضہ جما لیا۔ اسی طرح ۲۹۲ھ (۹۰۴ء) کے معا بعد علی بن فضل قرمطی نے طاقت حاصل کر کے زبید کو تباہ کر دیا۔

جب بنی زیاد کمزور ہو گئے تو ۴۱۲ھ (۱۰۲۱ء) میں مرجان حاجب[2] سالار کے ایک حبشی غلام نجاح نامی نے ایک نئے سلسلے کی بنیاد ڈالی جو بنی نجاح کے نام سے مشہور ہوا۔

ہجری	نام	عیسوی
۲۰۴	محمد بن عبداللہ بن زیاد	۸۱۹
۲۴۵	ابراہیم بن محمد	۸۵۹
۲۸۹	زیاد بن ابراہیم	۹۰۱
۲۹۱؟	ابوالجیش اسحٰق بن ابراہیم	۹۰۳؟
۳۷۱۔۴۰۹	عبداللہ (یا زیا ابراہیم) بن اسحٰق	۹۸۱۔۱۰۱۸

وزرا (حاجب سالار)

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۳۷۱	رشد	۹۸۱
تقریباً ۳۷۲	حسین بن سلامہ	۹۸۳

۴۰۲۔۴۱۲	مرجان	۱۰۱۱۔۱۰۲۱
۴۰۷۔۴۱۲	نفیس	۱۰۱۶۔۱۰۲۱

۳۴۔ بنی یعفور

(صنعاویمن میں)

۲۴۷ھ تا ۳۸۷ھ

(۸۶۱ء تا ۹۹۷ء)

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۲۴۷	یعفور بن عبدالرحمٰن	۸۶۱
۲۵۹	محمد بن یعفور	۸۷۲
۲۷۹	عبدالقادر بن احمد بن یعفور	۸۹۲
۲۷۹	ابراہیم بن محمد	۸۹۲
تقریباً ۲۸۵	اسعد بن ابراہیم	۸۹۸ تقریباً
۲۸۸	امام الہادی الرّسی	۹۰۰
۲۹۹	علی بن الفضل القرمطی	۹۱۱
۳۰۳	اسعد (دوبارہ)	۹۱۵
۳۳۲	محمد بن ابراہیم	۹۴۳
۳۵۲۔۳۸۷	عبداللہ بن قحطان	۹۶۳۔۹۹۷

(یہ سلسلہ آہستہ آہستہ مٹ گیا)

۳۵۔ بنی نجاح

(زبید میں)

۴۱۲ھ تا ۵۵۳ھ

۱۰۲۱ء تا ۱۱۵۸ء

بنی زیاد کے آخری حاجب سالار (مرجان) کا ایک حبشی غلام نجاح نامی اپنی موت یعنی ۴۵۲ھ (۱۰۶۰ء) تک زبید میں حکومت کرتا رہا۔ ۴۵۴ھ (۱۰۶۲ء) میں زبید پہ بنی صُلیح کا قبضہ ہو گیا۔ انیس برس بعد یعنی ۴۷۳ھ (۱۰۸۰ء) میں نجاح کے لڑکے نے زبید واپس لے لیا۔ اس شہر میں یکے بعد دیگرے ان ہی دو خاندانوں کا قبضہ رہا (ملاحظہ ہو "بنی صُلیح")

۴۸۳ھ (۱۰۸۹ء) کے بعد زبید پر بنی نجاح کا مستقل قبضہ ہو گیا۔ جو اس خاندان کے زوال تک باقی رہا۔ بنی زیاد کی طرح اس خاندان پر بھی وزرا چھا گئے اور ۵۵۴ھ (۱۰۵۹ء) میں بنی مہدی نے اس سلسلے کو ختم کر دیا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۱۲	نجاح المویہ (وفات ۴۵۲ھ)	۱۰۲۱
۴۵۴	علی داعی الصلیحی	۱۰۶۲
۴۷۳	سعید بن نجاح الاحول	۱۰۸۰
۴۸۲	جُیش بن نجاح	۱۰۸۹
۴۹۸	الفاتک الاول بن جیش	۱۱۰۴
۵۰۳	المنصور بن الفاتک	۱۱۰۹
تقریباً ۵۱۷	الفاتک الثانی بن المنصور	۱۱۲۳ تقریباً
۵۳۱۔۵۵۴	الفاتک الثالث بن محمد بن المنصور	۱۱۳۶۔۱۱۵۹

(اس سلسلے کو بنی مہدی نے ختم کیا)

۳۶۔ بنی صُلَیح

(صنعا میں)

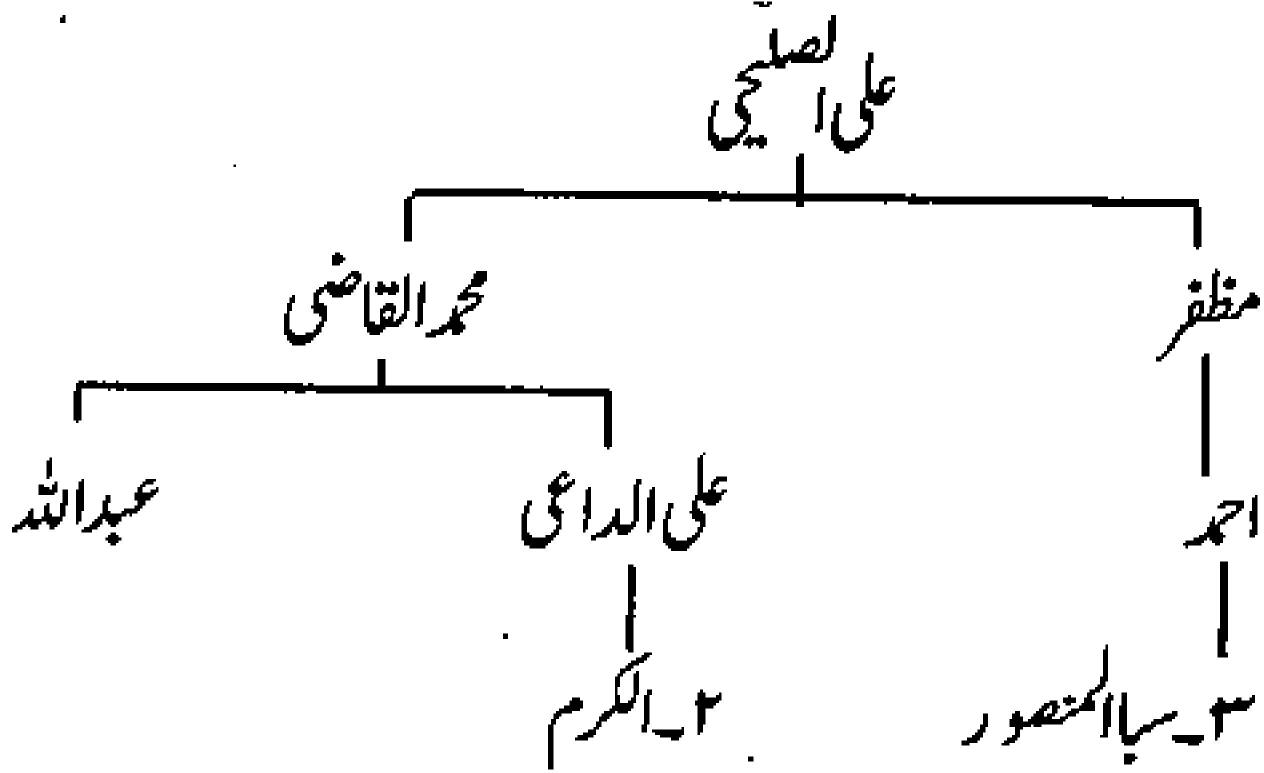
۴۲۹ھ تا ۴۹۵ھ

(۱۰۳۷ء تا ۱۱۰۱ء)

اس سلسلے کا بانی علی بن محمد الداعی (شیعہ) تھا۔ جس نے ۴۲۹ھ (۱۰۳۷ء) میں شہر مسار میں خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ نجاح کی وفات کے بعد ۴۵۴ھ (۱۰۶۲ء) میں زبید پہ قابض ہو گیا اور ۴۵۵ھ (۱۰۶۲ء) میں صنعا و یمن کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔ ۴۵۵ھ اور ۴۵۶ھ (۶۴۔۱۰۶۳ء) کے درمیانی عرصہ میں مکہ فتح کر لیا۔ گو اس کا پایۂ تخت صنعا تھا۔ لیکن زبید پر سال وفات یعنی ۴۷۳ھ (۱۰۸۰ء) تک قابض رہا۔ اس کی وفات کے معاً بعد زبید اس خاندان کے ہاتھ سے نکل گیا۔ لیکن اس کے لڑکے مکرم نے ۴۷۵ھ (۱۰۸۲ء) میں دوبارہ لے لیا۔ ۴۷۹ھ (۱۰۸۶ء) میں پھر یہ شہر ہاتھ سے جاتا رہا اور ۴۸۱ھ (۱۰۸۸ء) میں سہ بارہ فتح ہوا۔ کچھ عرصے کے بعد یہ شہر ہمیشہ کے لیے بنی صُلَیح کے قبضے سے نکل گیا۔ مکرم نے ۴۸۰ھ (۱۰۸۷ء) میں اپنا پایۂ تخت صنعا سے ذوجبلہ (مخلاف جعفر کا ایک شہر) میں منتقل کر لیا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۲۹	ابو کامل علی بن محمد	۱۰۳۷
۴۷۳	احمد المکرم	۱۰۸۰
۴۸۴۔۴۹۲	ابو حمیر سبا المنصور	۱۰۹۱۔۱۰۹۸

بنی صُلَیح کا شجرۂ نسب



(اس سلسلے کو صنعا کے ایک اور سلسلے بنی حمدان نے ختم کیا)

۳۷۔ بنی حمدان

(صنعا میں)

۴۹۲ھ تا ۵۶۹ھ

(۱۰۹۸ء تا ۱۱۷۳ء)

بنی حمدان کے تمام سلسلے حاشد وبقیل نامی قبائل کی نسل سے ہیں جو یمن کے طول وعرض میں نہایت احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اور صنعا وسعدہ کے درمیانی علاقے پر قابض تھے۔ بنی صُلَیح کے بعد اس خاندان نے تقریباً ۷۵ برس تک حکومت کی۔ اس کے بعد ایوبی کردوں نے اس سلسلے کو ختم کر ڈالا۔

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۴۹۲	حاتم بن الغشیم	۱۰۹۸
۵۰۲	عبداللہ بن حاتم	۱۱۰۸
۵۰۴	معن بن حاتم	۱۱۱۰

تقریباً ۵۱۰	ہشام بن القبیت	۱۱۱۶ تقریباً
	الحماس بن القبیت	
	حاتم بن الحماس	
۵۴۵	حاتم بن احمد	۱۱۵۰
۵۵۶۔۵۶۹	علی الوحید بن حاتم	۱۱۶۰۔۱۱۷۳

(اس سلسلے کو ایوبیوں نے ختم کیا)

۳۸۔ بنو مہدی

(زبید میں)

۵۵۴ھ تا ۵۶۹ھ

(۱۱۵۹ء تا ۱۱۷۳ء)

زبید میں بنی صُلیح کے بعد اس سلسلے کی حکومت قائم ہوئی۔ اس سلسلے کا بانی علی بن مہدی تہامہ کا ایک صوفی تھا۔ جس نے نبوت کا اعلان کر دیا تھا اور اپنے پیرووں کو آنحضرت ﷺ کی طرح مہاجرین و انصار میں بانٹ ڈالا تھا۔ ۵۴۵ھ (۱۱۵۰ء) میں تہامہ کے بعض قلعوں پر متصرف ہو گیا اور ۵۵۴ھ (۱۱۵۹ء) میں شہر زبید پہ حملہ کیا۔ علی کے جانشینوں نے بلادِ تہامہ اور کچھ نواحی خطوں پر قبضہ قائم رکھا۔ آخر ایوبیوں نے اس خاندان کو ختم کر ڈالا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۵۵۴	علی بن مہدی	۱۱۵۹
۵۵۴	مہدی بن علی	۱۱۵۹
۵۵۸۔۵۶۹	عبدالنبی بن علی	۱۱۶۲۔۱۱۷۳

(اس سلسلے کو ایوبیوں نے ختم کیا)

۳۹۔ بنی زُریع

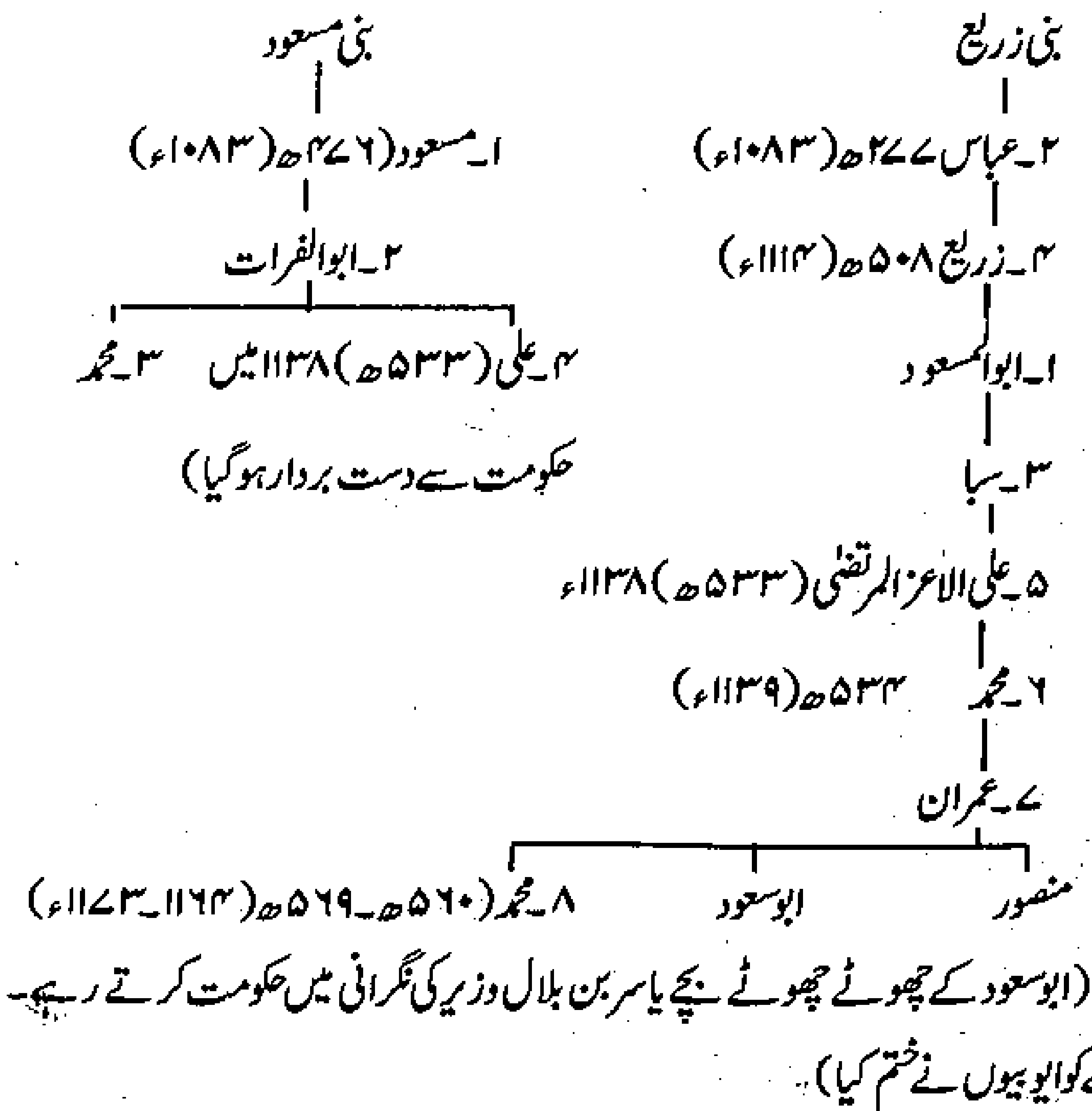
۴۷۶ھ تا ۵۶۹ھ

(۱۰۸۳ء تا ۱۱۷۳ء)

۴۷۶ھ (۱۰۸۳ء) میں بنی صُلیح کے دوسرے فرمانروا المکرّم نے دو بھائیوں یعنی عباس بن المکرّم اور مسعود بن المکرّم کو عدن کا (مشترک) حاکم مقرر کیا۔ یہ اشتراک ان بھائیوں کی نسل میں بھی جاری رہا۔ یہاں تک کہ اسی نسل کے دو امیروں یعنی ابوالسعود اور ابوالفرات نے خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ گو ان کی خود مختاری زیادہ دیر تک قائم نہ رہی۔ تاہم یہ خاندان بنی صُلیح کے بعد بہت اہم سلسلہ شمار ہوتا ہے، اور یہ ایوبیوں کے استیلا تک زندہ رہا۔

شجرۂ بنی زُریع

المکرم



۳۹۔ ابوبیانِ یمن

۵۶۹ھ تا ۶۲۵ھ

(۱۱۷۳ء تا ۱۲۲۸ء)

۵۶۹ھ (۱۱۷۳ء) میں عرب پر ایوبیوں کا تسلط اس ملک کی تاریخ کا بہت بڑا انقلاب تھا۔ اس لیے کہ صلاح الدین ایوبی کے لڑکوں نے یمن پر قبضہ کرنے کے بعد وہاں کے تمام فرمانروا سلسلوں کا خاتمہ کرڈالا تھا اور جس سختی سے وہ مصر، شام اور الجزیرہ پر حکمرانی کر رہے تھے۔ یہاں بھی شروع کردی۔

ایوب کے لڑکے توران شاہ نے بنی حمدان کو صنعا میں، بنی زریع کو عدن میں اور بنومہدی کو زبید میں مٹا دیا اور یمن تقریباً پچاس برس تک یعنی ۵۶۹ھ سے ۶۲۵ھ (۱۱۷۳ء، ۱۲۲۸ء) تک ایوبیوں کے قبضے میں رہا۔ ایوبیانِ عرب کی فہرست پہلے ''ایوبیوں'' کے ضمن میں دی جا چکی ہے مناسب یہی ہے کہ یہاں بھی درج کردی جائے۔

ہجری	نام	عیسوی
۵۶۹	توران شاہ الملک المعظم	۱۱۷۳
۵۷۷	طغتکین، سیف الاسلام	۱۱۸۱
۵۹۳	اسماعیل، معز الدین	۱۱۹۶
۵۹۸	ایوب، الملک الناصر	۱۲۰۱
۶۱۱	سلیمان، الملک المظفر	۱۲۱۴
۶۱۲۔۶۲۵	یوسف، الملک المسعود	۱۲۱۵۔۱۲۲۸

(اس سلسلے کو رسولیوں نے ختم کیا)

۴۰۔ رسولیانِ یمن

۶۲۶ھ تا ۸۵۸ھ

(۱۲۲۹ء تا ۱۴۵۴ء)

رسولی یمن میں ایوبیوں کے جانشین بنے اور حضر موت سے مکہ تک کا علاقہ اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔ ان کی حکومت کا عرصہ تقریباً دوسو برس تھا۔ اس خاندان کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ عربی زبان میں قاصد یا ایلچی کو رسول کہا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ خلیفہ بغداد نے ایک ایلچی (رسول) آخری شاہ یمن کے ہاں بھیجا۔ بادشاہ نے اس کے لڑکے کو جو علی بن رسول کے نام سے مشہور ہو گیا تھا۔ ۶۱۹ھ (۱۲۲۲ء) میں حاکم مکہ مقرر کر دیا۔ جب ایوبیانِ عرب کا آخری فرمانروا یعنی مسعود فوت ہو گیا تو علی بن رسول کا لڑکا نورالدین عمر المنصور ۶۲۵ھ (۱۲۲۸ء) میں تختِ یمن پہ قابض ہو گیا اور یہیں سے یہ سلسلہ چل پڑا۔

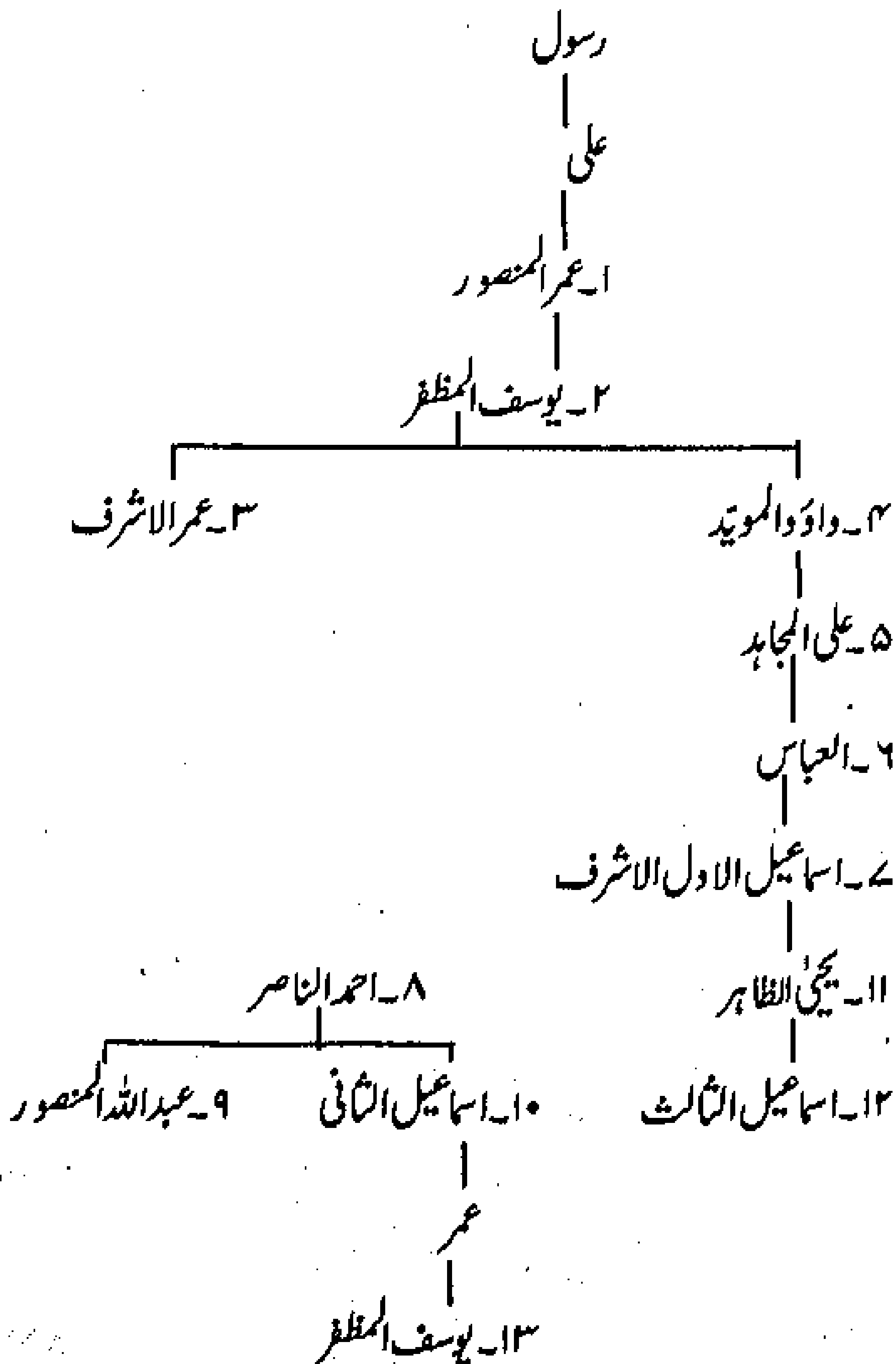
ہجری	نام	عیسوی
۶۲۶	عمر بن علی المنصور	۱۲۲۹
۶۴۷؟	یوسف المظفر	۱۲۴۹؟
۶۹۴	عمر الاشرف	۱۲۹۵
۶۹۶	داؤد المؤید	۱۲۹۷
۷۲۱	علی المجاہد	۱۳۲۱
۷۶۴	العباس الافضل	۱۳۶۳
۷۷۸	اسماعیل اول الاشرف	۱۳۷۶
۸۰۳	احمد الناصر	۱۴۰۰
۸۲۹	عبداللہ المنصور	۱۴۲۶
۸۳۷	اسماعیل الثانی	۱۴۲۷
۸۳۱	یحییٰ الظاہر	۱۴۲۸
۸۴۲	اسماعیل الثالث الاشرف	۱۴۳۸
۸۴۵	یوسف المظفر	۱۴۴۱

(رسولیوں کے رقیب (اسی خاندان سے)

۸۴۶	محمد المفضل	۱۴۴۲
۸۴۶	عبداللہ الناصر	۱۴۴۲
۸۵۸_۸۵۴	المسعود	۱۴۵۴_۱۴۵۰
۸۵۵	الحسین المویدُ	۱۴۵۱

(اس سلسلے کو بنی طاہر نے ختم کیا)

شجرہ رسولیاں



۴۱۔ بنی طاہر

(یمن)

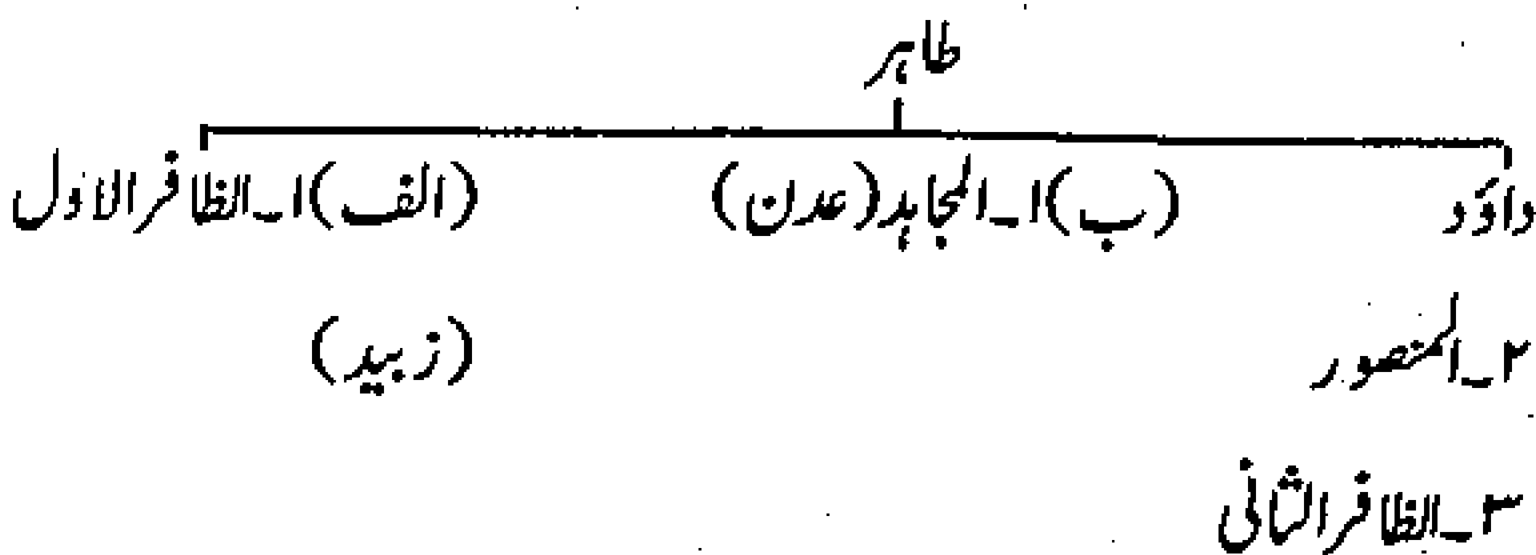
۸۵۰ھ تا ۹۲۳ھ

(۱۴۴۶ء تا ۱۵۱۷ء)

بنی طاہر یمن میں رسولیوں کے جانشین بنے اور اس وقت ختم ہوئے جب مصر کے ایک مملوک فرمانروا قانسوہ الغوری نے عرب کو مسخر کر لیا۔ ۹۲۳ھ (۱۵۱۷ء) میں عرب عثمانی ترکوں کے قبضے میں چلا گیا۔ امامانِ یمن نے ترکوں کے خلاف تحریک شروع کر دی اور آخر ایک سو سولہ برس بعد یعنی ۱۶۳۳ء میں ترکوں کو یمن سے نکالنے میں کامیاب ہو گئے۔

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۸۵۰	صلاح الدین عامر الاول۔ الظافر (زبید میں م ۸۷۰ھ)	۱۴۴۶
	شمس الدین علی المجاہد (عدن میں۔ م ۸۸۳ھ)	
۸۸۳	تاج الدین عبدالوہاب۔ المنصور	۱۴۷۸
۸۹۴۔۹۲۳	صلاح الدین عامر۔ الظافر	۱۴۸۸۔۱۵۱۷

شجرہ



(اس سلسلے کو ممالیک مصر اور ترکان عثمانی نے ختم کیا)

۴۲۔ امامانِ رسی

(صعدہ)

۲۸۰ھ تا ۷۰۰ھ

(۸۹۳ء تا ۱۳۰۰ء)

خلیفہ مامون کے زمانے میں ایک شخص القاسم الرسّی مدعی نبوت تھا۔ اس کے پوتوں میں سے ایک کا نام یحییٰ الہادی تھا۔ جس نے صعدہ (یمن کا ایک شہر) میں فرقہ زیدیہ کی بنا ڈالی۔ یہ فرقہ آج بھی یمن میں موجود ہے اس فرقے کے ائمہ کے متعلق تاریخی اطلاعات غیر یقینی و غیر مربوط ہیں۔ بہر حال جو کچھ بھی اب تک معلوم ہو سکا ہے وہ درج ذیل ہے۔

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۲۴۶	القاسم الرسی۔ ترجمان الدین	۸۶۰
۲۸۰	یحییٰ، الہادی الی الحق	۸۹۳
۲۹۸	ابوالقاسم محمد۔ المرتضیٰ	۹۱۰
۳۰۱	احمد۔ الناصر	۹۱۳
۳۲۴	القاسم، المختار	۹۳۵
	یوسف، الداعی	
	القاسم، المنصور	
۳۹۳	الحسین، المہدی (م۔ ۴۰۴ھ)	۱۰۰۳
۴۲۶	الحسن، ابوہاشم	۱۰۳۵
۴۳۰	ابوالفتح الدیلمی، الناصر	۱۰۳۸
۵۳۲	احمد المتوکل (م۔ ۵۶۶ھ)	۱۱۳۷
۵۹۱	عبداللہ، المنصور (م۔ ۶۱۴ھ)	۱۱۹۶

۶۱۴ـ۶۲۳	عزالدین محمد، الناصر	۱۲۱۷ـ۱۲۲۶
۶۱۴	نجم الدین یحییٰ، الہادی	۱۲۱۷
۶۲۳؟	احمد بن الحسین المہدی	۱۲۲۶؟
۶۵۶	شمس الدین احمد، المتوکل	۱۲۵۸
تقریباً ۶۸۰	داؤد، المنتصر	۱۲۸۱ تقریباً

۴۳ـ امامانِ صنعا

تقریباً ۱۰۰۰ھ سے اب تک

(تقریباً ۱۵۹۱ء سے اب تک)

آغاز میں ان اماموں کا پایۂ تخت صعدہ تھا۔ کبھی کبھی صنعا پر بھی قبضہ کر لیا کرتے تھے لیکن جب تک عثمانی ترک سرزمین یمن میں رہے۔ ان اماموں نے پایۂ تخت تبدیل نہ کیا اور جونہی ۱۰۴۳ھ (۱۶۳۳ء) میں ترک یمن سے نکلے، صنعا پایۂ تخت بن گیا۔

ہر چند کہ اماموں کا یہ سلسلہ ''امامانِ صنعا'' کے نام سے مشہور ہے لیکن دراصل ان کا تعلق ائمہ رسّی ہی سے ہے۔ اس لیے کہ اس سلسلے کا بانی ابوالقاسم المنصور۔ یوسف الداعی ؒ کی پشت سے تھا جس کا سلسلۂ نسب یحییٰ الہادی ؒ تک جاتا ہے جو فرقۂ رسّی کا بانی تھا۔

اس سلسلے کے ناموں کی پوری فہرست نہیں مل سکی۔ مسٹر نبوہر Nebuhr نے جو کچھ دریافت کیا ہے وہ درج ذیل ہے۔

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
تقریباً ۱۰۰۰	ابوالقاسم المنصور	۱۵۹۱
۱۰۲۹	محمد المؤید	۱۶۲۰
۱۰۵۴	اسماعیل المتوکل	۱۶۴۴
۱۰۸۷	محمد المجید	۱۶۷۶

	احمد المہدی	
۱۰۹۳	محمد الہادی	۱۶۸۲
۱۰۹۵	محمد المہدی	۱۶۸۴
۱۱۲۶	محمد الناصر	۱۷۱۴
۱۱۲۸	القاسم المتوکل	۱۷۱۶
۱۱۳۹	الحسین المنصور	۱۷۲۶
۱۱۳۹	محمد الہادی، المجید	۱۷۲۶
۱۱۴۰	المنصور (دوبارہ)	۱۷۲۷
۱۱۶۰	العباس، المہدی	۱۷۴۷
تقریباً۱۱۹۰	المنصور	۱۷۷۶تقریباً

اس سلسلے کے باقی نام نہیں مل سکے۔۱۹۶۳ء میں محمد خامس کی وفات ہوئی۔تو معاً بعد انقلاب آ گیا اور جنرل عبداللہ السلال صدر ریاست بن گئے۔(مترجم)

۱۔ عرب کے تمام فرمانروا سلسلوں کی تفصیل پی۔سی۔ P.C. Key کے کی کتاب Yaman Medieval History میں دیکھیے۔

۲۔ حاجب سالار ایک منصب تھا وزارت کے برابر۔

۳۔ ائمہ رسّی کا چھٹا فرمانروا۔

۴۔ یوسف الداعی بن یحییٰ بن احمد الناصر بن یحییٰ الہادی بن حسین بن القاسم الرسّی

باب ششم

شام والجزیرہ

پانچویں صدی ہجری سے ساتویں صدی ہجری تک

(دسویں صدی عیسوی سے بارہویں صدی عیسوی تک)

۴۴۔	بنی حمدان	(موصل و حلب میں)
۴۵۔	آل مرداس	(حلب میں)
۴۶۔	بنی عقیل	(موصل وغیرہ)
۴۷۔	آل مروان	(دیار بکر)
۴۸۔	آل مَزید	(حلّہ)

باب ششم

شام والجزیرہ

دورِ حکومتِ عرب

پانچویں صدی ہجری سے ساتویں صدی ہجری تک

(دسویں صدی عیسوی سے بارہویں صدیِ عیسوی تک)

فرماں روایانِ ایشیا کا ذکر کرتے وقت ہم اس جغرافیائی ترتیب کو قائم نہیں رکھ سکیں گے۔ جس کا خیال سلاطین افریقہ کے ذکر میں رکھا گیا تھا۔ یہاں ہم صرف تاریخی ترتیب کو ملحوظ رکھیں گے اور صفحات آئندہ میں سلسلوں کا ذکر یوں ہوگا۔

باب ششم۔ سلجوقی ترکوں کے استیلا سے پہلے عرب، شام اور الجزیرہ کے سلسلے۔

باب دہم۔ مغربی ایشیا میں سلجوقیوں کے جانشین خصوصاً عثمانی ترک۔

باب یازدہم۔ چنگیزی مغل اور ان کی شاخیں۔

باب دوازدہم۔ وہ سلسلے جو مغلوں کے کمزور ہونے کے بعد ایران میں پیدا ہو گئے تھے۔

باب سیزدہم۔ وہ سلسلے جو مغلوں کے زوال اور امیر تیمور کے ظہور کے درمیان ماوراء النہر میں پیدا ہوئے تھے۔

باب چہاردہم۔ سلاطین ہند (سلاطین انغانستان کا ایک ضمیمہ)

ان سلسلوں کی تفصیل میں ہم نے کسی حد تک جغرافیائی ترتیب کا بھی خیال رکھا ہے یعنی مغرب سے شروع ہو کر مشرق پر ختم کیا ہے۔ شام اور الجزیرہ سے ابتدا کی ہے اور سلجوقیوں کے استیلا پر اس حصۂ تاریخ کو ختم کیا ہے۔ ایران اور ماوراء النہر کے ذکر میں بھی اس ترتیب کا خیال رکھا گیا ہے۔ اس کے بعد ہم نے سلجوقیوں اور ان سلجوقی امیروں کا ذکر کیا ہے۔ جنہوں نے مغرب میں اقتدار حاصل کر لیا تھا۔

جب مغل اٹھے تو انہوں نے آلِ عثمان کے بغیر باقی تمام سلسلوں کو مٹا دیا۔ گو ایران میں مغلوں کا اقتدار جلدی مٹ گیا اور وہاں شاہانِ ایران کے ایسے سلسلے پیدا ہو گئے جن میں سے ایک اب تک باقی ہے۔ (اور ہم نے ان شاہوں کا ذکر ایک علیحدہ باب میں کیا ہے) لیکن شمال اور مشرق میں مغلوں کی حکومت مدتوں باقی رہی۔ انہی مغلوں سے تیموری مغلوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ ترکستان کے ازبکستان کے ازبک جو آج تک باقی ہیں، تیموری نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔

ہندوستان میں اسلامی حکومت غزنویوں سے شروع ہو کر مغلوں کے آخری بادشاہ (بہادر شاہ ظفر) کے ساتھ ختم ہوتی ہے اور وہاں انگریزی راج قائم ہو جاتا ہے۔

ان سلسلوں کے اولین فرمانروا وہ عربی قبائل ہیں جنہوں نے شام اور الجزیرہ میں اقتدار حاصل کر لیا تھا۔ جغرافیائی لحاظ سے شام و جزیرہ باقی ممالک سے الگ تھلگ واقع ہوئے ہیں اور الجزیرہ اور ایران کے درمیان ایران و کردستان کے پہاڑ واقع ہیں جو قدرتی سرحد کا کام دیتے ہیں۔ گو قرونِ اولیٰ کے مسلمان ان پہاڑوں کو پھاند کر آگے نکل گئے تھے۔ اور بعد میں خاندان بویہ نے بھی الجزیرہ کے جنوبی خطوں کو اپنی قلمرو میں شامل کر لیا تھا لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ الجزیرہ اور دیار بکر کا کوئی فرمانروا ان پہاڑوں سے آگے نہ بڑھ سکا اور ان کی فتوحات کا رخ ہمیشہ شام ہی کی طرف رہا۔

امرائے شام و الجزیرہ نہ صرف سکونت اور جغرافیائی حیثیت سے ایک الگ طبقہ شمار ہوتے تھے بلکہ نسلاً بھی ان کا دوسروں سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اس لیے کہ بنی مروان کے بغیر جو کرد نسل سے تھے، باقی سب کے سب عرب تھے۔ یہ عربی قبائل جو شام و الجزیرہ میں آ کر آباد ہو گئے تھے، اس قدر طاقت ور تھے کہ خلفاء بھی ان سے ڈرتے تھے۔ خلافت کے زوال کے بعد ان قبائل نے جو اطرافِ شام اور فرات کے درہ مرتفع میں سکونت پذیر تھے، طاقت کے لیے ہاتھ پاؤں مارنا شروع کیے اور کچھ علاقے قابو کرنے کے بعد چھوٹے چھوٹے سلسلوں کی بنیاد ڈال دی۔ مثلاً بنی تغلب سے آلِ حمدان کا سلسلہ شروع ہوا۔ جو حلب، موصل اور بعض دیگر شہروں پر قابض رہا۔ بنی کلاب دو شاخوں میں تقسیم ہو گئے، آلِ مرداس حلب پہ متصرف ہو گئے، اور بنی عقیل نے دیار بکر، الجزیرہ اور عراق کے بعض حصوں پر قبضہ جما لیا۔ اسی طرح بنی مزید جنہوں نے حلہ میں حکومت قائم کر لی تھی، بنی اسد سے تعلق رکھتے تھے

اگرچہ یہ عربی قبائل بڑے بڑے شہروں اور بعض اوقات بڑی بڑی ریاستوں کے مالک رہے۔ لیکن ان کے طرزِ معیشت میں کوئی خاص تبدیلی واقع نہ ہوئی، وہی خیموں کی زندگی اور وہی پانی کی تلاش میں شب و روز کا سفر۔

۴۴۔ بنی حمدان

(حلب۔ موصل وغیرہ)

۳۱۷ھ تا ۳۹۴ھ

(۹۲۹ء تا ۱۰۰۳ء)

آلِ حمدان کا تعلق بنی تغلب سے تھا۔ یہ لوگ موصل کے ارد گرد آباد تھے جب ۲۶۰ھ (۸۷۳ء) میں موصل سیاسی بدنظمیوں کا شکار بنا تو اس سلسلے کے بانی اوّل حمدان بن حمدون نے کچھ اقتدار حاصل کر لیا اور اس کا لڑکا محمد بن حمدان ۲۸۱ھ (۸۹۴ء) میں شہر ماردین پر قابض ہو گیا۔ کچھ عرصے کے بعد معتضد (خلیفۂ بغداد) نے محمد کو ماردین سے نکال دیا۔ ۲۹۲ھ (۹۰۸ء) میں محمد کا بھائی ابوالہیجاء عبداللہ بن حمدان موصل وغیرہ کا حاکم مقرر ہوا اور اسی دن سے آلِ حمدان کا کوکبِ اقبال بلند ہونا شروع ہوا۔

۳۰۷ھ (۹۱۹ء) میں ابراہیم بن حمدان دیار ربیعہ کا حاکم بن گیا۔

جب ۳۰۹ھ (۹۲۱ء) میں اس کی وفات ہوگئی۔ تو یہی منصب اس کے بھائی داؤد کو مل گیا۔

۳۱۲ھ (۹۲۴ء) میں حمدان کا ایک اور لڑکا سعید نہاوند کا حاکم مقرر ہوا اور اس خاندان کے چند دیگر افراد بھی اچھے اچھے عہدوں پر فائز ہو گئے۔

ابوالہیجاء عبداللہ نے اپنے لڑکے حسن کو موصل کا نائب الحکومت مقرر کر دیا۔ حسن دیار ربیعہ، دیار بکر اور موصل پر (۳۱۷ھ تا ۳۱۹ھ مستثنیٰ) ۳۵۸ھ (۹۶۸ء) تک حکمران رہا۔ جس کے بعد اس کے لڑکے ابوتغلب کی باری آئی اور وہ ۳۵۸ھ (۹۶۸ء) میں حکومت سے دست بردار ہو گیا۔

۳۳۰ھ (۹۴۱ء) میں حسن کو خلیفہ کی طرف سے ناصر الدولہ کا خطاب ملا اور اس کے بھائی

علی کو سیف الدولہ کا۔ سیف الدولہ ابتداء میں واسط پہ حکومت کیا کرتا تھا۔ لیکن ۳۳۳ھ (۹۴۴ء) میں امرائے اخشیدی سے حلب چھین کر اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا۔ اس نے رومیوں کے خلاف لڑتے وقت بڑی شہرت حاصل کی تھی۔

امرائے حمدانی شیعہ تھے اور مصر کے فاطمی خلیفوں کا بہت احترام کیا کرتے تھے۔ سیف الدولہ اور ناصر الدولہ کی وفات کے بعد ان کا اقتدار بہت جلد مٹ گیا۔ فاطمیوں نے شام کے علاقے ہتھیا لیے اور ۶۹۔ ۳۶۷ھ (۷۹۔ ۹۷۷ء) کے درمیانی عرصے میں بویہی الجزیرہ پر قابض ہو گئے۔ گو حسن اور ابو طاہر نے موصل پہ دوبارہ قبضہ کر لیا لیکن یہ تصرف وقتی ثابت ہوا۔

ا۔ حمدانیانِ موصل

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۳۱۷	ناصر الدولہ ابو محمد الحسن	۹۲۹
۳۶۹۔۳۵۸	عدۃ الدولہ ابو تغلب الغضنفر	۹۷۹۔۹۶۸
۳۸۰۔۳۷۱	ابو طاہر ابراہیم	۹۹۱۔۹۸۱
	ابو عبداللہ الحسین	

(اس شاخ کو بنی عقیل اور آلِ بویہ نے ختم کیا)

۲۔ حمدانیانِ حلب

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۳۳۳	سیف الدولہ ابو الحسن علی	۹۴۴
۳۵۶	سیف الدولہ ابو المعالی الشریف	۹۶۷
۳۸۱	سعید الدولہ ابو الفضائل السعید	۹۹۱
۳۹۲	ابو الحسن علی	۱۰۰۱
۳۹۴	ابو المعالی شریف	۱۰۰۳

شجرۂ آلِ حمدان

- حمدان
  - ابوالہیجا عبداللہ (موصل ۲۵۲ھ) (م ۳۱۷ھ)
    - حمدانیاں حلب
      - ۱۔ سیف الدولہ
        - ۲۔ سعد الدولہ
          - ۳۔ سعید الدولہ
            - علی (الف)
            - ۴۔ شریف (ب)
    - حمدانیاں موصل
      - ۱۔ ناصر الدولہ
        - ابوالبرکات (م۔ ۳۵۸ھ)
        - ۳۔ طاہر ابراہیم (ب) (م ۳۸۰ھ)
        - ۳۔ الحسین (الف)
        - ۲۔ ابوتغلب (م ۳۶۹ھ)
  - داود (دیار ربیعہ ۳۰۹ھ)
  - ابراہیم (دیار ربیعہ ۸۔۳۰۷ھ)
  - ابوالعلا السعید نہاوند ۳۱۲ھ۔ موصل (۱۹۔۳۱۷ھ م ۳۲۳ھ)
    - الحسین (م ۳۳۸ھ)
    - ابوالفارس (م۔ ۳۵۷ھ)

۴۵۔ آلِ مرداس

(حلب)

۴۱۴ھ تا ۴۷۲ھ

(۱۰۲۳ء تا ۱۰۷۹ء)

قبیلۂ بنی کلاب کا ایک رہنما اسد اللہ ابو علی صالح بن مرداس ۴۱۲ھ (۱۰۲۲ء) میں اپنے چند پیروؤں کے ہمراہ حلب میں وارد ہوا۔ دو سال بعد یعنی ۴۱۴ھ (۱۰۲۳ء) میں اہل حلب نے والیِ حلب کے خلاف بغاوت کردی اور اسد اللہ کو اپنا والی بنالیا۔ اسد اللہ چھ برس تک حکمران رہا۔ اور ۴۲۰ھ (۱۰۲۹ء) میں مصریوں کے خلاف لڑتے ہوئے ہلاک ہوگیا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا شہاب الدولہ نصر والی حلب بنا۔ جو نو برس بعد یعنی ۴۲۹ھ (۱۰۳۷ء) میں فاطمی افواج کے ہاتھوں ہلاک ہوگیا۔ اس وقت شہاب الدولہ کا ایک بھائی معز الدولہ ثمال رحبہ پہ حکومت کررہا تھا۔ اس نے ۴۳۴ھ (۱۰۴۲ء) میں فاطمیوں سے حلب چھین لیا۔ لیکن ۴۴۹ھ (۱۰۵۷ء) میں فاطمی اس شہر پر دوبارہ قابض ہوگئے اور ساتھ ہی رحبہ کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کرلیا۔ معز الدولہ کے ایک اور بھائی کا نام عطیہ تھا۔ اس نے ہمت کرکے اسی سال رحبہ واپس لے لیا اور تین برس بعد یعنی ۴۵۲ھ (۱۰۶۰ء) میں شہاب الدولہ کے لڑکے رشید الدولہ نے حلب پر بھی قبضہ کرلیا۔

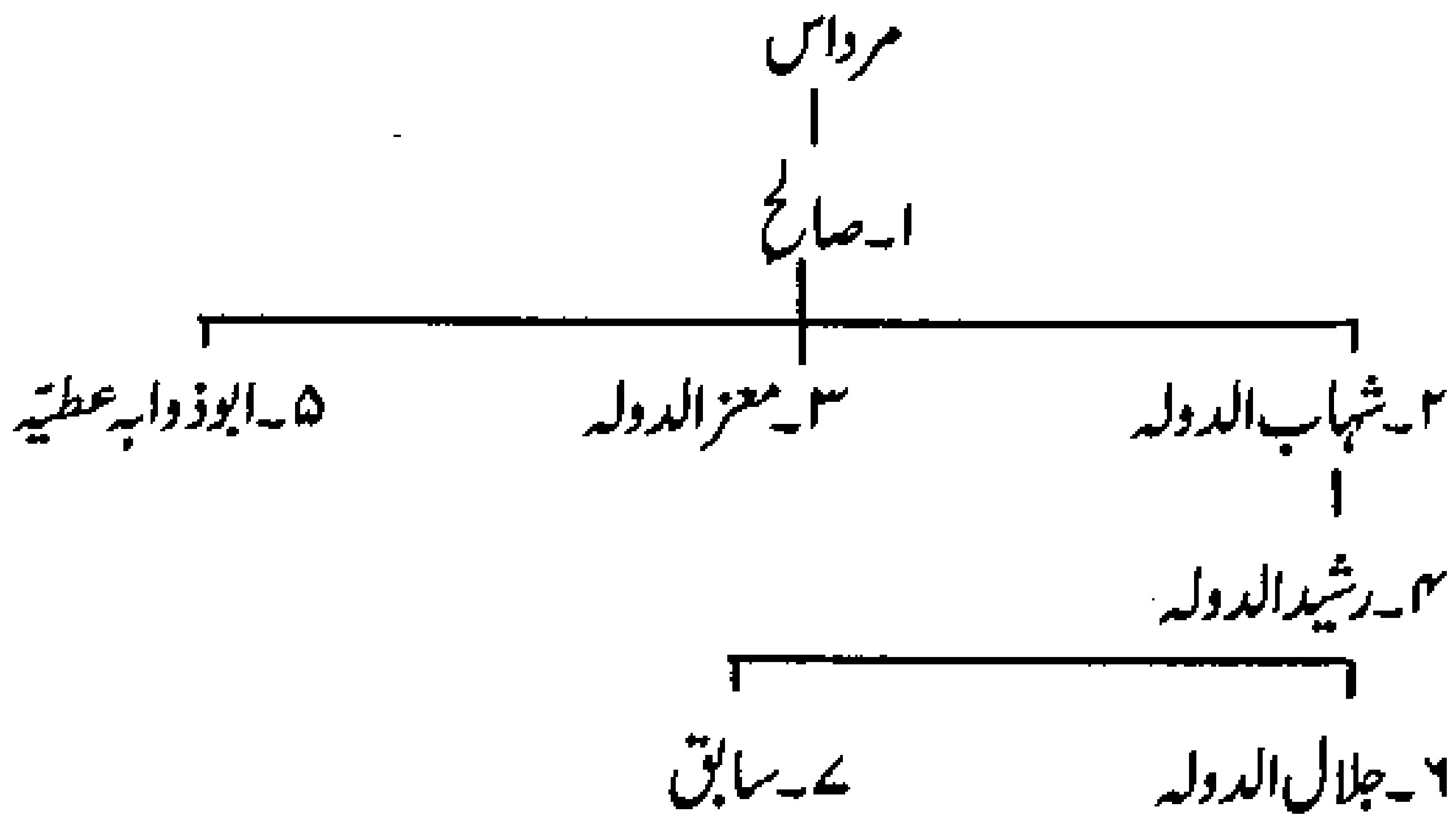
معز الدولہ کو اپنے بھتیجے کے متعلق کچھ بداعتقادی سی ہوگئی۔ چنانچہ ۴۵۳ھ (۱۰۶۱ء) میں اسے حلب سے نکال دیا۔ جب ۴۵۴ھ (۱۰۶۲ء) میں معز الدولہ کی وفات ہوگئی تو حلب پر اس کا بھائی عطیہ قابض ہوگیا۔

پھر رشید الدولہ نے حملہ کرکے اپنے چچا کو حلب سے نکال دیا اور عطیہ نے ہمت کرکے رقہ پر قبضہ کرلیا لیکن مسلم بن قریش عقیلی نے ۴۶۳ھ (۱۰۷۰ء) میں رقہ کو مسخر کرکے عطیہ کو بھاگنے پر مجبور کردیا۔

رشید الدولہ کی وفات کے بعد ۴۶۸ھ (۱۰۷۵ء) میں اس کا لڑکا جلال الدولہ وارثِ

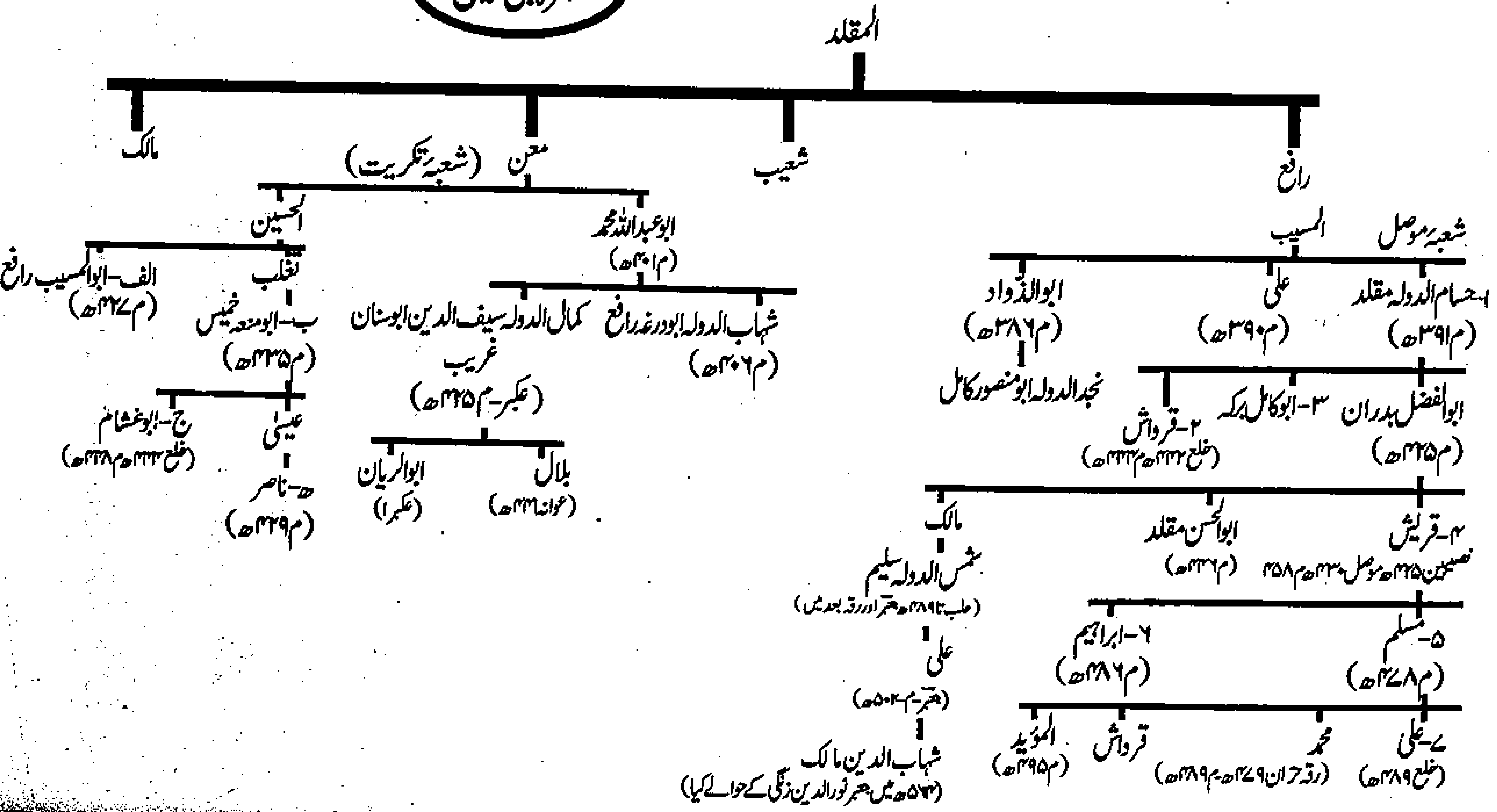
حکومت بنا اور معاز رومیوں سے شہر منبج چھین لیا۔ ۴۷۲ھ (۱۰۷۹ء) تک رشید الدولہ کا ایک اور لڑکا سابق (یا شبیب) حلب پر قابض رہا اور پھر وہ شہر مسلم عقیلی کے قبضہ میں چلا گیا۔

شجرہ



(اس سلسلے کو بنی عقیل نے ختم کیا)

سال ہجری	نام	عیسوی
۴۱۴	صالح بن مرداس	۱۰۲۳
۴۲۰	شہاب الدولہ ابو کامل نصر	۱۰۲۹


شجرۂ بنی عقیل
المقلد
مالک
معن (شعبۂ تکریت)
شعیب
رافع
الحسین
ابوعبداللہ محمد (م ۴۰۱ھ)
الف- ابوالمسیب رافع (م ۴۲۷ھ)
تغلب
ب- ابومنعہ خمیس (م ۴۳۵ھ)
ج- ابوغشام (خلع ۴۳۳ھ م ۴۳۸ھ)
عیسیٰ
د- ناصر (م ۴۴۹ھ)
کمال الدولہ سیف الدین ابوسنان غریب (عکبر- م ۴۲۵ھ)
ابوالریان (عکبرا)
بلال (عوانہ ۴۴۴ھ)
شہاب الدولہ ابودر غدر رافع (م ۴۰۶ھ)
شعبۂ موصل
المسیب
ابوالذواد (م ۳۸۶ھ)
نجد الدولہ ابومنصور کامل
علی (م ۳۹۰ھ)
۱- حسام الدولہ مقلد (م ۳۹۱ھ)
ابوالفضل بدران (م ۴۲۵ھ)
۳- ابوکامل برکہ
۲- قرواش (خلع ۴۴۲ھ م ۴۴۴ھ)
مالک
شمس الدولہ سلیم (حلب تا ۴۸۹ھ جعبر اور رقہ بعد میں)
علی (جعبر- م ۵۰۲ھ)
شہاب الدین مالک (۵۶۳ھ میں جعبر نورالدین زنگی کے حوالے کیا)
ابوالحسن مقلد (م ۴۴۶ھ)
۴- قریش نصیبین ۴۲۵ھ موصل ۴۴۰ھ م ۴۵۸ھ
۶- ابراہیم (م ۴۸۶ھ)
۵- مسلم (م ۴۷۸ھ)
المؤید (م ۴۹۵ھ)
قرواش
محمد (رقہ حران ۴۷۹ھ م ۴۸۹ھ)
۷- علی (خلع ۴۸۹ھ)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۱۴	؁صالح بن مرداس	۱۰۲۳
۴۲۰	شہاب الدولہ ابو کامل نصر	۱۰۲۹
۴۲۹	خلفائے فاطمی کا قبضہ	۱۰۳۷
۴۳۴	معز الدولہ ابو العلوان ثمال	۱۰۴۲
۴۴۹	خلفائے فاطمی کا قبضہ	۱۰۵۷
۴۵۲	رشید الدولہ محمود	۱۰۶۰
۴۵۳	معز الدولہ (دوبارہ)	۱۰۶۱
۴۵۴	ابو ذوابہ عطیہ	۱۰۶۲
۴۵۴	رشید الدولہ (دوبارہ)	۱۰۶۲
۴۶۸	جلال الدولہ (صمصام الدولہ) نصر	۱۰۷۵
۴۶۸-۴۷۲	ابو الفضائل سابق	۱۰۷۶-۱۰۷۹

۴۶۔ بنی عقیل

(موصل وغیرہ)

۳۸۶ھ تا ۴۸۹ھ

(۹۶۶ء تا ۱۰۹۶ء)

بنی کلب قبائل مصر میں شمار ہوتے تھے اور بنو عقیل۔ بنو کلب کی ایک اہم شاخ تھی۔ قبول اسلام کے بعد بنی کعب کی کئی شاخیں عرب چھوڑ کر شام، عراق، شمالی افریقہ اور اندلس میں آباد ہوئیں۔

جس زمانے میں کہ خلافت عباسیہ کی داغ بیل ڈالی جارہی تھی۔ عراق میں بنو عقیل کی ایک

بہت بڑی تعداد موجود تھی۔ اس قبیلے کی ایک اور شاخ بنو مُن تفک بصرہ کے دلدلی حصوں میں بنو معروف کے زیر سایہ رہتی تھی۔ اور بنو خفاجہ جو بنی عقیل ہی کی ایک شاخ تھی۔ عراق کے قریب صحراؤں میں اقامت گزین تھی۔ صدیوں تک یہ لوگ راہ زنی کرتے رہے۔ ۷۲۸ھ (۱۳۲۷ء) میں بنی عُبادہ اور بنی مُن تفک نے جو کوفہ، بصرہ اور واسط کے درمیانی علاقے میں آباد تھے، سلسلۂ امارت قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ موصل کے عقیلی امراء ان ہی قبائل سے تعلق رکھتے تھے۔

شام و عراق کے بنی عقیل چوتھی صدی ہجری میں حمدانیوں کے باجگذار تھے۔ جب آلِ حمدان کی قصر امارت مہندم ہوگئی تو امرائے عقیلی نے آزادی کا اعلان کر دیا۔ آلِ حمدان کے آخری فرمانروا نے ۳۷۹ھ (۹۸۹ء) میں ابوذوّاد محمد (عقیل امیر) کو نصیبین اور بلد کا حاکم مقرر کیا تھا۔ ۳۸۰ھ (۹۹۰ء) میں موصل بھی عقیلی قلمرو میں شامل ہوگیا۔ لیکن ۳۸۱ھ (۹۹۱ء) میں آل بویہ میں موصل پہ قبضہ کرلیا۔ ابوذوّاد کا بھائی مُقلّد ایک بااثر امیر تھا۔ اس نے ۳۸۶ھ (۹۹۶ء) میں موصل پہ دوبارہ قبضہ کرلیا۔------------------------ بہا الدولہ ویلمی نے مزید خون ریزی سے بچنے کے لیے اسے اس شرط پر موصل، بلادِ کوفہ، قصر اور جامعان کا حاکم بنا دیا کہ وہ ہر سال خراج ادا کرتا رہے گا۔ کچھ عرصے کے بعد انبار، مداین اور وقوقا کی حکومت بھی مُقلّد کے حوالے کر دی۔

مسلم بن قریش کے زمانے میں امرائے عقیلی کی حدود قلمرو موصل اور حلب تک وسیع ہوگئیں۔ لیکن اس کی وفات کے بعد اس خاندان کا زوال شروع ہوگیا۔ چنانچہ ۴۸۹ھ (۱۰۹۶ء) میں ایک ترکی سپہ سالار قوام الدولہ کوبوغا نے موصل کو فتح کر کے قلمرو سلجوقی میں شامل کرلیا۔

بنو عقیل کی مختلف شاخیں مختلف علاقوں پہ حکمران رہی ہیں۔ اس کی تفصیل شجرۂ نسب میں ملاحظہ فرمایئے۔

جب بنی عقیل کی حکومت ختم ہوگئی تو یہ لوگ اپنے پرانے وطن یعنی بحرین میں واپس چلے گئے۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۳۸۶	حسام الدولہ مقلد	۹۹۶
۳۹۱	معتمد الدولہ قرواش	۱۰۰۰
۴۴۲	زعیم الدولہ ابو کامل برکہ	۱۰۵۰
۴۴۳	عالم الدین ابو المعالی قریش	۱۰۵۱
۴۵۳	شرف الدولہ ابو المکارم مسلم	۱۰۶۱
۴۷۸	ابراہیم	۱۰۸۵
۴۸۶۔۴۸۹	علی	۱۰۹۳۔۱۰۹۶

(اس سلسلے کو سلجوقیوں نے ختم کیا)

۴۷۔ بنی مروان

دیار بکر

۳۸۰ھ تا ۴۸۹ھ

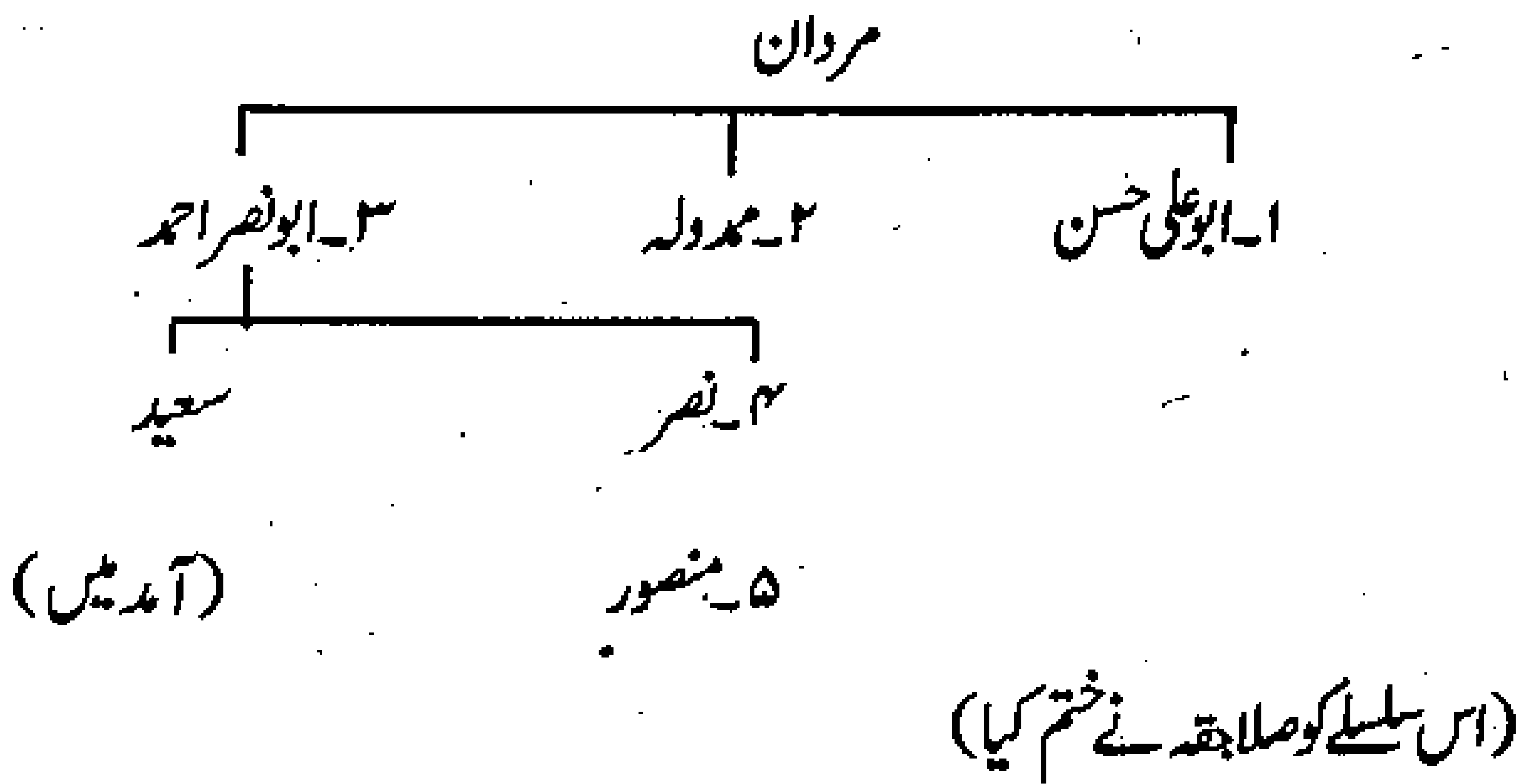
(۹۹۰ء تا ۱۰۹۶ء)

قلعۂ کیفا کے حکمران باد کی وفات (۳۸۰ھ۔۹۹۰ء) کے بعد اس کا کردی النسل بھانجا ابوعلی بن مروان اس کا جانشین بنا۔ دیار بکر کے تمام بڑے بڑے شہر مثلاً آمد، ارزن، میافارقین اور کیفا اس کی قلمرو میں شامل تھے۔ اس کے جانشین ممہد الدولہ نے خلیفۂ فاطمی کی اطاعت قبول کر لی اور جب آلِ حمدان حلب کو چھوڑنے پہ مجبور ہو گئے اور ممہد الدولہ فاطمیوں کی طرف سے حلب کا بھی حاکم مقرر ہو گیا۔

بنی مروان کچھ عرصے تک آلِ بویہ کے بھی مطیع رہے۔ ان کی حکومت کو سلجوقیوں نے ختم کیا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۳۸۰	ابو علی حسن	۹۹۰
۳۸۷	ممہد الدولہ ابومنصور	۹۹۷
۴۰۶	نصر الدولہ ابونصر احمد	۱۰۱۱
۴۵۳	نظام الدولہ نصر	۱۰۶۱
۴۷۲۔۴۸۹	منصور	۱۰۷۹۔۱۰۹۶

شجرہ



۴۸۔ بنی مَزید

(حلہ)

۴۰۳ھ تا ۵۴۵ھ

(۱۰۱۲ء تا ۱۱۵۰ء)

بنی مَزید بنی اسد کی ایک شاخ تھی۔ یہ لوگ عرب کو چھوڑ کر دجلہ کے بائیں ساحل پر قادسیہ کے پاس آباد ہو گئے تھے۔ اس سلسلہ کا چوتھا فرمانروا صدقہ تھا۔ جس نے ۴۹۵ھ (۱۱۰۱ء) میں جامعان کے قریب شہر حلہ کو اپنا پایۂ تخت قرار دیا اور یہاں اس قدر خوب صورت عمارات تعمیر

کرائیں اوراس کی تجارت کو اس حد تک ترقی دی کہ یہ شہر مدتوں دنیا میں مشہور رہا۔ صدقہ تاریخ میں ایک بہادر عرب شمار ہوتا ہے۔ جس کے اوصاف سے اوراق تاریخ لبریز ہیں۔

صدقہ کی وفات کے بعد اس خاندان کا زوال شروع ہوگیا۔ ۵۵۸ھ (۱۱۶۲ء) میں مستنجد عباسی نے عراق کے بنی اسد پر حملہ کردیا۔ ان کے چار ہزار سپاہی مار ڈالے اور باقی ماندہ افراد قبیلہ کو فرات کی طرف بھگا دیا۔ ان کی قلمرو کے کچھ حصے پر بنی منتفک قابض ہوگئے اور اتابکان زنگی نے ان کی حکومت کا خاتمہ کردیا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۰۳	سند الدولہ علی الاوّل	۱۰۱۲
۴۰۸	نور الدولہ دبیس الاوّل	۱۰۱۷
۴۷۴	بہاؤ الدولہ ابو کامل منصور	۱۰۸۱
۴۷۹	سیف الدولہ صدقہ الاوّل	۱۰۸۶
۵۰۱	نور الدولہ دبیس الثانی	۱۱۰۷
۵۲۹	صدقہ الثانی	۱۱۳۴
۵۳۲	محمد	۱۱۳۷
۵۴۰-۵۴۵	علی الثانی	۱۱۴۵-۱۱۵۰

ا۔ نیز ملاحظہ ہو مسٹر ایچ سویئر Gauvair کا مضمون "صالح بن مرداس حلبی کا ایک دینار Namismal e Chronicre 1873"۔

شجرہ

مزید الاسدی

۱۔ سندالدولہ (م ۴۰۸ھ)

ابوالغنائم محمد (وفات ۴۰۱ھ)

ابوعبداللہ الحسن

ابوالحسن المقلد ابوالقمام الثابت

۲۔ دبیس الاول (م ۴۷۴ھ)

۳۔ بہاؤ الدولہ (م ۴۷۹ھ)

۴۔ صدقۃ الاوّل (م ۵۰۱ھ)

۵۔ نورالدولہ (م ۵۲۹ھ)

ابوکامل منصور

تاج الملوک ابوالنجم بدران (م ۵۰۲ھ)

۶۔ صدقۃ الثانی (م ۵۳۲ھ)

۷۔ محمد (خلع ۵۴۰ھ)

۸۔ علی الثانی

باب ہفتم

ایران و ماوراء النہر

(ایرانیوں کا دورِ حکومت)

تیسری صدی ہجری سے پانچویں صدی ہجری تک

(نویں صدی عیسوی سے گیارہویں صدی عیسوی تک)

۴۹۔	بنی دُلف	کردستان
۵۰۔	بنی ساج	آذربائیجان
۵۱۔	علویان	طبرستان
۵۲۔	آلِ طاہر	خراسان
۵۳۔	صفاری	ایران
۵۴۔	سامانی	ماوراء النہر و ایران
۵۵۔	ایلک خانی	ترکستان
۵۶۔	آلِ زیار	جرجان
۵۷۔	آلِ حسنویہ	کردستان
۵۸۔	آلِ بویہ	عراق و جنوبی ایران
۵۹۔	آلِ کاکویہ	کردستان

باب ہفتم

ایران و ماوراء النہر

(ایرانیوں کا دورِ حکومت)

تیسری صدی ہجری سے پانچویں صدی ہجری تک

(نویں صدی عیسوی سے گیارہویں صدی عیسوی تک)

جن سلسلوں کا اب ہم ذکر کرنے لگے ہیں۔ یہ وہ سلسلے ہیں جو ایران اور ماوراء النہر پر حکومت کرتے رہے اور جن کی امارت سلجوقیوں کے غلبے تک باقی رہی۔ یہ امراء ایرانی طرزِ معیشت کے حامی اور قدیم ایران کی آزادی کے علمبردار تھے۔

مامون عباسی کی والدہ ایک ایرانی النسل کنیز تھی۔ مامون نے خراسانی سپاہیوں کی امداد سے اپنے بھائی امین کو شکست دے کر اسے خلافت سے علیحدہ کر دیا اور خود امیر المومنین بن بیٹھا۔ مامون کے دربار پر تمام ایرانی چھائے ہوئے تھے۔ خود خلیفہ کی کوشش بھی یہی تھی کہ وہ ایران کے قدیم تمدن کو دوبارہ زندہ کرے۔ خلیفہ کے ان رجحانات کا نتیجہ یہ ہوا کہ دربارِ خلافت میں عربوں کا رسوخ کم ہوگیا۔ بیشتر اختیارات ایرانیوں کے ہاتھ آ گئے اور یہیں سے خلافت کا اقتدار رفتہ رفتہ گھٹنے لگا۔

صوبوں میں فوجی کمانڈروں اور دیگر سرداروں نے اپنی طاقت کو اس حد تک بڑھا لیا اور ان کی خودسری اس درجے تک پہنچ گئی تھی کہ مامون اور اس کے جانشین حالات کو روبراہ نہ سکے۔ ایران اور ماوراء النہر میں کئی عرب قبیلے باغی ہو گئے۔

ان میں سے جو سلسلے سُنّی المذہب تھے۔ وہ خلیفہ کا کچھ رسمی سا احترام کرتے تھے۔ لیکن آل بویہ کی طرح شیعہ خیال کے تمام خاندان دربار خلافت کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔

ہر چند کہ یہ تمام سلسلے ایرانی نہ تھے۔ مثلاً بنی دُلف عرب تھے۔ حسنو یہ کرد اور ایلک خانی

ترک تھے لیکن چونکہ ان میں سے بیشتر ایرانی النسل تھے اور ایرانی تمدن کے شیدائی۔ نیز ان کی حکومت ایران ہی کے کسی نہ کسی حصے پر تھی۔ اس لیے ہم اس دور کو ایرانی دور کہنے میں حق بجانب ہیں۔

۴۹۔ بنی دُلف

(کردستان)

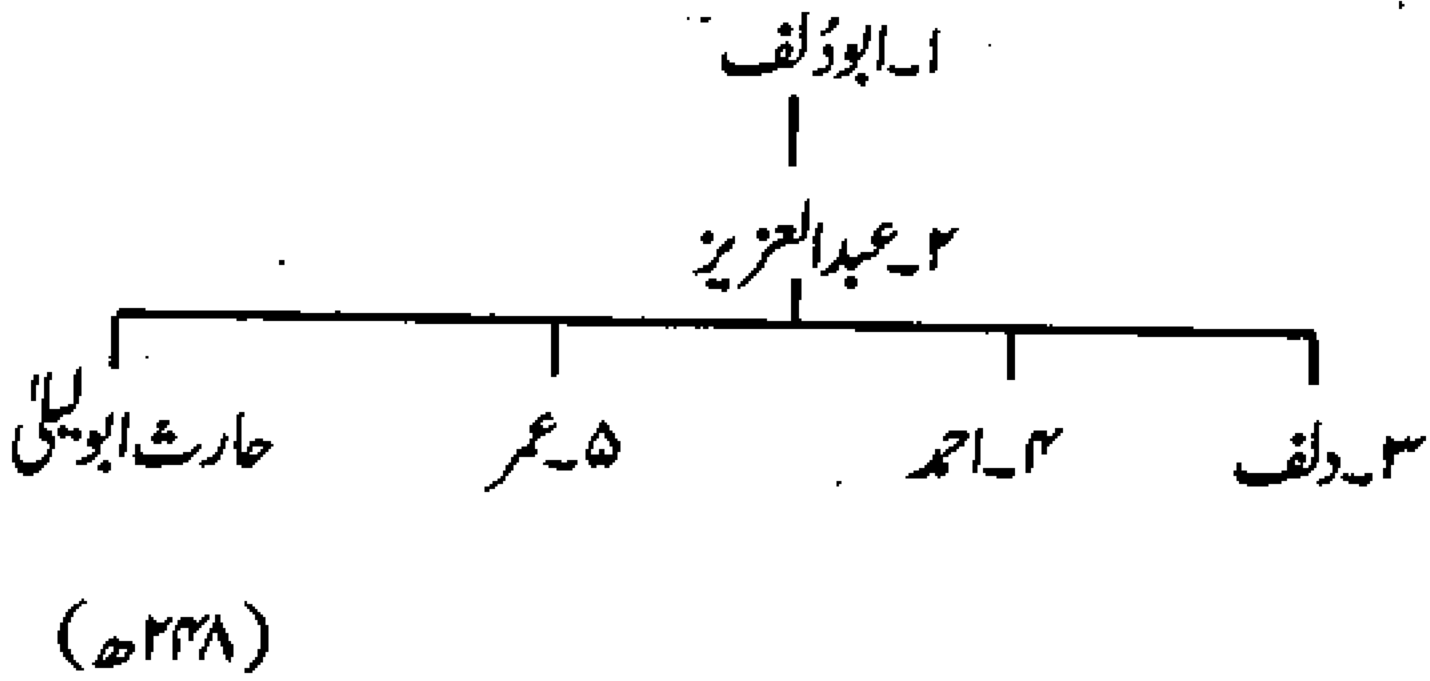
تقریباً ۲۱۰ھ سے تقریباً ۲۸۵ھ تک

(تقریباً ۸۲۵ء سے تقریباً ۸۹۸ء تک)

ابودُلف عجلی مامون کا ایک سردار تھا جسے ہمدان کا حاکم بنا کر بھیجا گیا تھا۔ اس کی وفات کے بعد ہمدان کی حکومت اس کے بیٹے عبدالعزیز کو دی گئی جو بعد میں عبدالعزیز کے بیٹوں کو بطور وراثت یکے بعد دیگرے ملتی رہی۔ ۲۸۱ھ میں عمر بن عبدالعزیز نے اصفہان اور نہاوند کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کرلیا۔ بالآخر خلفائے عباسیہ کے بعض دیگر سرداروں نے اس سلسلے کا خاتمہ کر ڈالا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۲۱۰	ابوذلف القاسم بن ادریس العجلی	۸۲۵
۲۲۸	عبدالعزیز	۸۴۲
۲۶۰	دُلف	۸۷۳
۲۶۵	احمد	۸۷۸
۲۸۰تقریباً ۲۸۵	عمر	۸۹۳تقریباً ۸۹۸

شجرہ



۵۰۔ بنی ساج

(آذربائیجان)

۲۶۸ھ تقریباً ۳۱۸ھ

(۸۷۹ء تقریباً ۹۳۰ء)

ابوالساج دیوداد اپنی موت یعنی ۲۶۶ھ (۷۶۹ء) تک کوفہ واہواز کا حکمران رہا۔ اس کا بیٹا محمد حجاز کا حاکم تھا جو ۲۶۹ھ میں انبار اور ۲۷۶ھ میں آذربائیجان کا حاکم بن گیا۔ ۲۸۵ھ (۸۹۸ء) میں ارمنستان کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کرلیا۔

محمد کی وفات کے بعد اس کا بھائی یوسف۔ جو ۲۷۱ھ (۸۸۴ء) سے مکہ کا حکمران چلا آتا تھا۔ آذربائیجان اور ارمنستان کا بھی حاکم بن گیا اور محمد کے لڑکے دیوداد کو حکومت سے محروم کردیا۔ ۳۰۶ھ (۹۱۸ء) میں یوسف نے رے پر حملہ کیا اور اگلے سال خلیفہ نے اسے گرفتار کرلیا۔ ۳۱۰ھ (۹۲۲ء) میں خلیفہ نے اسے دوبارہ آذربائیجان اور ارمنستان کا حاکم بنا دیا۔ ۳۱۱ھ میں یوسف رے پہ قابض ہوگیا اور قرامطہ کی جنگ میں شامل ہوا۔ ۳۱۹ھ (۹۳۱ء) میں یوسف کا ایک غلام مُفلح آذربائیجان پہ قابض ہوگیا اور اس طرح یہ خاندان کمزور ہوتے ہوتے آخر عباسیوں کے ہاتھوں ختم ہوگیا۔

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۲۶۶	ابوالساج دیوداد	۸۷۹
۲۷۶	محمد افشین بن دیوداد	۸۸۹
۲۲۸	یوسف بن دیوداد	۹۰۰
۳۱۵ تقریباً ۳۱۸	ابوالمسافر الفتح بن محمد	۹۲۷ تقریباً ۹۳۰

۵۱۔ علویانِ طبرستان

۲۵۰ھ تا ۳۱۶ھ

(۸۶۴ء تا ۹۲۸ء)

ہم صفحاتِ گذشتہ میں ائمہ زیدی یا علوی کا ذکر کر چکے ہیں۔ اس سلسلے کو بھی ان ہی کی ایک شاخ تصور کیجئے۔ یہ لوگ یمن کے مشہور شہر صعدہ پہ حکومت کیا کرتے تھے اور اپنے آپ کو حسنؑ یا حسینؑ کی اولاد سمجھتے تھے۔ بحیرۂ خزر کے ساحلی ممالک یعنی دیلم، گیلان اور طبرستان میں مدتوں امامت کے مدعی اور خلفائے عباسیہ کے رقیب بنے رہے۔ ان کی ایک شاخ جو زیدیہ کے نام سے مشہور ہے، آج بھی یمن میں موجود ہے۔ یہ لوگ مدتوں امامت کی تمنا میں رہے اور سلاطین وقت سے جھگڑتے رہے لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ ہاں ۲۵۰ھ (۸۶۴ء) میں چونسٹھ برس کے لیے انہیں طبرستان کی حکومت مل گئی۔ اس عرصے میں اپنا سکہ چلایا لیکن ۳۱۶ھ میں سامانیوں نے انہیں بھی ختم کر دیا۔

۳۱۶ھ کے بعد علویوں کے چند خاندان جن کا پیشہ ہی ایک دوسرے سے لڑنا تھا۔ گیلان و دیلم پہ حکمران رہے اور اسی جماعت کے ایک فرد ابوالفضل جعفر الثائر فی اللہ (؟) نے بھی اپنے نام کا سکہ چلایا تھا۔

ہجری	نام	عیسوی
۲۵۰	الحسن بن زید	۸۶۴
۲۷۰	محمد بن زید	۸۸۳
۲۸۷	حکومتِ سامانی	۹۰۰
۳۰۱	الناصر۔الحسن بن علی الاطروش	۹۱۳
۳۰۴۔۳۱۶	الحسن بن القاسم	۹۱۶۔۹۲۸

(اس سلسلے کو زیاریوں اور سامانیوں نے ختم کیا)

۵۲۔آلِ طاہر

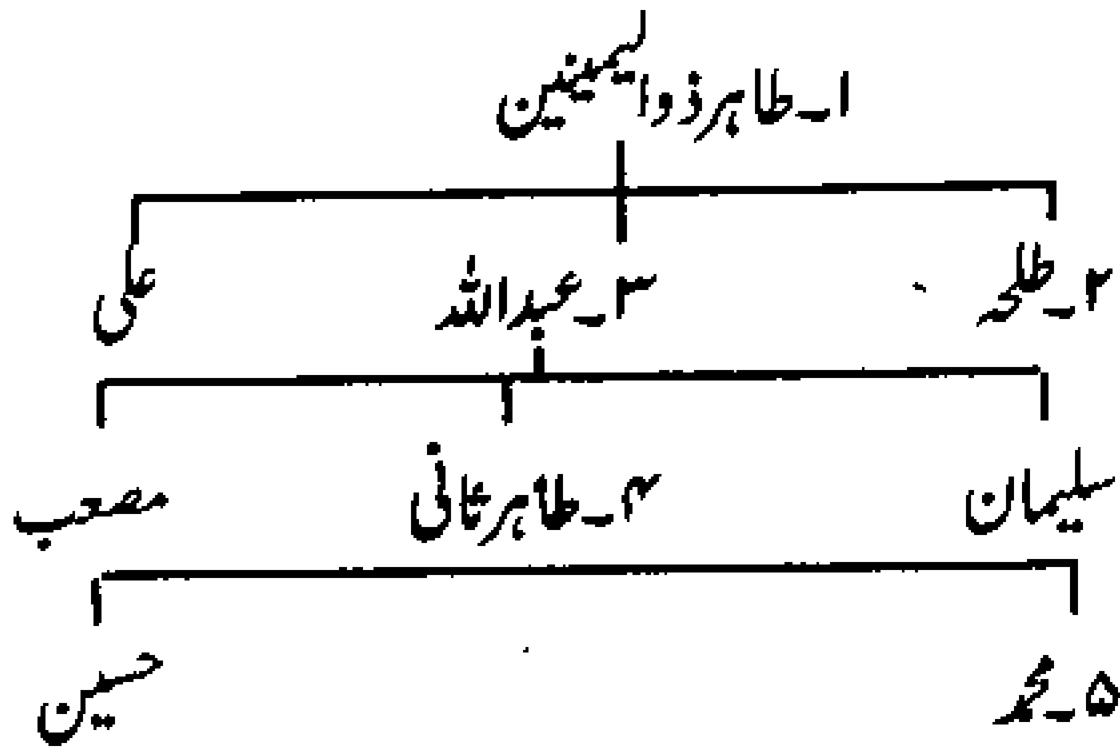
۲۰۵ھ تا ۲۵۹ھ

(۸۲۰ء تا ۸۷۲ء)

۲۰۵ھ (۸۲۰ء) میں مامون نے اپنے مشہور سردار طاہر ذوالیمینین کو جو ایک ایرانی النسل غلام زادہ تھا، خراسان کا حاکم بنا کر بھیجا اور یہیں سے طاہری سلسلہ چل پڑا۔ یہ فرمانروا ہمیشہ خلیفہ کے وفادار رہے۔ تقریباً پچاس برس تک حکومت کی اور حدود خراسان سے باہر کسی علاقے پر قبضہ جمانے کی قطعاً کوشش نہیں کی۔ اس سلسلے کو یعقوب بن لیث صفاری نے ختم کیا۔

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۲۰۵	طاہر	۸۲۰
۲۰۷	طلحہ	۸۲۲
۲۱۳	عبداللہ	۸۲۸
۲۳۰	طاہر ثانی	۸۴۴
۲۴۸۔۲۵۹	محمد	۸۶۲۔۸۷۲

شجرہ



(یہ سلسلہ صفاریوں کے ہاتھوں ختم ہوا)

۵۳۔صفاری

(ایران)

۲۵۴ھ تا ۲۹۰ھ

(۸۶۸ء تا ۹۰۳ء)

یعقوب بن لیث صفار ایک ایسی ہستی تھی جسے حُسنِ اتفاق نے ٹھٹھیاروں کی سرداری سے اٹھا کر حاکم سیستان کے (جو عباسیوں کی طرف سے مقرر تھا) کی افواج کا سردار بنا دیا اور کچھ عرصہ بعد یعنی ۲۵۴ھ (۸۶۸ء) سے ذرا پہلے سیستان کا حاکم بن بیٹھا۔ اسی سال صوبہ فارس کو شیراز سمیت فتح کیا۔ کچھ عرصہ بعد بلخ اور تخارستان پر قبضہ کر لیا۔ ۲۵۹ھ (۸۷۲ء) میں طاہروں سے خراسان چھین لیا۔ طبرستان پہ چڑھائی کرنے اور حسن بن زید کی شکست دینے کے بعد المعتمد (عباسی) کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ چنانچہ شیراز اور اہواز کے راستے سے بغداد پہ چڑھ دوڑا۔ خلیفہ کا بھائی الموفق مقابلے کے لیے نکلا اور یعقوب کو شکست ہوگئی۔ ۲۶۵ھ (۸۷۸ء) میں یعقوب اس دنیا سے چل بسا اور خلیفہ نے اس کے بھائی عمرو کو اپنی طرف سے خراسان، فارس،

کردستان اور سیستان کا حاکم مقرر کر دیا۔ جب عمرو کی طاقت کافی بڑھ گئی تو خلیفہ نے اسماعیل سامانی کو اس کی سرکوبی پہ مقرر کیا۔ چنانچہ ۲۸۷ھ (۹۰۰ء) میں اسماعیل نے عمرو کو شکست دینے کے بعد گرفتار کرلیا۔

عمرو کے بعد اس کا پوتا طاہر سیستان میں تخت امارت پر بیٹھا۔ جب ۲۹۰ھ (۹۰۳ء) میں اس نے فارس کو فتح کرنے کا ارادہ کیا تو گرفتار ہوگیا۔ اس کے بعد کسی صفاری کو یہ ہمت نہ ہوئی کہ وہ آبائی ممالک کو واگزار کرا سکے۔ گو ان کی حکومت سامانیوں نے چھین لی تھی۔ تاہم سیستان میں چھوٹے بڑے صفاری امیر مدتوں حکومت کرتے رہے۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۲۵۴	یعقوب بن لیث	۸۶۸
۲۶۵	عمرو بن لیث	۸۷۸
۲۸۷۔۲۹۰	طاہر بن محمد بن عمرو	۹۰۰۔۹۰۳

(اس سلسلے کو سامانیوں نے ختم کیا)

۵۴۔ سامانی

۲۶۱ھ تا ۳۸۹ھ

(۸۷۴ء تا ۹۹۹ء)

سامان بلخ کا ایک شریف زادہ تھا۔ خراسان کے حاکم اسد بن عبداللہ کے ہاں پہنچا۔ زرتشی مذہب کو خیر باد کہی اور مسلمان ہوگیا۔ اس کا لڑکا خراسان کی ملازمت میں شامل ہوگیا۔ اس کے لڑکے کا نام بھی اسد تھا۔

اسد بن سامان کے چار لڑکے تھے۔ جنہیں مامون عباسی بہت پسند کرتا تھا۔ چنانچہ ۲۰۴ھ (۸۱۹ء) میں خلیفہ نے چاروں بھائیوں کو کہیں نہ کہیں حاکم بنا دیا، نوح کو سمرقند دیا، احمد کو فرغانہ، یحیٰ کو چاچ اور الیاس کو ہرات۔ عقل و تدبر میں احمد سب کا سردار تھا۔ اس نے جلد ہی نوح سے

سمرقند چھین لیا اور کاشغر کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔ احمد کے دو لڑکے تھے نصر اور اسماعیل۔ موخر الذکر نے ۲۹۰ھ (۹۰۳ء) میں صفاریوں سے خراسان چھین لیا۔ طبرستان کے علوی، امیر محمد بن زید کو شکست دی اور ان تمام ممالک پہ قبضہ کر لیا جو ایک طرف صحرائے عظیم اور خلیج فارس کے درمیان واقع تھے اور دوسری طرف سرحد ہندوستان اور بغداد کے درمیان۔ اسماعیل کا زیادہ اقتدار ماوراء النہر میں تھا۔ اس کے عہد میں بخارا اور سمرقند نے وہ ترقی کی کہ ایک دنیا تہذیب وتمدن اور علوم وفنون کا درس لینے کے لیے یہاں آیا کرتی تھی۔

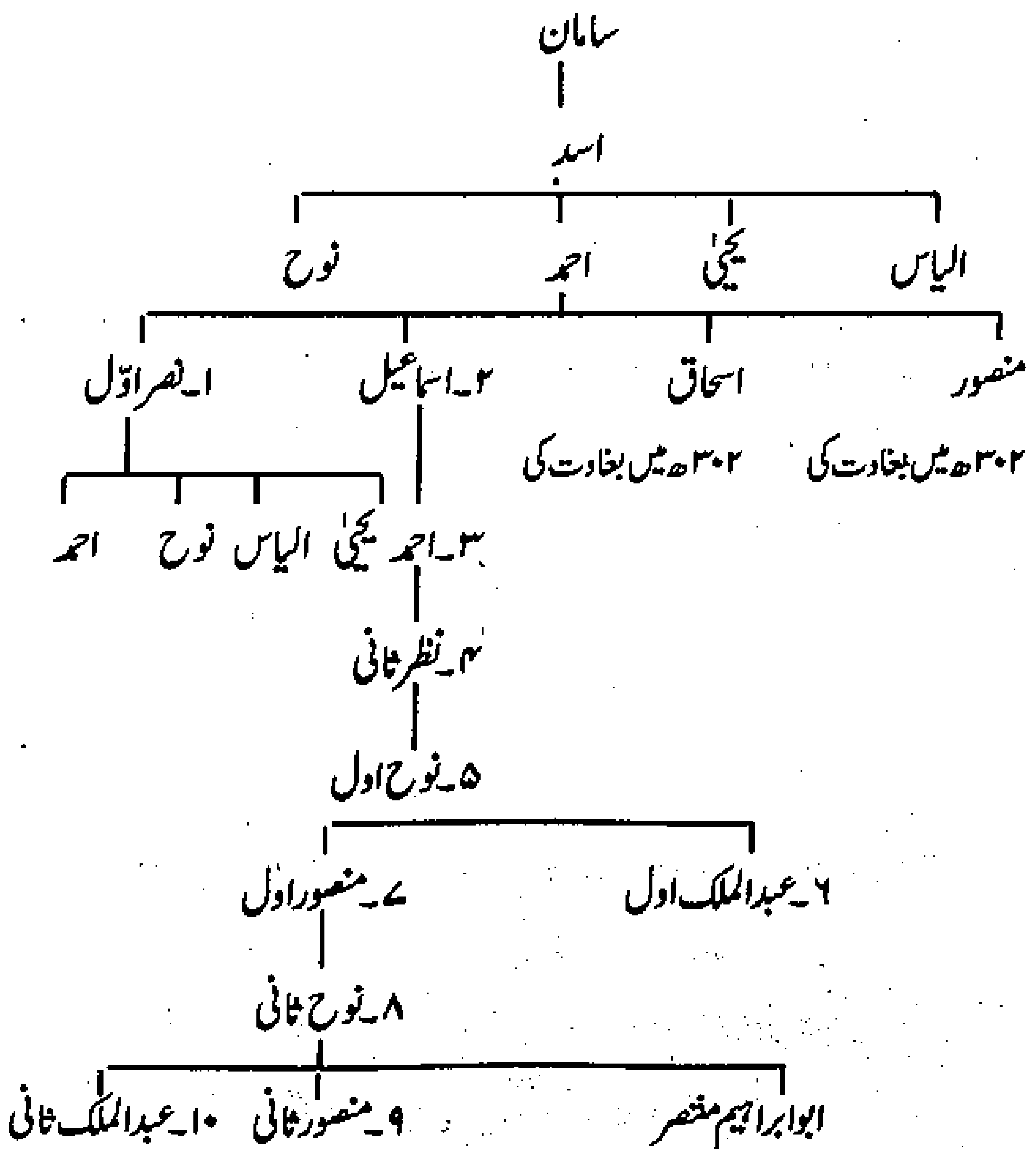
اسماعیل کے بعد خراسان وسیستان میں کچھ ایسے انقلابات آئے کہ سامانیوں کی طاقت گھٹنے لگی۔ ان کے زوال کی سب سے بڑی وجہ دیلمیوں کا عروج تھا۔ اسماعیل کی وفات کے بعد صرف پچاس برس کے عرصے میں سامانیوں کی سلطنت گھٹتے گھٹتے صرف خراسان اور ماوراء النہر تک محدود رہ گئی۔ ان کے دربار میں ترک غلاموں کی ایک کافی تعداد رہا کرتی تھی جو رفتہ رفتہ حکومت کے مالک بن گئے ان میں سے ایک کا نام الپتگین تھا۔ جس نے ۳۸۴ھ (۹۹۴ء) میں سلسلۂ غزنوی کی بنیاد ڈالی اور تمام اس علاقے پہ قبضہ کر لیا جو دریائے جیحوں کے جنوب میں واقع تھا اور جس پر سامانی قابض تھے۔ وادیٔ جیحوں کے شمالی ممالک پر ترکستان کے ایلک خانی امرا متصرف تھے۔ جب یہ ماوراء النہر میں داخل ہوئے تو ۳۸۰ھ (۹۹۰ء) میں بخارا پہ قابض ہو گئے اور ۳۸۹ھ (۹۹۹ء) تک سامانیوں کا بالکل صفایا کر ڈالا۔ البتہ ایک سامانی امیر یعنی ابو ابراہیم منصر تاج وتخت کے لیے ۳۹۵ھ (۱۱۰۴ء) تک لڑتا رہا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۲۶۱	نصر اول بن احمد	۸۷۴
۲۷۹	اسماعیل بن احمد	۸۹۲
۲۹۵	احمد بن اسماعیل	۹۰۷
۳۰۱	نصر ثانی بن احمد	۹۱۳
۳۳۱	نوح اول بن نصر	۹۴۲

۳۴۳	عبدالملک اول بن نوح	۹۵۴
۳۵۰	منصور اول بن نوح	۹۶۱
۳۶۶	نوح ثانی بن منصور	۹۷۶
۳۸۷	منصور ثانی بن نوح ثانی	۹۹۷
۳۸۹	عبدالملک ثانی بن نوح ثانی	۹۹۹

(اس سلسلے کو امرائے غزنوی اور امرائے ایلک خانی نے ختم کیا)

شجرۂ سامانیاں



۵۵۔ ترکستان کے ایلک خانی

تقریباً ۳۲۰ھ تا تقریباً ۵۶۰ھ

(تقریباً ۹۳۰ء تا تقریباً ۱۱۶۵ء)

ان امراء کے متعلق تاریخی معلومات بہت کم حاصل ہیں اور جو حاصل ہیں وہ قابل اعتماد نہیں۔ بہرحال تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ ان امراء نے ان ترکی النسل گروہوں کے ساتھ مل کر جو فرغانہ کے مشرق میں آباد تھے، چوتھی صدی ہجری میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ ان کا پایہ تخت کاشغر تھا۔ ۳۸۹ھ (۹۹۹ء) میں ایک خان نصر نے ماوراء النہر کو فتح کر کے بخارا کو دارالخلافہ بنا لیا اور یہیں سے وہ ان ممالک پہ حکومت کیا کرتا تھا۔ جو بحیرۂ خزر سے حدودِ چین تک پھیلے ہوئے تھے۔

ان امراء نے ان ولایات کو بھی مسخر کرنے کی کوشش کی۔ جو جیحوں کے جنوب میں واقع تھیں۔ لیکن ۳۹۸ھ (۱۰۰۷ء) میں سلطان محمود غزنوی سے وہ شکست کھائی کہ ماوراء النہر کاشغر اور مشرقی مغولستان ہی پر قانع ہو کر بیٹھ گئے۔

ان امراء کے دورِ حکومت میں ترکوں کے چند اور قبائل بھی ماوراء النہر میں آئے تھے جو بعد میں ایران چلے گئے۔ ان قبائل میں وہ ترک بھی شامل تھے جو بعد میں سلجوقی کہلائے۔

ایلک خانی امراء کس سال اور کس ترتیب کے ساتھ عنانِ امارت سنبھالتے رہے، ہمیں حتمی طور پر معلوم نہیں۔ اس لیے فہرست بڑی حد تک ظنی ہے۔

عبدالکریم ستق

موسیٰ بن ستق

وفات ۳۸۳۔۳۸۴ھ	شہاب الدولہ ہارون بغرا خان بن سلیمان
تقریباً ۳۸۹۔۴۰۰ھ	ابوالحسن نصر اول بن علی
تقریباً ۴۰۱۔۴۰۷ھ	قطب الدولہ ابونصر احمد اول بن علی
تقریباً ۴۰۳۔۴۰۸ھ	شرف الدین طغان بن علی
	ابوالمنصر ارسلان خان اول بن علی

وفات ۴۲۳ھ	یوسف خضر خان اول
تقریباً ۴۲۱_۴۲۴ھ	شرف الدولہ ابو شجاع ارسلان خان ثانی
تقریباً ۴۲۵_۴۳۵ھ	محمود اول بغرا خاں

مغربی علاقوں میں

جغرا تکین

تقریباً ۴۴۰_۴۶۰ھ	ابو المظفر عماد الدولہ ابراہیم طفغاج بن نصر
وفات ۴۷۲ھ	شمس الملوک نصر ثانی بن طفغاج
	خضر خاں بن طفغاج
وفات ۴۸۸ھ	احمد خان ثانی بن خضر
وفات ۴۹۰_۴۹۵ھ	محمود خاں ثانی
وفات ۴۹۵ھ	خضر خاں ثانی بن عمر بن احمد
	محمود ارسلان خان ثالث بن سلیمان
	ابو المعالی حسن تکین بن علی
	رکن الدین محمود خاں ثالث بن ارسلان
تقریباً ۵۵۸ھ	قلیچ طفغاج خان بن محمد
	جلال الدین علی گورگان بن حسن تکین

مشرقی علاقوں میں

۴۳۹_۴۵۵ھ	طغرل خاں بن یوسف خضر خاں
۴۵۵	طغرل تکین بن طغرل
۴۵۵؟ ۴۹۶ھ	ہارون بغرا خاں بن یوسف خضر خاں
	نور الدولہ احمد بن ارسلان

۵۶۔ آلِ زیار

(محمد جان)

۳۱۶ھ تا ۴۳۴ھ

(۹۲۸ء تا ۱۰۴۲ء)

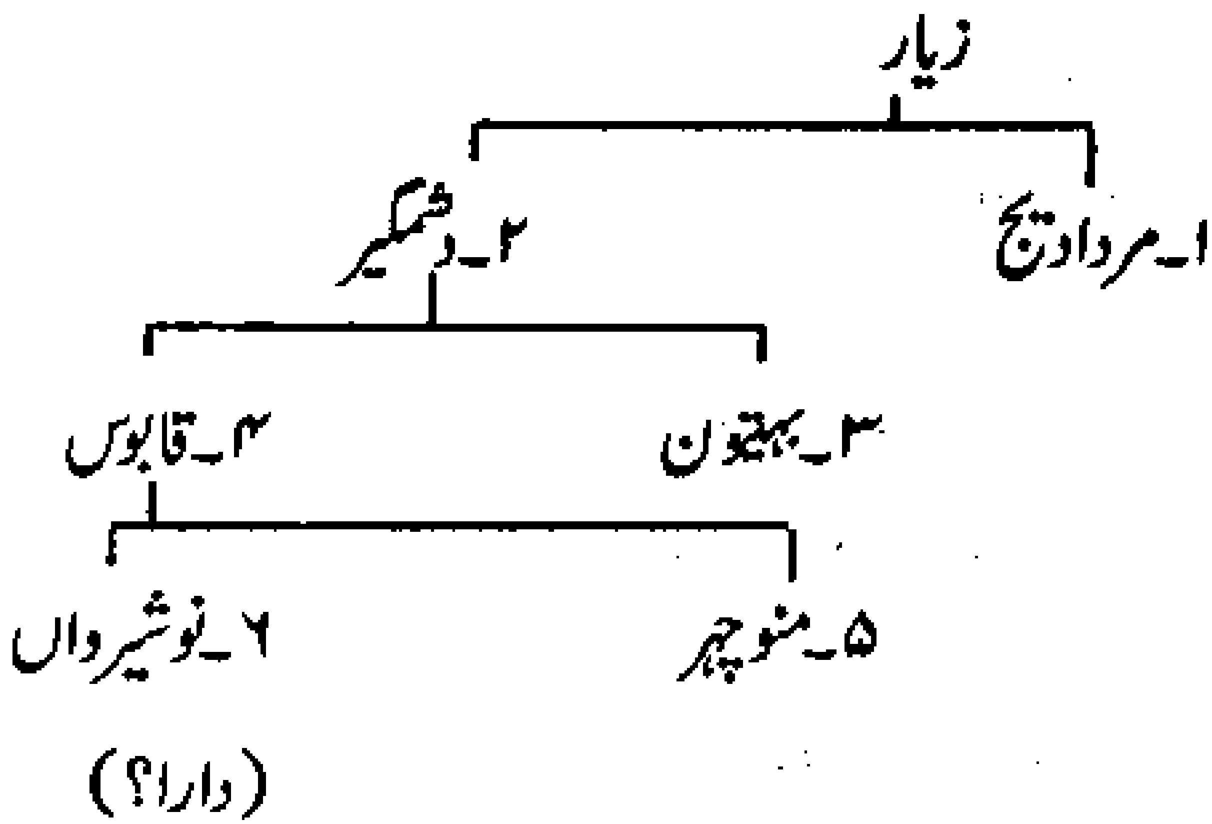
بحرِ خزر کے جنوبی ساحل پر خلفاء کا مکمل قبضہ کبھی بھی نہیں ہوا تھا۔ اس لیے کہ طرفدارانِ آلِ علیؑ ان علاقوں میں بغاوت کی بھٹی کو عموماً گرم رکھتے تھے اور ایک خود مختار سلطنت کی داغ بیل ڈالنے کی کوششوں میں مصروف رہتے تھے۔ (ملاحظہ ہوں حالات بنی ساج اوراق گذشتہ میں) سامانیوں نے بھی ان علاقوں پر چڑھائی کی لیکن خلفاء کی طرح انہیں بھی پوری کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ ان حالات سے فائدہ اٹھا کر مرداویج بن زیار نے جو اپنے آپ کو پرانے بادشاہوں کی پشت سے تصور کرتا تھا۔ طبرستان اور جرجان کو آزاد کرا لیا اور کچھ عرصے تک اصفہان و ہمدان پر بھی قابض رہا۔ ۳۱۶ھ اور ۳۱۹ھ (۹۲۸ء، ۹۳۱ء) کے درمیانی عرصے میں مغربی ایران کو حلوان تک (جو عراق کی سرحد پر واقع ہے) فتح کر لیا۔

آغاز میں آلِ بویہ مرداویج کی ملازمت میں تھے اور مرداویج نے علی بن بویہ کو کرج کا حاکم مقرر کیا تھا۔ بظاہر ہر مرداویج خلیفۂ عباسی کی اطاعت کا دم بھرتا تھا لیکن اس کا بھائی وشمگیر سامانیوں کا مطیع تھا۔

جب ۳۲۰ھ (۹۳۲ء) میں آل بویہ کا اقتدار شروع ہوا تو آل، زیار کی سلطنت سمٹ کر جرجان و طبرستان تک محدود ہوگئی۔ موید الدولہ دیلمی نے قابوس کو اٹھارہ برس ۳۷۱ھ۔ ۳۸۹ھ تک اپنے ملک سے باہر رکھا اور جب وہ واپس آیا تو اپنے علاقوں پر بشمولیت گیلان قابض ہو گیا۔ قابوس کے بعد اس کی اولاد حکومت کرتی رہی۔ یہاں تک کہ غزنویوں نے ان کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۳۱۶	مرداویج بن زیار	۹۲۸
۳۲۳	ظہیر الدین ابو منصور دشمگیر	۹۳۵
۳۵۶	بیستون	۹۶۷
۳۶۶	شمس المعالی قابوس	۹۷۶
۴۰۳	فلک المعالی منوچہر	۱۰۱۲
۴۲۰۔۴۳۴	نوشیرواں (دارا؟)	۱۰۲۹۔۱۰۴۲

شجرہ



۵۷۔ بنی حسنویہ

(کردستان)

تقریباً ۳۴۸ھ تا ۴۰۶ھ

(۹۵۹ء تا ۱۰۱۵ء)

حسنویہ بن حسین بُزرکانی ایک کُردی النسل امیر تھا۔ جس نے بنی مروان کی طرح چوتھی صدی میں اقتدار حاصل کرلیا اور اسی صدی کے نصف اول میں دینور، ہمدان، نہاوند، قلعہ سرماج

اور کردستان کے بہت بڑے حصے پر قابض ہو گیا تھا۔ اس کی طاقت یہاں تک بڑھ گئی کہ سلاطین بویہہ بھی اس سے گھبراتے تھے۔ گوحسنویہ کی وفات کے بعد عضد الدولہ دیلمی نے اس کے ممالک پر قبضہ کر لیا تھا لیکن ان علاقوں کی حکومت حسنویہ کے لڑکے بدرہی کے حوالے کر دی تاکہ کوئی فتنہ نہ اٹھ پڑے۔ بدر نے بہت جلد اپنی طاقت میں مزید اضافہ کر لیا۔ خلیفہ عباسی نے اسے ناصر الدولہ کے لقب سے نوازا۔ ۴۰۵ھ (۱۰۱۴ء) میں اس کا پوتا ظاہر اس کا جانشین بنا۔ لیکن ایک برس سے زیادہ حکومت نہ کر سکا۔ اس لیے کہ شمس الدولہ دیلمی نے اس کے ممالک کو فتح کر کے پہلے اسے ملک سے باہر نکال دیا۔ پھر قتل کر ڈالا۔

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۳۴۸	حسنویہ بن حسین	۹۵۹
۳۶۹	ناصر الدولہ ابوالنجم بدر بن حسنویہ	۹۷۹
۴۰۵۔۴۰۶	ظاہر بن ہلال (وفات ۴۰۵ھ) بن بدر	۱۰۱۴۔۱۰۱۵

(اس سلسلے کو آلِ بویہہ نے ختم کیا)

۵۸۔ آلِ بویہہ

(جنوبی ایران و عراق)

۳۲۰ھ تا ۴۴۷ھ

(۹۳۲ء تا ۱۰۵۵ء)

بویہہ دیلم کی سطح مرتفع کا باشندہ اور ایک جنگ جو قبیلے کا سردار تھا۔ وہ اپنے آپ کو قدیم بادشاہوں کی اولاد سمجھتا تھا۔ بحرِ خزر کے ساحلی علاقوں میں جب بھی خلفاء کے خلاف فتنہ بغاوت اٹھتا تو یہ اس میں شامل ہو جاتا تھا۔ ۳۱۸ء میں سامانیوں کی ملازمت چھوڑ کر مرداویج زیاری کے دربار میں آ گیا۔ مرداویج نے اس کے لڑکے علی عماد الدولہ کو کرج کا حاکم مقرر کر دیا۔

علی گیلی و دیلمی سرداروں کی کمک ہمراہ لے کر جنوب کی طرف چل دیا۔ اصفہان پہ قبضہ

جمایا۔ ۳۲۰ھ (۹۳۲ء) میں ارجاں اور ۳۲۱ھ میں نوبند جان فتح کیا۔ اس کے بھائی حسن رکن الدولہ نے عرب افواج کو کازرون سے باہر نکال دیا۔ پھر یہ دونوں بھائی مشرق کی طرف چل دیے۔ ان کا تیسرا بھائی احمد معزالدولہ بھی ان کے ساتھ شامل ہوگیا اور خلیفہ ان بھائیوں کو اپنا سردار بنانے پر مجبور ہوگیا۔ جب معزالدین کرمان اور اہواز کو فتح کرنے کے بعد ۳۳۴ھ (۹۴۵ء) میں بغداد پہنچا تو خلیفہ مستکفی نے نہ صرف ان بھائیوں کو عمادالدولہ، رکن الدولہ اور معزالدولہ کے القاب سے نوازا، بلکہ معزالدولہ کو امیر الامراء کے بلند منصب پر بھی فائز کردیا۔ یہ القاب آلِ بویہ کے بعض دیگر امراء کو بھی دیے گئے تھے۔

بعض مورخ امراء بویہ کو سلاطین بویہ لکھتے ہیں۔ لیکن یہ خلاف حقیقت ہے۔ اس لیے کہ ان کے مسکوکات پر امیر اور ملک کا لقب تو ملتا ہے۔ لیکن سلطان کا ذکر کہیں موجود نہیں۔ علاوہ ازیں بغداد میں امراء سے بویہ کا رویہ سلاطین جیسا نہ تھا۔ ہر چند کہ آلِ بویہ شیعہ تھے اور خلفاء ان کے ہاتھوں میں کھلونا بنے ہوئے تھے۔ لیکن پھر بھی یہ لوگ خلفاء کا ظاہری احترام پوری طرح کرتے تھے۔

امرائے بویہ کے دور میں ایران و عراق کی تقسیم کس طرح ہوئی، اس کی تفصیل جداول میں دیکھیے۔ ان جداول سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ ان امراء میں آگے چل کر کس قدر اختلاف پیدا ہوگئے تھے۔ یہی اختلافات ان کے ضعف کا سبب بنے۔ یہاں تک کہ سلجوقیوں، غزنویوں اور ویائمہ کاکویہ نے ان کا صفایا کردیا۔

الف۔ دیار فارس

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۳۲۰	عمادالدولہ ابوالحسن علی	۹۳۲
☆۳۳۸	عضدالدولہ ابوشجاع خسرو	۹۴۹
☆۳۷۲	شرف الدولہ ابوالفوارس شیر ذیل	۹۸۲
☆۳۷۱	صمصام الدولہ ابوکالیجار مرزبان	۹۸۹

۳۸۸☆	بہاؤالدولہ (ملکِ عراق)	۹۹۸
۴۰۳☆	سلطان الدولہ ابوشجاع	۱۰۱۲
۴۱۵☆	عمادالدولہ ابوکالیجار مرزبان	۱۰۲۴
۴۴۰-۴۴۷☆	ابونصر خسرو فیروز رحیم	۱۰۴۸-۱۰۵۵

ب۔ دیالمہ عراق واہواز وکرمان

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۳۲۰	معزالدولہ ابوالحسین احمد	۹۳۲
۳۵۶	عزالدولہ بختیار	۹۶۷
۳۶۷	عضدالدولہ (ملک فارس)	۹۷۷
۳۷۲	شرف الدولہ (ملک فارس)	۹۸۲
۳۷۹	بہاؤالدولہ ابونصر فیروز	۹۸۹
۴۰۳	سلطان الدولہ (ملک فارس)	۱۰۱۲

عراق☆

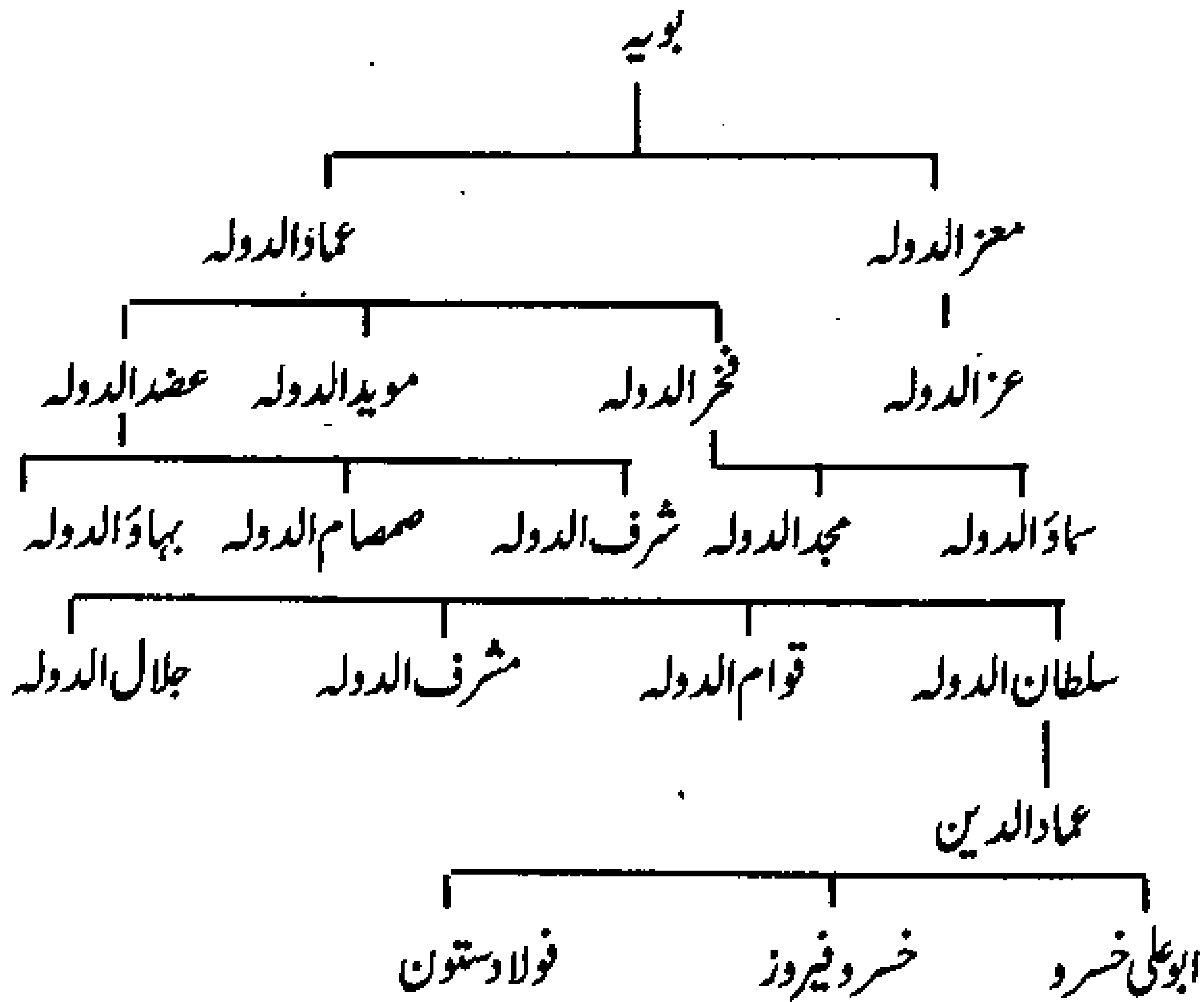
سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۱۱	مشرف الدولہ	۱۰۲۰
۴۱۶	جلال الدولہ	۱۰۲۵
۴۳۵	عمادالدین (ملک فارس)	۱۰۴۳
۴۴۰-۴۴۷	ابونصر خسرو فیروز (ملک فارس)	۱۰۴۸-۱۰۵۵

کرمان

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۰۳	قوام الدولہ ابوالفوارس	۱۰۱۲
۴۱۹	عماد الدین (ملک فارس)	۱۰۲۸
۴۴۰_۴۴۸	ابومنصور فولادستون	۱۰۴۸_۱۰۵۶
	ج۔ دیالمہ رے وہمدان واصفہان	
۳۲۰	رکن الدولہ ابوعلی حسن	۹۳۲
۳۶۶_۳۷۳	موید الدولہ ابومنصور (صرف اصفہان)	۹۷۶_۹۸۳
۳۶۶	فخر الدولہ ابوالحسن علی	۹۷۶
	(اصفہان پر ۳۷۳ھ میں قبضہ)	
۳۸۷_۴۲۰	مجد الدولہ ابوطالب رستم	۹۹۷_۱۰۲۹
	(محمود غزنوی نے اسے معزول کر دیا تھا)	
۳۸۷	شمس الدولہ ابوطاہر (صرف ہمدان)	۹۹۷
تقریباً ۴۱۲_۴۱۴	سماء الدولہ ابوالحسن	۱۰۲۱_۱۰۲۳
	(اسے ابن کاکویہ نے معزول کیا)	

(دیالمہ کو غزنویوں، سلجوقیوں اور آل کاکویہ نے مٹا دیا)

شجرہ



۵۹۔ دیالمہ کاکویہ

(کردستان)

۳۹۸ھ تا ۴۴۳ھ

(۱۰۰۷ء تا ۱۰۵۱ء)

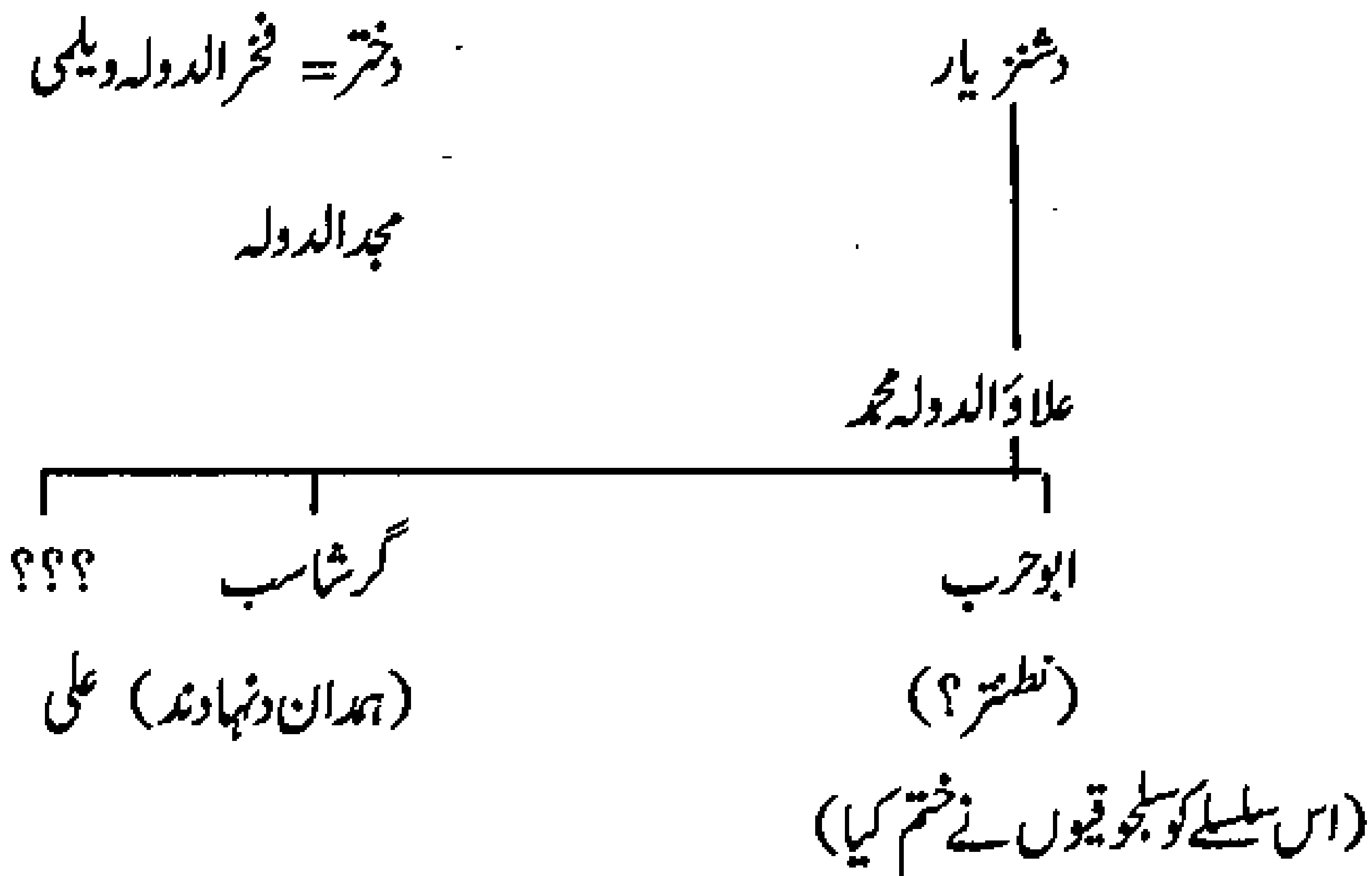
محمد بن دشمنزیار جو ابن کاکویہ کے نام سے مشہور ہے۔ مجدالدولہ دیلمی کے ماموں کا لڑکا تھا۔ جب سماءالدولہ تخت سلطنت سے دست بردار ہو گیا تو ۴۱۴ھ (۱۰۲۳ء) میں ابن کاکویہ ہمدان پہ قابض ہو کر سماءالدولہ کی جگہ بیٹھ گیا۔ اصفہان پر یہ ۳۹۸ھ (۱۰۰۷ء) سے قابض چلا آتا تھا۔

محمد بن کاکویہ کے لڑکے اصفہان، ہمدان، یزد اور نہاوند پر کئی برس تک حکومت کرتے رہے۔ آخر جب ۴۴۳ھ (۱۰۵۱ء) میں سلجوقیوں نے ان علاقوں پہ قبضہ کیا تو یہ سلسلہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔

ممالک دیالمہ کی جغرافیائی تقسیم

اصفہان	رے وہمدان	کرمان-اہواز وعراق	فارس
۳۲۰ رکن الدولہ		۳۳۰ معز الدولہ	۳۲۰ عماد الدولہ
			۳۳۸ عضد الدولہ
		۳۵۶-عز الدولہ	
۳۶۶ موید الدولہ	۳۶۶ فخر الدولہ	۳۶۷-عضد الدولہ	
۳۷۳		۳۷۲-شرف الدولہ	
		۳۷۹-بہاؤ الدولہ	۳۷۹ صمصام الدولہ
		۳۸۸-بہاؤ الدولہ	
		کرمان ۴۰۳ قوام الدولہ	۴۰۳ سلطان الدولہ
۳۸۷-مجد الدولہ ۳۹۸-آل کاکویہ	۳۸۷ شمس الدولہ		۴۲۱-شرف الدولہ
	۴۱۲-سماء الدولہ ۴۱۴ (آل کاکویہ)	۴۱۹-عماد الدین	۴۱۶-جلال الدولہ ۴۳۵ ۴۱۵-عماد الدین
(اس شعبے کو غزنویوں نے ختم کیا)		۴۴۰-(فولاد ستون)	۴۴۰-۴۴۷-خسرو فیروز (جسے سلاجقہ نے شکست دی)

۳۹۸	علاؤالدولہ ابوجعفر محمد	۱۰۰۷
۴۴۳۔۴۱۲	ظہیرالدین ابومنصور فرامرز	۱۰۵۱۔۱۰۴۱



(اس سلسلے کو سلجوقیوں نے ختم کیا)

۱۔ اصفہان اور ہمدان کے درمیان ایک موضع کا نام کرج تھا۔ جسے آج کل کرہ رود کہتے ہیں۔اس موضع کی بنیاد عیسیٰ بن ادریس خزاعی عجلی نے جو کوفہ کا ایک عرب تھا۔ خلیفۂ مہدی کے عہد میں ڈالی تھی۔ عیسیٰ اور اس کے لڑکے اصفہان کے قرب وجوار میں ڈاکے ڈالا کرتے تھے۔آخر عیسیٰ نے اس کام سے توبہ کرلی اور ایک پُرامن شہری کی طرح کرج میں مقیم ہوگیا۔اسی کی کوششوں سے کرج کی نہر تیار ہوئی۔اس کے بیٹے کا نام ابودُلف تھا۔ جس نے کرج کو ایک اچھا خاصا شہر بنادیا۔ابودلف کی وفات ۲۲۵ھ میں ہوئی تھی۔(سمعانی)

۲۔ سیستان کو سجستان یا نیمروز بھی کہتے ہیں۔

☆۔ یہ امراء عراق اور بعض دیگر علاقوں پہ بھی حکومت کرتے رہے۔

باب ہشتم

٦٠ ۔ سلاجقہ

پانچویں صدی ہجری سے آٹھویں صدی ہجری تک
(گیارہویں صدی عیسوی سے چودہویں صدی عیسوی تک)

الف۔ سلاجقۂ بزرگ ایران

ب۔ سلاجقۂ کرمان

ج۔ سلاجقۂ شام

د۔ سلاجقۂ عراق

ہ۔ سلاجقۂ روم

٦١۔ امرائے دانشمندیہ

باب ہشتم

۶۰۔ سلاجقہ

(مغربی ایشیا)

۴۲۹ھ تا ۷۰۰ھ

(۱۰۳۷ء تا ۱۳۰۰ء)

اسلامی تاریخ میں سلجوقیوں کا ظہور ایک نہایت اہم واقعہ ہے۔ یوں سمجھیے کہ یہ زمانہ اسلام کی حیات ثانیہ کا دور تھا۔ جب سلجوقی اٹھ رہے تھے تو خلافت بیٹھ رہی تھی اور کسی اسلامی فرمانروا میں یہ ہمت باقی نہیں رہی تھی کہ وہ تمام اسلامی ممالک کو ایک حکومت کے نیچے متحد دیکھ سکے۔ اسلامی ممالک چھوٹی چھوٹی سلطنتوں میں بٹ چکے تھے۔ صرف خلفائے فاطمی کی سلطنت کافی وسیع تھی لیکن ان کے تعلقات بھی خلفائے عباسیہ کے ساتھ اچھے نہیں تھے اور یہ ایک دوسرے کے مدِ مقابل بنے ہوئے تھے۔

ہسپانیہ، افریقہ اور مصر کا بہت بڑا حصہ خلفاء کے اثر سے آزاد ہو چکا تھا۔ شمالی شام اور الجزیرہ پر چند باغی قبائل قابض تھے۔ جن کے بعض امرا نے نئے سلسلوں کی بنیاد ڈال دی تھی۔ ایران میں بھی مختلف امراء کی حکومتیں قائم ہو چکی تھیں۔ امرائے بویہہ کی طاقت ٹوٹ چکی تھی۔ یہ امراء شیعہ ہونے کی وجہ سے خلفائے عباسی کا دلی احترام نہیں کرتے تھے۔ اس وقت ان کے چند ایک بے کار سے امیر برسرِ اقتدار رہ گئے تھے۔ جن کا کام ایک دوسرے سے لڑنا تھا۔ سیاسی انتشار کے علاوہ مختلف فرقوں نے مذہبی وحدت کا شیرازہ بھی بکھیر کر رکھ دیا تھا۔ یہ تھے وہ امراض جو ملتِ اسلامیہ کو لاحق ہو چکے تھے۔ ان سب کا علاج سلجوقیوں نے مہیا کیا۔

سلجوقی جدید طرز معیشت کے خوگر تھے اور شہری تمدن سے محض بیگانہ اسی مدت میں انہوں اسلام قبول کیا۔ چونکہ اسلام میں نئے نئے داخل ہوئے تھے۔ اس لیے اسلام سے انہیں گہری محبت

تھی اور یہی وہ جذبہ تھا۔ جس کے زیر اثر یہ جاں بلب حکومت کی امداد کو دوڑے اور اسے نشاۃ ثانیہ عطا کی۔

سلجوقیوں نے ایران، الجزیرہ، شام اور ایشیائے صغیر پر حملہ کیا اور جو چھوٹی موٹی حکومت راستے میں آئی۔ اس کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں۔ نتیجتاً تمام اسلامی ایشیا کو افغانستان کی مغربی سرحد سے بحیرۂ روم کے ساحل تک ایک سلطنت بنا ڈالا۔ اسلامی عساکر میں غیرت و تعصب کی نئی روح پھونک دی اور مشرقی روما (جس نے از سر نو مسلمانوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کر رکھی تھی کا گھمنڈ توڑ کر رکھ دیا۔ سلاجقہ کے یہی وہ کارنامے ہیں جن کی بنا پر اسلام کی۔۔۔۔ تاریخ میں انہیں مقام بلند حاصل ہوا۔

سلجوقیوں کے سرپرستِ اعلیٰ سلجوق بن تقاق ایک ترکمان سردار تھا۔ یہ ترکستان کے کسی امیر کے ہاں رہتا تھا۔ آخر دشت قرقیز کو چھوڑ کر یہ جند کی طرف چلا گیا اور وہاں سے بخارا پہنچا۔ جہاں اس نے بہ رغبت تمام اسلام قبول کیا۔

سلجوق، اس کے بیٹے اور پوتے ان لڑائیوں میں شامل ہوتے رہے جو محمود غزنوی ایلک خانی امیروں اور سامانیوں میں ہوتی رہیں اور اس طرح طغرل بیگ اور اس کے بھائی جغری بیگ نے کافی اقتدار حاصل کر لیا تھا۔ آخر اپنے قبیلے کے نوجوانوں کو ہمراہ لے کر خراسان پہ حملہ کیا۔ غزنویوں نے پلٹ پلٹ کر حملے کیے۔ لیکن شکست کھا کر بھاگ گئے اور سلجوقیوں نے ان علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

۴۲۹ھ (۱۰۳۷ء) میں مرو کے خطیب نے جغری بیگ داؤد کے نام کا خطبہ پڑھا اور اسے سلطان سلاطین کے لقب سے یاد کیا۔ نیشاپور میں یہی مراسم طغرل کے لیے ادا کیے گئے۔ سلجوقیوں نے بہت تھوڑے وقت میں بلخ جرجان، طبرستان اور خوارزم پہ قبضہ کر لیا۔ ۴۳۳ھ اور ۴۳۷ ہجری کے درمیانی عرصے میں دینور، جبل، حلوان، رے اور اصفہان پہ قابض ہو گئے ۴۴۷ھ (۱۰۵۵ء) میں طغرل بیگ بغداد پہنچا۔ جہاں تمام مساجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور اسے سلطان کے لقب سے یاد کیا گیا۔

ترکی قبائل بھی آہستہ آہستہ سلجوقیوں کے حلقۂ اطاعت میں آگئے اور اس طرح تمام سلجوقی ایشیا افغانستان کی آخری سرحد سے لے کر ممالک رومہ تک جس میں ایشیائے صغیر اور ۴۷۰ھ (۱۰۷۷ء) سے پہلے کے فاطمی مقبوضات بھی شامل تھے۔ سلاجقہ کے نیچے واحد سلطنت بن گیا۔

طغرل بیگ۔ الپ ارسلان اور ملک شاہ اس وسیع سلطنت پر حکومت کرتے رہے۔ لیکن ملک شاہ کی وفات کے بعد برکیارق اور محمد کے درمیان جنگ شروع ہوگئی اور کئی سلجوقی خاندانوں نے خودمختاری کا اعلان کر دیا۔ بایں ہمہ تمام سلجوقی امراء و رؤساء اسی شعبے کے حکمران کو اپنا رئیس سمجھتے رہے۔ گو سلاجقہ بزرگ کے آخری فرمانروا سنجر کی حکومت صرف خراسان تک محدود تھی لیکن تمام دیگر امراء اس کی وفات (۵۵۲ھ۔ ۱۱۵۷ء) تک رسماً اس کی اطاعت کا دم بھرتے رہے۔

کرمان، عراق، شام اور روم کے سلجوقی اسی خاندان کی شاخیں تھیں۔ سلجوقیوں کے چند اور افراد بھی آذربائیجان، تخارستان اور چند دیگر علاقوں پر حکمران رہے ہیں۔ مشرق میں خوارزم شاہیوں نے سلجوقیوں کی طاقت کو کچل ڈالا۔ آذربائیجان، فارس، الجزیرہ اور دیار بکر میں اتابک (جو سلجوقی افواج میں سپہ سالار رہتے تھے) اپنے آقاؤں کے جانشین بن گئے اور روم کے سلجوقیوں کو عثمانی ترکوں نے ۷۰۰ھ (۱۳۰۰ء) میں ختم کر ڈالا۔

الف۔ سلاجقہ بزرگ

۴۲۹ھ تا ۵۵۲ھ

(۱۰۳۷ء تا ۱۱۵۷ء)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۲۹	رکن الدین ابوطالب طغرل بیگ	۱۰۳۷
۴۵۵	عضد الدین ابوشجاع الپ ارسلان	۱۰۶۳
۴۶۵	جلال الدین ابوالفتح ملک شاہ	۱۰۷۲
۴۸۵	ناصر الدین محمود	۱۰۹۲

۴۸۷	رکن الدین ابوالمظفر برکیارق	۱۰۹۴
۴۹۸	ملک شاہ ثانی	۱۱۰۴
۴۹۸	غیاث الدین ابوشجاع محمدؒ	۱۱۰۴
۵۵۱-۵۵۲	معزالدین ابوالحارث سنجرؒ	۱۱۱۷-۱۱۵۷

(اس شاخ کو خوارزم شاہیوں نے ختم کیا)

ب۔ سلاجقۂ کرمان

۴۳۳ھ تا ۵۸۳ھ

(۱۰۴۱ء تا ۱۱۷۸ء)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۳۳	عمادالدین قرا ارسلان قادرو بیگ	۱۰۴۱
۴۶۵	کرمان شاہ	۱۰۷۲
۴۶۷	حسین	۱۰۷۴
۴۶۷	رکن الدین سلطان شاہ	۱۰۷۴
۴۷۷	توران شاہ	۱۰۸۴
۴۹۰	ایران شاہ	۱۰۹۷
۴۹۴	ارسلان شاہ	۱۱۰۰
۵۳۶	مغیث الدین محمد اول	۱۱۴۱
۵۵۱	محی الدین طغرل شاہ	۱۱۵۶
۵۶۳	بہرام شاہ۔ ارسلان شاہ۔ ترکان شاہ (ایک دوسرے کے رقیب)	۱۱۶۷
۵۸۳	محمد شاہ ثانی	۱۱۸۷

(اس شاخ کو ترکانِ غز نے ختم کیا)

ج۔ سلاجقۂ شام

۴۸۰ھ تا ۵۱۱ھ

(۱۰۹۴ء تا ۱۱۱۷ء)

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۴۸۷	تتش بن الپ ارسلان	۱۰۹۴
۴۸۸	رضوان بن تتش (حلب)	۱۰۹۵
	وقاق بن تتش (دمشق) ۴۸۸ھ۔۴۹۷ھ	
۵۰۷	الپ ارسلان الاخرس بن رضوان	۱۱۱۳
۵۰۸۔۵۱۱	سلطان شاہ بن رضوان	۱۱۱۴۔۱۱۱۷

(اس شاخ کو اتابکانِ بوری اور امرائے ارتق نے ختم کیا)

د۔ سلاجقۂ عراق و کردستان

۵۵۱ھ تا ۵۹۰ھ

(۱۱۱۷ء تا ۱۱۹۴ء)

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۵۱۱	مغیث الدین محمود	۱۱۱۷
۵۲۵	غیاث الدین داؤد	۱۱۳۱
۵۲۶	طغرل اول	۱۱۳۲
۵۲۷	غیاث الدین مسعود	۱۱۳۳
۵۴۷	معین الدین ملک شاہ	۱۱۵۲

۵۴۸	محمد	۱۱۵۳
۵۵۴	سلیمان شاہ	۱۱۵۹
۵۵۶	ارسلان شاہ	۱۱۶۱
۵۹۰-۵۷۳	طغرل ثانی	۱۱۹۴-۱۱۷۷

(اس شاخ کو بھی خوارزم شاہیوں نے ختم کیا)

ہ۔ سلاجقۂ روم (ایشیائے صغیر)

۴۷۰ھ تا ۷۰۰ھ

(۱۰۷۷ء تا ۱۳۰۰ء)

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۴۷۰	سلیمان اول بن قتلمش	۱۰۷۷
۴۷۹	بدامنی کا دور	۱۰۸۶
۴۸۵	قلج ارسلان داؤد	۱۰۹۲
۵۰۰	ملک شاہ اوّل	۱۱۰۶
۵۱۰	مسعود اوّل	۱۱۱۶
۵۵۱	عزالدین قلج ارسلان ثانی	۱۱۵۶
۵۸۴	قطب الدین ملک شاہ ثانی	۱۱۸۸
۵۸۸	غیاث الدین کیخسرو اول	۱۱۹۲
۵۹۷	رکن الدین سلیمان ثانی	۱۲۰۰
۶۰۰	قلج ارسلان ثالث	۱۲۰۳
۶۰۱	کیخسرو اول (دوبارہ)	۱۲۰۴
۶۰۷	عزالدین کیکاؤس اوّل	۱۲۱۰

۶۱۶	علاؤالدین کیقباد اوّل	۱۲۱۹
۶۳۴	غیاث الدین کیخسرو ثانی	۱۲۳۶
۶۴۳	عزالدین کیکاؤس ثانی	۱۲۴۵
۶۵۵	رکن الدین قلیج ارسلان رابع	۱۲۵۷
۶۶۶	غیاث الدین کیخسرو ثالث	۱۲۶۷
۶۸۲	غیاث الدین مسعود ثانی	۱۲۸۳
۶۹۶۔۷۰۰	علاؤالدین کیقباد ثانی	۱۲۹۶۔۱۳۰۰

(یہ شاخ مغلوں اور عثمانی ترکوں کے ہاتھوں ختم ہوئی)

۶۱۔امرائے دانشمندیہ

سیواس، قیساریہ، ملاطیہ

۴۹۰ھ تا ۵۶۰ھ

(۱۰۹۷ء تا ۱۱۶۵ء)

جب سلجوقی ایشیائے صغیر میں اپنی طاقت کا جال بچھا رہے تھے عین اس وقت ترکی النسل امیر گمشت گین بن دانشمند نے کاپادوکیا کے علاقے یعنی سیواس، قیساریہ اور ملاطیہ میں ایک چھوٹی سی حکومت کی بناء ڈال دی اور ایک موقع پر فرانسیسوں کو سخت شکست دی۔ اس کے جانشینوں نے صلیبی لڑائیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ لیکن ان کے پڑوسیوں یعنی روم کے سلجوقیوں نے بہت جلد ان کا خاتمہ کر ڈالا۔

سلجوق

سلاجقہ بزرگ

- ارسلان بیغو
  - قتلمش
    - سلاجقہ روم
      - ۱-سلیمان اول
        - ۲-قلج ارسلان داؤد
          - ۳-ملک شاہ اول
          - ۴-مسعود اول
            - ۵-قلج ارسلان ثانی (سلاجقہ ارزنۃ الروم)
              - الف-طغرل
                - ب-جہان شاہ
              - ج-قیصر
              - ۸-سلیمان شاہ
                - ۹-قلج ارسلان ثالث
              - ۷-کیخسرو
                - ۱۰-کیکاؤس اول
                - ۱۱-کیقباد
                  - ۱۲-کیخسرو ثانی
                    - ۱۳-کیکاؤس ثانی
                      - ۱۶-مسعود ثانی
                    - ۱۴-قلج ارسلان رابع
                      - ۱۵-کیخسرو ثالث
                    - ۱۷-کیقباد ثانی
              - ۶-ملک شاہ ثانی
- میکائیل
  - ۱-طغرل بیگ
  - جغری بیگ داؤد
    - ۱-قاورد (سلاجقہ کرمان)
      - ۲-کرمان شاہ
        - ۷-ارسلان شاہ اول
          - ۸-محمد اول
            - ۹-طغرل
              - ۱۰-الف-ارسلان شاہ ثانی
              - ۱۰-ب-بہرام شاہ
                - ۱۱-محمد
              - ۱۰-ج-توران شاہ ثانی
          - طغرل
        - ۳-حسین
      - ۵-توران شاہ
        - ۶-ایران شاہ
      - ۴-سلطان شاہ
    - ۲-الپ ارسلان
      - ۳-ملک شاہ
        - ۴-محمد
          - سلاجقہ عراق
            - ۱-محمود
              - ۲-داؤد
              - ۵-ملک شاہ
              - ۶-محمد
            - ۳-طغرل اول
              - ۸-ارسلان شاہ
                - ۹-طغرل ثانی
            - ۴-مسعود
            - ۷-سلیمان شاہ
            - سلجوق شاہ
        - ۵-برکیارق
          - ملک شاہ
        - ۶-محمود
        - ۷-سنجر
      - تکش (طخارستان)
      - الف-تتش
        - ب-رضوان
        - ج-دقاق

محمد اول گمشت گین بن تیلو دانشمند

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۹۹	غازی بن گمشت گین	۱۱۰۵
۵۲۹	محمد ثانی بن غازی	۱۱۳۴
۵۳۷	ذوالنون محمد ثانی	۱۱۴۲
	یعنی (یا یعقوب) بن ارسلان غازی)	
۵۶۰	ابراہیم بن محمد	۱۱۶۵

(اس سلسلے کو سلاجقہ روم نے ختم کیا)

۱۔ یہی وہ محمد جسے جو برکیارق کے ساتھ لڑتا رہا۔

۲۔ سنجر بیس سال پہلے صرف خراسان کا حاکم تھا۔ ۵۱۱ھ میں تمام سلجوقیوں کا امیر قرار پایا۔

۳۔ حکومت میں اس کے دو بھائی یعنی قلج ارسلان رابع اور کیقباد ثانی بھی برابر کے شریک تھے۔

۴۔ جب مسعود کا والد کیکاؤس فوت ہو گیا تو اباقا خان نے مسعود کو ۶۷۷ھ میں (جب سلجوقی تخت پر مسعود کا عم زاد کیخسرو ثالث جلوہ آرا تھا) سیواس، آذربائیجان اور ارزنۃ الروم کا حاکم مقرر کر دیا۔ ۶۸۲ھ میں مسعود کیخسرو ثالث کی جگہ سلطان بنا اور جب ۷۰۰ھ میں اس کے چچا کیقباد ثانی نے تخت کو چھوڑ دیا تو یہ پھر بادشاہ بن بیٹھا اور چار برس تک حکومت کی۔ اس سلسلے کے آخری چار بادشاہوں کو صرف حاکم سمجھیے۔ جو ایلخانان روم کی طرف سے مقرر ہوتے۔

۵۔ سیواس Sebaste ایشیائے خورد کا ایک شہر

۶۔ قیساریہ Caesares ایشیائے خورد کا ایک شہر

۷۔ ملاطیہ Melitene ایشیائے خورد کا ایک شہر

باب نہم

اتابک۔ یعنی سلجوقی افواج کے سردار

چھٹی صدی ہجری سے ساتویں صدی ہجری تک

(بارہویں صدی عیسوی سے تیرہویں صدی عیسوی تک)

۶۲۔ آلِ بوری یا اتابکان دمشق

۶۳۔الف آلِ زنگی یا اتابکانِ موصل

۶۳۔ب آلِ زندگی یا اتابکانِ حلب

۶۳۔ج آلِ زنگی یا اتابکانِ سنجار

۶۳۔د آلِ زنگی یا اتابکانِ الجزیرہ

۶۴۔ امرائے بکت گین یا اتابکان اربل

۶۵۔الف ارتقیہ کیفا

۶۵۔ب ارتقیہ ماردین

۶۶۔ شاہانِ ارمنستان

۶۷۔ اتابکانِ آذربائیجان

۶۸۔ سلغوریاں یا اتابکانِ فارس

۶۹۔ امرائے ہزاراسپی یا اتابکانِ لرستان

۷۰۔ خوارزم شاہی

۷۱۔ قتلغ غانیانِ کرمان

باب نہم

اتابک۔ یعنی سلجوقی افواج کے سردار

چھٹی صدی ہجری سے ساتویں صدی ہجری تک

(بارہویں صدی عیسوی سے تیرہویں صدی عیسوی تک)

سلجوقی حکومت فوجی بنیادوں پہ قائم کی گئی تھی اور افواج کی حکومت غلاموں کے ہاتھ میں تھی۔ چونکہ سلجوقی سلطنت کے حدیں دور دور تک پھیلی ہوئی تھیں اور دربارِ شاہی کے امراء فوجی یا غیر فوجی عہدوں پر اتنا دور جانا پسند نہیں کرتے تھے۔ اس لیے سلجوقیوں نے ان وفادار غلاموں کو جو یا تو زر خرید تھے اور یا کہیں سے دربار میں بطور ہدیہ بھیجے گئے تھے۔ ان عہدوں پہ مقرر کرنا شروع کر دیا۔

ہر سلجوقی بادشاہ کے پاس اس قسم کے غلاموں کی تعداد کافی ہوا کرتی تھی۔ یہ عموماً دشتِ قبچاق سے لائے جاتے تھے اور دربار و فوج کا انتظام ان کے سپرد کر دیا جاتا تھا۔ یہ غلام بسا اوقات نہایت سختی سے حکومت کیا کرتے تھے۔

اس انتظام کا یہ نتیجہ ہوا کہ پرانے درباریوں کی جگہ نئے غلاموں نے لے لی جب سلجوقی کمزور ہو گئے اور ان کی حکومت کی بنیادیں ہلنے لگیں تو یہی غلام جو اپنے آقاؤں کے نام پہ لڑائیاں لڑا کرتے تھے، سلجوقی شہزادوں کے سیاسی اتالیق مقرر ہو گئے اور اپنی اس حیثیت سے فائدہ اٹھا کر اختیارات کے مالک بن بیٹھے۔

تتش نے اپنے بیٹے دقاق کے لیے طغ تکین نامی غلام کو اتالیق مقرر کر رکھا تھا۔ جب دقاق کی وفات ہو گئی تو طغ تکین نے دمشق کی عنانِ حکومت خود سنبھال لی۔ عماد الدین زنگی، جس نے اتابکانِ حلب و موصل کے سلسلے کی بنیاد ڈالی تھی، ملک شاہ سلجوقی کے ایک غلام کا بیٹا تھا۔ آذربائیجان کے اتابک ایک قبچاقی غلام کی اولاد تھے جو سلطان مسعود (شاہِ عراق) کے دربار میں

رہتا تھا۔خوارزم شاہیوں کا جدِ امجد انوش تکین سلطان ملک شاہ کا طشت دار تھا۔اُرتق اور سلغر جو اتابکان فارس و دیارِ بکر کے سلسلوں کے بانی تھے۔سلجوقیوں کے فوجی سردار تھے۔اسی طرح بک تکینی ہزاراسپی اور قتلغ خانی امراء سلجوقی غلاموں کی افواج میں شامل ہو کر فوجی مناصب پہ فائز ہوئے تھے۔

چھٹی صدی ہجری میں اناطولیہ کے بغیر باقی تمام سلجوقی ممالک سلجوقی سرداروں کے ہاتھوں میں چلے گئے تھے اور ان سرداروں نے ایک خاص قسم کے سلسلے کی بنیاد ڈال دی تھی۔

۶۲۔آلِ بوری

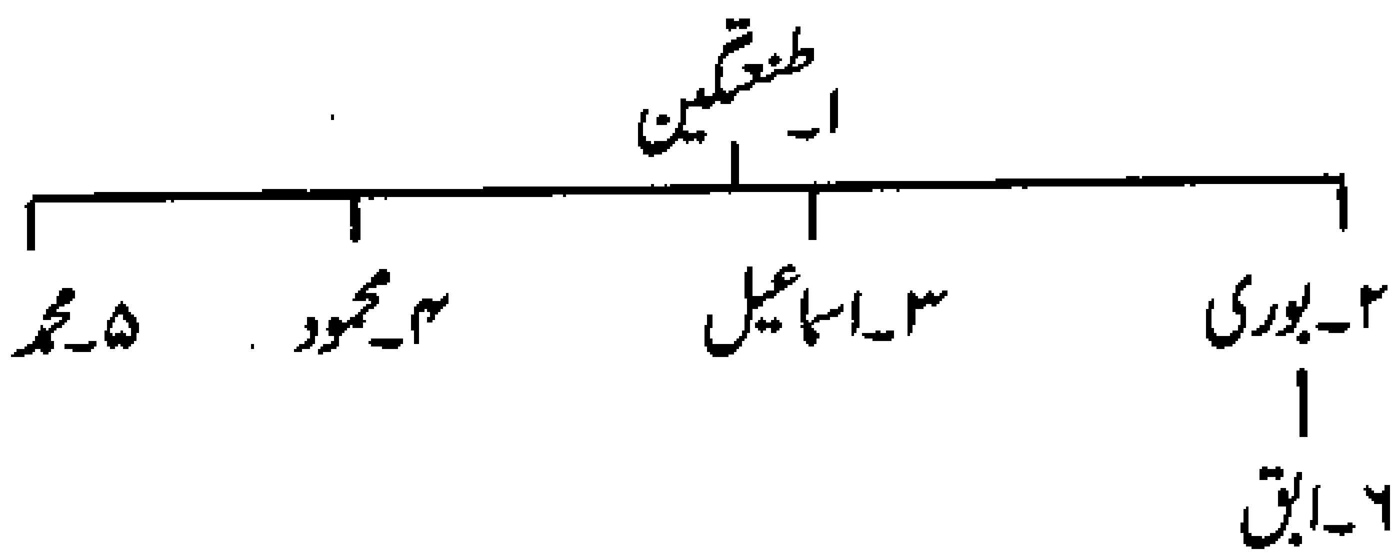
اتابکانِ دمشق

۴۹۷ھ تا ۵۴۹ھ

(۱۱۰۳ء تا ۱۱۵۴ء)

طغ تکین سلجوقیوں کا ایک فوجی سردار تھا۔جو اسی خاندان کے ایک شہزادے کا سرپرست و اتالیق مقرر ہوا اور مدتوں حکومت کرتا رہا۔دراصل طغ تکین ایک غلام تھا جسے سلطان تتش نے آزاد کر دیا تھا اور ۴۴۸ھ (۱۰۹۵ء) کے بعد اپنے بیٹے دقاق کا اتالیق و سرپرست بنا کر بھیج دیا تھا۔دقاق کی وفات کے بعد طغ تکین خود حاکم بن بیٹھا اور اس طرح اتابکانِ بوری کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۴۹۷	سیف الاسلام ظہیر الدین طغ تکین	۱۱۰۳
۵۲۲	تاج الملوک بوری	۱۱۲۸
۵۲۶	شمس الملوک اسماعیل	۱۱۳۲
۵۲۹	شہاب الدین محمود	۱۱۳۴
۵۳۳	جمال الدین محمود	۱۱۳۸
۵۳۴۔۵۴۹	مجیر الدین ابق یا انز (م۔۵۶۴ھ)	۱۱۳۹۔۱۱۵۴



۶۳۔ امرائے زنگی

اتابکانِ شام والجزیرہ

۵۲۱ھ تا ۶۴۸ھ

(۱۱۲۷ء تا ۱۲۵۰ء)

اتابک عماد الدین زنگی بن آق سنقر حاجب سلطان ملک شاہ کا ایک ترکی غلام تھا جو سلطان تتش کی طرف سے حلب میں ۴۷۸ھ (۱۰۸۵ء) سے لے کر ۴۸۷ھ (۱۰۹۴ء) تک حکومت کرتا رہا۔ آخر اپنے آقا کے خلاف بغاوت کر دی اور گرفتار ہو گیا۔ ۵۲۱ھ (۱۱۲۷ء) میں عماد الدین زنگی عراق و بغداد کا حاکم بنا کر بھیجا گیا۔ اسی سال موصل، سنجار، الجزیرہ اور حران بھی اس کی حکومت میں شامل ہو گئے اور اگلے سال حلب اور شام کے باقی شہروں میں بھی زنگی ہی کا سکہ چلنے لگا۔

عماد الدین کی شہرت عیسائیوں کے خلاف جہاد کرنے کی وجہ سے ہے اس معاملے میں وہ سلطان صلاح الدین ایوبی کا پیشرو سمجھا جاتا ہے۔ عماد الدین کی وفات کے بعد اس کی سلطنت اس کے دو بیٹوں نور الدین محمود اور سیف الدین غازی میں تقسیم ہو گئی۔ نور الدین اپنے والد کی طرح شام میں عیسائیوں کے حملوں کو روکنے میں مصروف رہا اور سیف الدین موصل اور الجزیرہ پہ حکومت کرتا رہا ان دو بھائیوں کے بعد شامی سلطنت آہستہ آہستہ ختم ہو گئی اور اس کی جگہ سنجار میں زنگیوں کا ایک نیا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جسے ایوبیوں نے ۶۱۸ھ (۱۲۲۱ء) میں ختم کر دیا۔ موصل والے سلسلے کو

لولو نے ختم کر دیا۔ جو موصل کے آخری اتابک کا غلام بھی تھا اور وزیر بھی۔ جب مغلوں نے شام اور الجزیرہ کو فتح کیا تو زنگیوں کی باقی ماندہ شاخوں کو بھی ہمیشہ کے لیے مٹا ڈالا۔

الف۔ اتابکانِ موصل

۵۲۱ھ تا ۶۳۱ھ

(۱۱۲۷ء تا ۱۲۳۴ء)

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۵۲۱	عماد الدین زنگی (موصل و حلب)	۱۱۲۷
۵۴۱	سیف الدین غازی (موصل)	۱۱۴۶
۵۴۴	قطب الدین مودود	۱۱۴۹
۵۶۵	سیف الدین غازی ثانی	۱۱۶۹
۵۷۶	عز الدین مسعود اوّل	۱۱۸۰
۵۸۹	نور الدین ارسلان شاہ اول	۱۱۹۳
۶۰۷	عزّ الدین مسعود ثانی	۱۲۱۰
۶۱۵	نور الدین ارسلان شاہ ثانی	۱۲۱۸
۶۱۶	ناصر الدین محمود	۱۲۱۹
۶۳۱	بدر الدین لُولو	۱۲۳۳
۶۵۰۔۶۶۰	اسماعیل بن لُولو	۱۲۵۹۔۱۲۶۲

(اس سلسلے کو مغلوں نے ختم کیا)

ب۔ اتابکانِ شام

۵۴۱ھ تا ۵۷۷ھ

(۱۱۴۶ء تا ۱۱۸۱ء)

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۵۴۱	نورالدین محمود بن زنگی	۱۱۴۶
۵۶۹۔۵۷۷	الملک الصالح اسماعیل	۱۱۷۳۔۱۱۸۱

(۵۷۷ھ میں اتابکانِ سنجار اور ۵۷۹ ہجری میں ایوبی اس سلسلے کے جانشین بنے)

ج۔ اتابکانِ سنجار

۵۶۶ھ تا ۶۱۷ھ

(۱۱۷۰ء تا ۱۲۲۰ء)

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۵۶۶	عماد الدین زنگی بن مودود	۱۱۷۰
۵۹۴	قطب الدین محمد	۱۱۹۷
۶۱۶	عماد الدین شاہنشاہ	۱۲۱۹
۶۱۶۔۶۱۷	محمود (یا عمر)	۱۲۱۹۔۱۲۲۰

(اس سلسلے کو ایوبیوں نے ختم کیا)

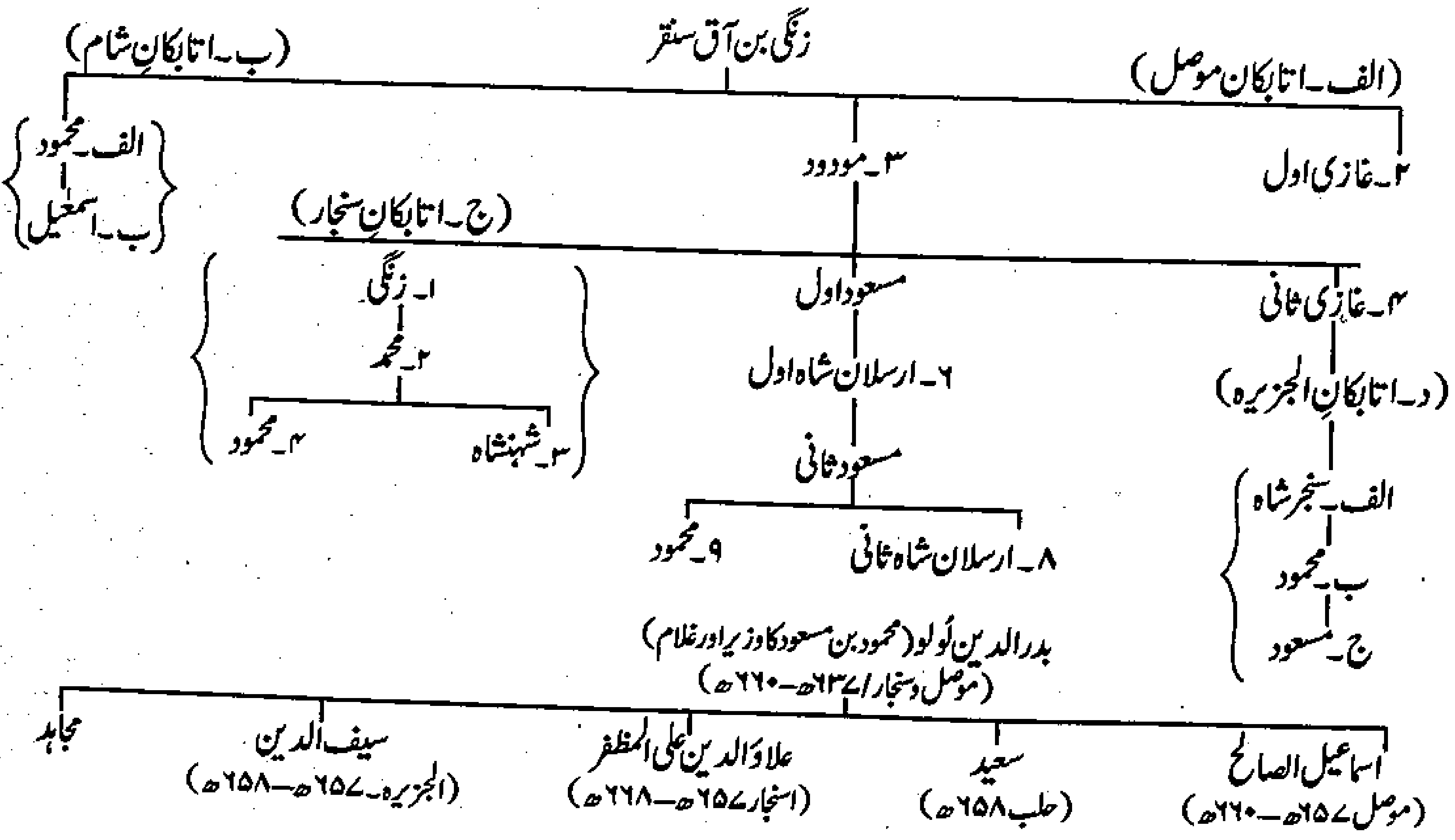
د۔ اتابکانِ الجزیرہ

۵۷۶ھ تا ۶۴۸ھ

(۱۱۸۰ء تا ۱۲۵۰ء)

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۵۷۶	معز الدین سنجر شاہ	۱۱۸۰
۶۰۵	معز الدین محمود	۱۲۰۸
۶۲۶۔۶۴۸	مسعود	۱۲۲۹۔۱۲۵۰

شجرہ خاندانِ زنگی



۶۴۔ امرائے بگ تگینی

(اتابکانِ اربل وغیرہ)

۵۳۹ھ تا ۶۳۰ھ

(۱۱۴۴ء تا ۱۲۳۲ء)

۵۳۹ھ (۱۱۴۴ء) میں عماد الدین زنگی نے اپنے ایک ترکی النسل فوجی سردار یعنی زین الدین علی کوچک بن بگ تگین کو موصل کا حاکم بنا کر بھیجا۔ ۵۴۴ھ (۱۱۴۹ء) میں سنجار اور کچھ عرصہ بعد حران اور تکریت کی حکومت بھی اس کے حوالے کر دی۔ جب ۵۶۳ھ (۱۱۶۷ء) میں زین الدین اربل کے مقام پر فوت ہو گیا تو اس کا بڑا لڑکا مظفر الدین کوکبوری بھاگ کر حران پہنچا اور شام کی حکومت پہ قابض ہو گیا۔ اربل کی حکومت اس کے نابالغ بیٹے زین الدین یوسف کے حصے میں آئی۔ جس کی بلوغت تک امیر المجاہدین قائماز بطور مختار کام کرتا رہا۔ تیئیس برس بعد یعنی ۵۸۶ھ (۱۱۹۰ء) میں یوسف کی وفات ہو گئی۔ ان دنوں شام اور الجزیرہ پر صلاح الدین ایوبی کا مکمل قبضہ ہو چکا تھا۔ صلاح الدین مظفر الدین کوکبوری کو بھائی کہہ کر پکارا کرتا تھا۔ چنانچہ اسے اربل اور زور کا حاکم بنا کر بھیج دیا اور کوکبوری کی اصل قلمرو یعنی حران، رہا اور سمساط وغیرہ کو اپنے بھتیجے تقی الدین عمرو کے حوالے کر دیا۔

۶۳۰ھ (۱۲۳۲ء) میں کوکبوری کی وفات ہو گئی اور چونکہ اس کی کوئی نرینہ اولاد باقی نہیں تھی۔ اس لیے خلیفۂ عباسی نے اربل وغیرہ کو اپنے تصرف میں لے لیا۔

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۵۳۹	زین الدین علی کوچک بن بگ تگین	۱۱۴۴
۵۶۳	زین الدین یوسف بن علی (اربل وفات ۵۸۶ھ)	۱۱۶۷
۵۶۳	مظفر الدین کوکبوری بن علی (حران)	۱۱۶۷
۵۸۶۔۶۳۰	مظفر الدین کوکبوری بن علی (اربل)	۱۱۹۰۔۱۲۳۲

(اس سلسلے کی قلمرو پر پہلے عباسیوں نے اور پھر مغلوں نے قبضہ کر لیا)

۶۵۔ اُرتقیہ

(دیارِ بکر)

۴۹۵ھ تا ۷۱۲ھ

(۱۱۰۱ء تا ۱۳۱۲ء)

اس سلسلے کا بانی اُرتق بن اکسب ایک ترکمان تھا جو سلجوقیوں کے ہاں بطور سپہ سالار کام کرتا تھا۔ جس دمشق کے سلطان تتش نے بیت المقدس کو فتح کیا تو اُرتق کو وہاں کا حاکم مقرر کر دیا۔ اُرتق کے بیٹے سقمان اور ایلغازی جو بڑی شہرت حاصل کر چکے تھے، ۴۸۴ھ (۱۰۹۱ء) میں باپ کی جگہ مقرر ہوئے۔ لیکن جب خلیفۂ فاطمی نے ۴۸۹ھ (۱۰۹۶ء) میں بیت المقدس کو فتح کیا تو ایلغازی عراق عرب میں واپس آ گیا اور سقمان میں رہا۔

۴۹۵ھ (۱۱۰۱ء) میں سلطان محمد سلجوقی نے ایلغازی کو بغداد کا کوتوال مقرر کر دیا اور سقمان کو حصن کیفا (دیارِ بکر) کی حکومت پہ بھیج دیا۔ ایک دو برس بعد ماردین کو بھی اس کی قلمرو میں شامل کر دیا۔ ۵۰۲ھ (۱۱۰۸ء) میں ماردین سقمان سے لے کر ایلغازی کے حوالے کر دیا اور اسی تاریخ سے ماردین اور حصنِ کیفا میں ارتقی خاندان کی دو شاخیں قائم ہو گئیں۔

سُقمان نے بالڈون Baldwin اور جوقلین Jocelin کے خلاف اتنی مرتبہ چڑھائی کی کہ کیفا والی شاخ آہستہ آہستہ کمزور ہو گئی۔ اور صلاح الدین ایوبی کی باجگزار بن کر رہ گئی۔ کچھ عرصہ بعد اس شاخ میں پھر طاقت آ گئی اور ۵۷۹ھ (۱۱۸۳ء) میں شہر آمد پر قابض ہو گئی۔ آخر ۶۲۹ھ (۱۲۳۱ء) میں الملک الکامل ایوبی نے اس کا خاتمہ کر دیا۔ ہاں البتہ اس سلسلے کی ایک چھوٹی سی شاخ دیارِ بکر اور خرتپرت میں ۵۲۱ھ سے ۶۲۰ھ (۱۱۲۷ء، ۱۲۲۳ء) تک حکومت کرتی رہی۔

ایلغازی صلیبی عیسائیوں کا طاقت ور دشمن تھا۔ اس نے ۵۱۱ھ (۱۱۱۷ء) میں حلب کو فتح کیا اور ۵۱۵ھ (۱۱۲۱ء) میں سلطان محمد سلجوقی نے ماردین اور میافارقین کی حکومت بھی اسی کے حوالے کر دی۔ اس کے بیٹے میافارقین پر ۵۸۰ھ (۱۱۸۴ء) تک قابض رہے اور ماردین کو پہلے تیمور

نے چھین لیا اور پھر ۸۱۱ھ (۱۴۰۸ء) میں قراقویونلو کے ترکمان اس پر قابض ہو گئے۔

جب شام اور الجزیرہ میں ایوبیوں کی حکومت قائم ہو گئی تو ارتقیہ ماردین کی اہمیت کم ہو گئی ۵۱۷ھ (۱۱۲۳ء) میں بلک بن بہرام نے دوسرے ارتقی سرداروں سے حلب چھین لیا۔ یہ شہر حانی پر وہ ۴۹۷ھ سے ہی قابض چلا آتا تھا۔ ۵۱۵ھ میں خرتپرت کو مسخر کر لیا اور صلیبی جنگوں میں کافی شہرت حاصل کی۔

ارتقیہ کیفا

۴۹۵ھ تا ۶۲۹ھ

(۱۱۰۱ء تا ۱۲۳۱ء)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۹۵	معین الدین سقمان اول	۱۱۰۱
۴۹۸	ابراہیم	۱۱۰۴
تقریباً ۵۰۲	رکن الدولہ داؤد	۱۱۰۸
تقریباً ۵۴۳	فخر الدین قرا ارسلان	۱۱۴۸
۵۷۰	نور الدین محمد	۱۱۷۴
۵۸۱	قطب الدین سقمان ثانی	۱۱۸۵
۵۹۷	ناصر الدین محمود	۱۲۰۰
۶۱۹۔۶۲۹	رکن الدین مودود	۱۲۲۲۔۱۲۳۱

(اس شعبے کو ایوبیوں نے ختم کیا)

ب۔ اُرتُقیّہ ماردین

۵۰۲ھ تا ۸۱۱ھ

(۱۱۰۸ء تا ۱۴۰۸ء)

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۵۰۲	نجم الدین ایلغازی	۱۱۰۸
۵۱۶	حسام الدین تیمورتاش	۱۱۲۲
۵۴۷	نجم الدین الپی	۱۱۵۲
۵۷۲	قطب الدین ایلغازی	۱۱۷۶
۵۸۰	حسام الدین بولق ارسلان	۱۱۸۴
تقریباً ۵۹۷	نصیر الدین ارتق ارسلان المنصور	۱۲۰۰
۶۳۷	نجم الدین الغازی الاول السعید	۱۲۳۹
۶۵۸	قرا ارسلان المظفر	۱۲۶۰
تقریباً ۶۹۱	شمس الدین داؤد	۱۲۹۲
۶۹۳	نجم الدین الغازی الثانی المنصور	۱۲۹۴
۷۱۲	عماد الدین علی الپی عادل	۱۳۱۲
۷۱۲	شمس الدین الصالح	۱۳۱۲
۷۶۵	احمد المنصور	۱۳۶۳
۷۶۹	محمود الصالح	۱۳۶۷
۷۶۹	داؤد المظفر	۱۳۶۷
۷۷۸	مجد الدین عیسٰی الظاہر	۱۳۷۶

۸۰۹ـ۸۱۱	صالح	۱۴۰۶ـ۱۴۰۸

(اس سلسلے کو قرا قویونلو نے ختم کیا)

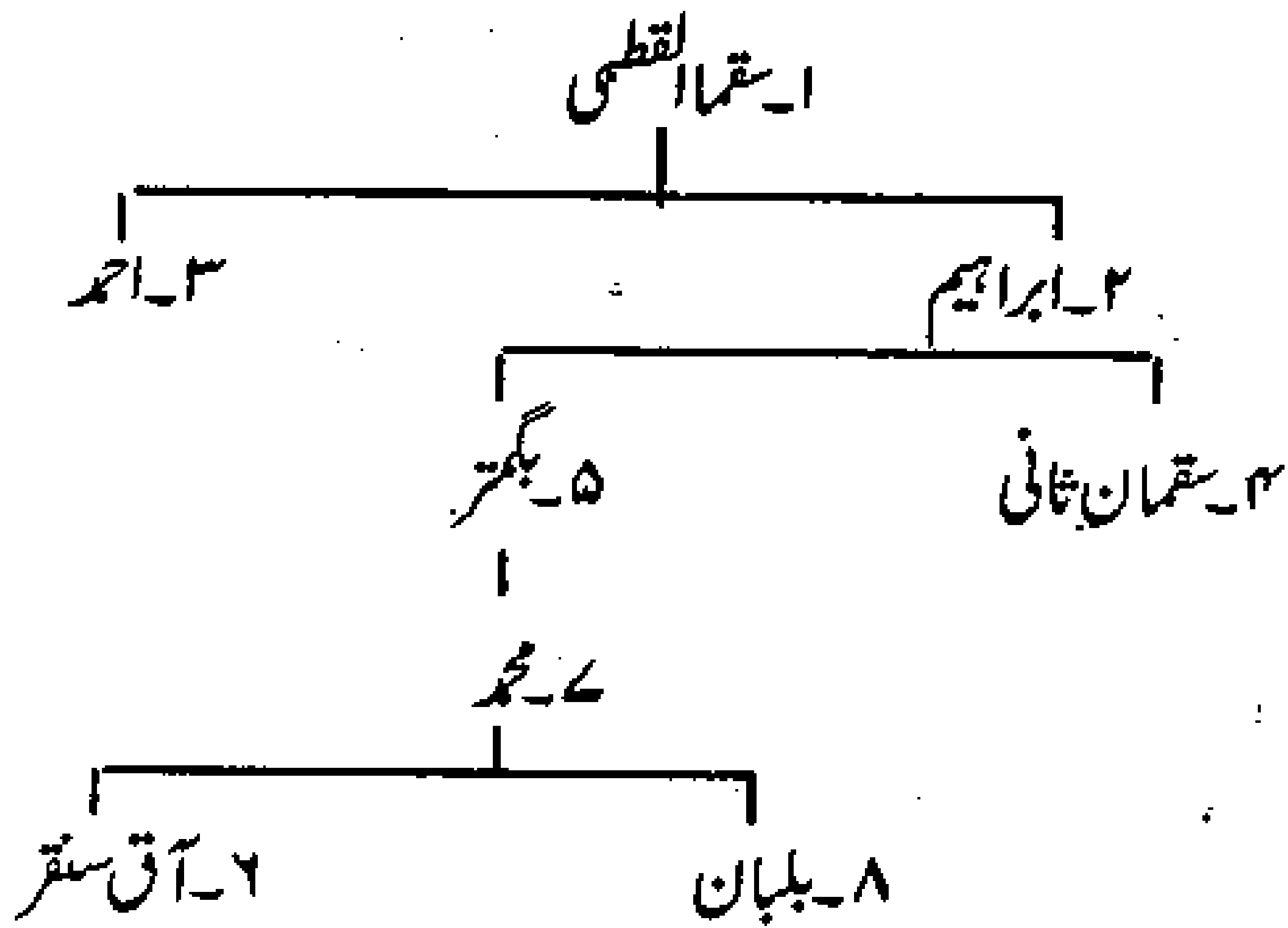
۶۶ـ شاہانِ ارمینیہ

۴۹۳ھ تا ۶۰۴ھ

(۱۱۰۰ء تا ۱۲۰۷ء)

سکمان مرند (آذربائیجان) کے سلجوقی حکمران قطب الدین اسماعیل کے ہاں ملازم تھے اور اپنے آقا کے نام کی مناسبت سے قطبی کہلاتا تھا۔ ۴۹۳ھ (۱۱۰۰ء) میں سکمان نے آرمینیہ کا شہر خلاط بنی مروان سے چھین لیا۔ اس کے بعد اس کی اولاد اور اس کے غلام تقریباً سو برس تک اس علاقے پہ حکومت کرتے رہے اور ۶۰۴ھ (۱۲۰۷ء) میں ایوبیوں نے انہیں ختم کر ڈالا۔

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۴۹۳	سکمان القطبی	۱۱۰۰
۵۰۶	ظہیر الدین ابراہیم شاہ ارمن	۱۱۱۲
۵۲۱	احمد	۱۱۲۷
۵۲۲	ناصر الدین سکمان (سقمان) ثانی	۱۱۲۸
۵۷۹	سیف الدین بکتمر	۱۱۸۳
۵۸۹	بدر الدین آق سنقر	۱۱۹۳
۵۹۴	محمد المنصور	۱۱۹۸
۶۰۳ـ۶۰۴	عز الدین بلبان	۱۲۰۶ـ۱۲۰۷



(اس سلسلے کو ایوبیوں نے ختم کیا)

۶۷۔ اتابکانِ آذربائیجان

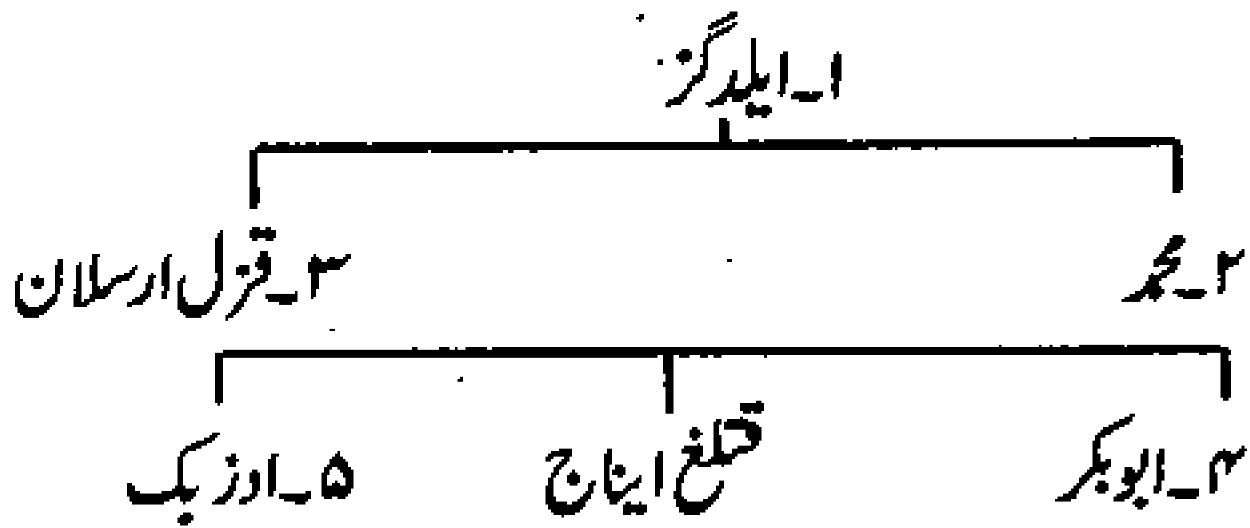
۵۳۱ھ تا ۶۲۲ھ

(۱۱۳۶ء تا ۱۲۲۵ء)

عراق کے سلجوقی فرمانروا سلطان مسعود کے دربار میں قبچاق کا ایک ترکی النسل غلام رہا کرتا تھا۔ جس کا نام ایلدگز تھا۔ اس نے رفتہ رفتہ اس قدر اقتدار حاصل کر لیا کہ آذربائیجان کی حکومت میں سلطان کی سالی کے ساتھ برابر کا حصہ دار بن گیا اور اس کا لڑکا محمد آذربائیجان کے علاوہ سلجوقی ممالک کا مختارکل قرار پایا اور اس کا بھائی قزل ارسلان جو پہلے آذربائیجان میں اپنے بھائی کا نائب تھا، بعد میں آذربائیجان کا حاکم بن گیا اور امیر الامراء کا لقب حاصل کیا جب کچھ عرصہ بعد سلطان بننے کا شوق سمایا تو قتل ہو گیا اور اس کے دو بھتیجوں کو جو اس کے جانشین بنے تھے، سلطان بننے کی ہمت نہ پڑ سکی۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۵۳۱	شمس الدین ایلدگز	۱۱۳۶
۵۶۸	محمد جہان پہلوان	۱۱۷۲

۵۸۱	قزل ارسلان عثمان	۱۱۸۵
۵۸۷	ابوبکر	۱۱۹۱
۶۰۷۔۶۲۲	مظفر الدین اوزبک	۱۲۱۰۔۱۲۲۵



(اس سلسلے کو خوارزم شاہیوں نے ختم کیا)

۶۸۔ سلغریاں یا اتابکانِ فارس

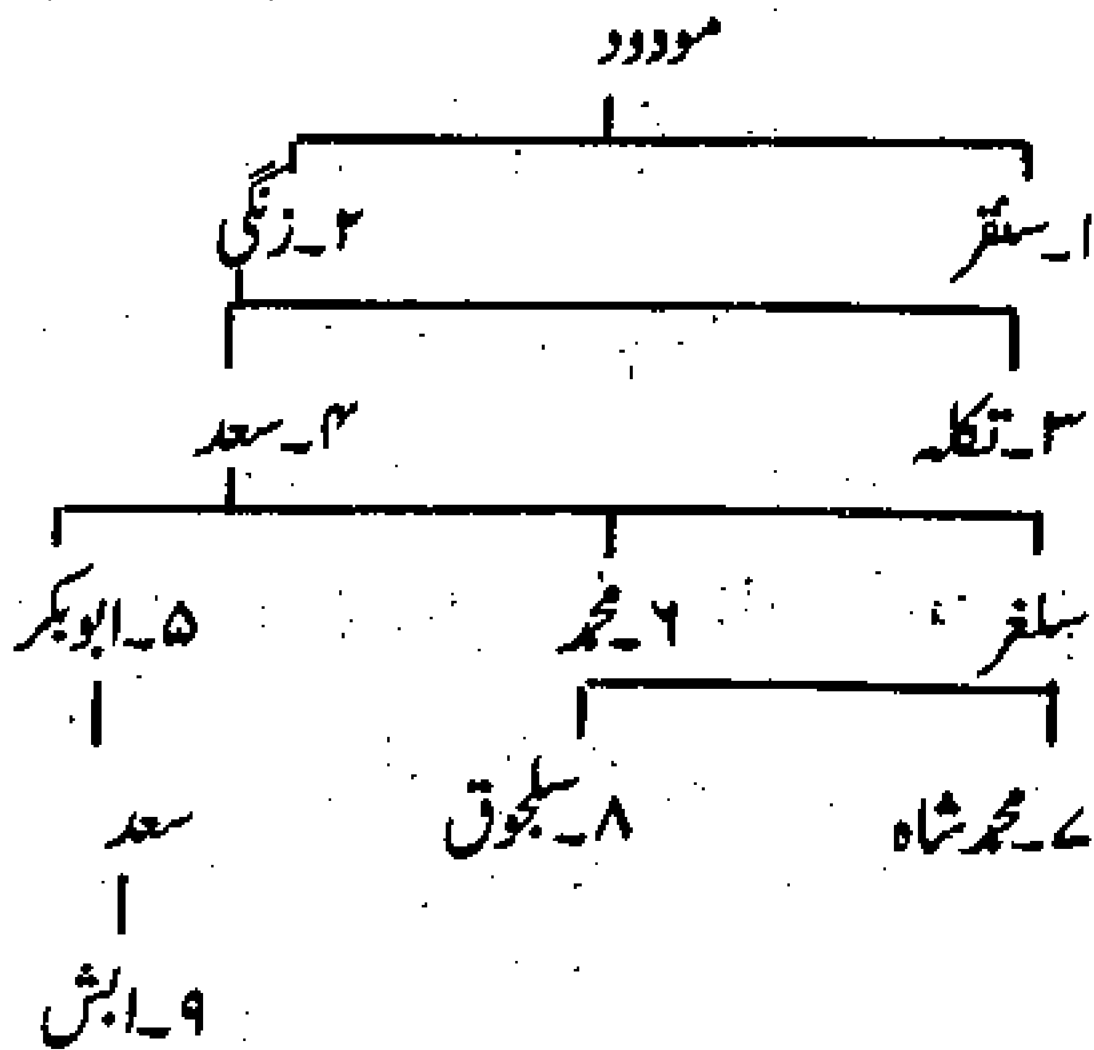
۵۴۳ھ تا ۶۸۶ھ

(۱۱۴۸ء تا ۱۲۸۷ء)

سلغر ترکمانوں کے ایک گروہ کا سردار تھا۔ جو اپنے گروہ کے ہمراہ خراسان چلا گیا۔ وہاں کچھ لوٹ مار کرنے کے بعد طغرل بیگ کے دربار میں رسائی حاصل کی۔ جہاں یہ حاجب مقرر ہو گیا۔

سلغر کی اولاد میں سے ایک کا نام سنقر بن مودود تھا۔ جس نے فارس میں اقتدار حاصل کرنے کے بعد ۵۴۳ھ (۱۱۴۸ء) میں ایک ایسے سلسلے کی بنیاد ڈالی جو ڈیڑھ سو برس تک جاری رہا۔ اتابک سعید نے خوارزم شاہیوں کی اطاعت قبول کر لی اور اصطخر واشکنوان کے قلعے بھی ان ہی کو دے دیے۔ اتابک ابوبکر نے اوکتا قاآن تاتاری کی اطاعت کا اعلان کر دیا اور اس کی طرف سے قتلغ خان کا لقب پایا۔ فارس کے آخری چند اتابک ایرانی ایلخانوں کے باجگزار تھے اور بالکل آخری فرمانروا یعنی ابش خاتون نے منکو تیمور بن ہلاکو خاں کے ساتھ شادی کر لی تھی۔ شیخ سعدی اتابک ابوبکر کے زمانے میں تھا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۵۴۳	سنقر	۱۱۴۸
۵۵۷	زنگی	۱۱۶۱
۵۷۱	تکلہ	۱۱۷۵
۵۹۱	سعد	۱۱۹۵
۶۲۳	ابوبکر	۱۲۲۶
۶۵۸	محمد	۱۲۶۰
۶۶۰	محمد شاہ	۱۲۶۲
۶۶۰	سلجوق شاہ	۱۲۶۲
۶۶۲_۶۸۶	ابش	۱۲۶۳_۱۲۸۷



۶۹۔ امرائے ہزاراسپی

(اتابکانِ لُرستان)

۵۴۳ھ تا ۷۴۰ھ

(۱۱۴۸ء تا ۱۳۳۹ء)

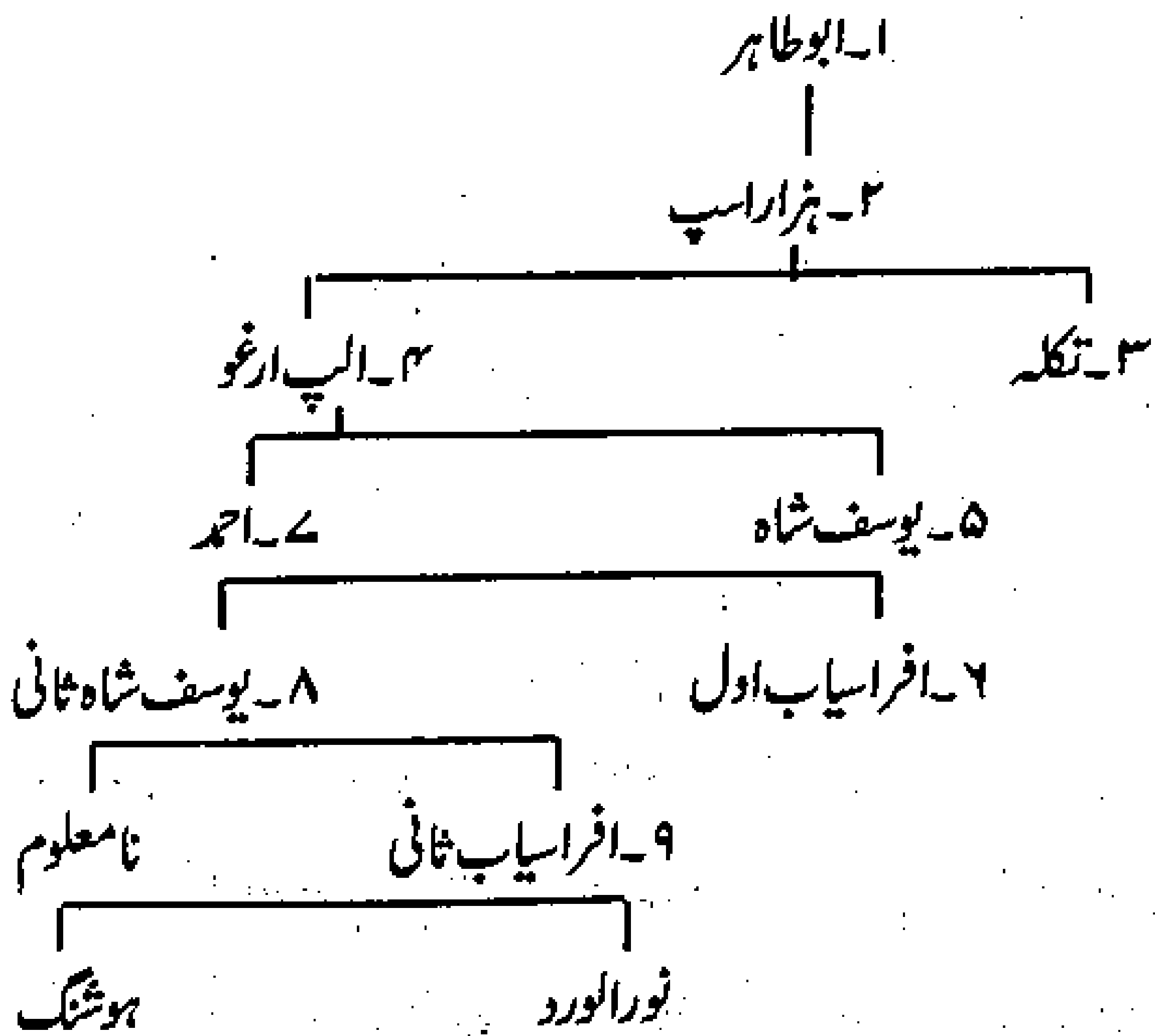
ابو طاہر اس سلسلے کا بانی تھا۔ اسے سلغری اتابک نے ۵۴۳ھ (۱۱۴۸ء) میں لُر بزرگ کی بغاوت کو کچلنے کے لیے لُرستان روانہ کیا تھا۔ بعد میں اباقا خان تاتاری نے خوزستان کا علاقہ بھی لرستان کے ساتھ ملا کر اتابکانِ لُرستان کے حوالے کر دیا۔ اسی سلسلے کے ایک فرمانروا افراسیاب نے ارغون خان کی وفات کے بعد اصفہان کا محاصرہ کیا۔ لیکن شکست کھائی۔ اتابکوں کا یہ کمزور سلسلہ ۷۴۰ھ (۱۳۳۹ء) تک جاری رہا۔ اس کے متعلق نیچے دی ہوئی تاریخیں یقینی نہیں ہیں۔ ان کا پایۂ تخت ایدج تھا۔ اسی سلسلے کے ایک فرمانروا یوسف شاہ ثانی نے شوستر اور بصرہ پر بھی قبضہ کیا تھا۔

اس سلسلے کے علاوہ اتابکوں کا ایک اور چھوٹا سا سلسلہ لُر کوچک میں ساتویں صدی سے دسویں صدی تک حکومت کرتا رہا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۵۴۳	ابو طاہر بن محمد	۱۱۴۸
تقریباً ۶۰۰	نصرت الدین ہزار اسپ	۱۲۰۳ تقریباً
تقریباً ۶۵۰	تکلہ	۱۲۵۲ تقریباً
تقریباً ۶۵۷	شمس الدین الپ ارغو	۱۲۵۹ تقریباً
تقریباً ۶۷۳	یوسف شاہ اول	۱۲۷۴ تقریباً
تقریباً ۶۸۷	افراسیاب اول	۱۲۸۸ تقریباً

۶۹۶	نصرۃ الدین احمد	۱۲۹۶
۷۳۳	رکن الدین یوسف شاہ ثانی	۱۳۳۳
۷۴۰	مظفر الدین افراسیاب ثانی	۱۳۳۹
۷۵۶	شمس الدین ہوشنگ (یا نورالورد)	۱۳۵۵
تقریباً ۷۸۰	احمد	۱۳۷۸ تقریباً
تقریباً ۸۱۵	ابوسعید	۱۴۰۸ تقریباً
تقریباً ۸۲۰	حسین	۱۴۱۷ تقریباً
تقریباً ۸۲۷	غیاث الدین	۱۴۲۳

(اس سلسلے کو سلطان ابراہیم شاہ رخ نے ختم کیا)



(اس سلسلے کو تیموریوں نے ختم کیا)

۷۰۔ خوارزم شاہی

۴۷۰ھ تا ۶۲۸ھ

(۱۰۷۷ء تا ۱۲۳۱ء)

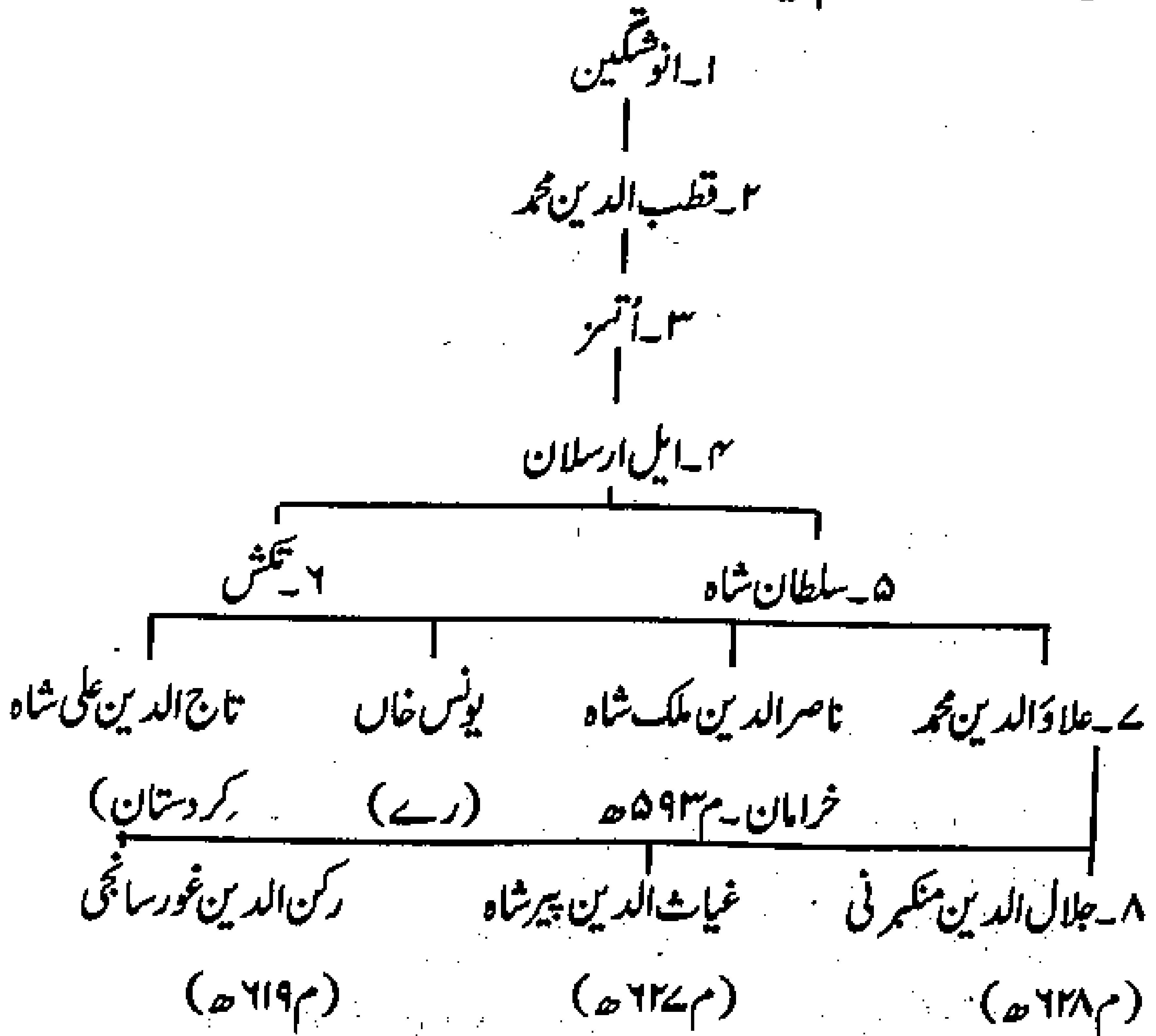
بلگاتگین غزنوی کے ایک غلام کا نام انوش تگین تھا جو ملک شاہ سلجوقی کے ہاں طشت داری کے فرائض سرانجام دیا کرتا تھا۔ جب ملک شاہ نے اسے خوارزم کا حاکم مقرر کیا تو یہ خوارزم شاہ کے نام سے مشہور ہو گیا۔ خوارزم شاہیوں میں اُتسنر پہلا فرماں روا تھا۔ جس نے خودمختار ہونے کا اعلان کیا۔ لیکن ۵۲۳ھ (۱۱۳۸ء) میں سلطان سنجر نے اسے شکست دے کر آزادی سے محروم کر دیا۔ اُتسنر نے پھر بغاوت کی اور کسی حد تک کامیاب ہو کر اپنی بادشاہت کا باقاعدہ اعلان کر دیا اور حلقۂ اقتدار شہر جند اور لب سیموں تک وسیع کر لیا۔

۵۸۹۔۹۰ھ (۹۴۔۱۱۹۳ء) میں تکش خوارزم شاہی نے رے اور اصفہان کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔ اس کے بیٹے علاؤالدین محمد نے خراسان میں غوریوں کے خلاف لشکر کشی کی اور ایران کے ایک کافی بڑے علاقے پر قبضہ کر لیا ۶۰۷ھ (۱۲۲۰ء) میں محمد خوارزم شاہ نے افغانستان اور غزنی کو فتح کر لیا۔ یہ فرمانروا آلِ علی سے محبت کرتا تھا اور خلفائے عباسیہ سے نفرت۔ چنانچہ ۶۱۴ھ (۱۲۶۷ء) میں اس نے خلافت عباسیہ کو ختم کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن اچانک شمال کی طرف سے تاتاری اس کی قلمرو میں گھس آئے اور یہ اس مصیبت میں الجھ کر رہ گیا۔ محمد تاتاری سیلاب کے آگے بھاگ نکلا اور دریائے ماژندران کے ایک جزیرے میں پہنچ کر ۶۱۷ھ (۱۲۲۰ء) میں داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ محمد کے تینوں لڑکے ایران کے مختلف علاقوں میں مدتوں سرگرداں رہے ان میں سے ایک یعنی جلال الدین دو سال تک ہندوستان میں رہا۔ ۶۲۲ھ سے ۶۲۸ھ تک آذربائیجان پہ حکومت کرتا رہا۔ ۶۲۸ھ (۱۲۳۱ء) میں مغلوں نے اسے وہاں سے بھی نکال دیا اور فوت ہو گیا۔

خوارزم شاہی سلطنت اپنے انتہائی عروج کے زمانے میں سلجوقی قلمرو جتنی وسیع ہو گئی تھی لیکن عروج کا عرصہ بارہ برس سے زیادہ نہ تھا۔

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۴۷۰	انوشت گین	۱۰۷۷
۴۹۰	قطب الدین محمد	۱۰۹۷
۵۲۱	اُتسز	۱۱۲۷
۵۵۱	ایل ارسلان	۱۱۵۶
۵۶۸	سلطان شاہ محمود (م ۵۸۹ھ)	۱۱۷۲
۵۶۸	تکش	۱۱۷۲
۵۹۶	علاؤالدین محمد	۱۱۹۹
۶۱۷۔۶۲۸	جلال الدین منکبرنی	۱۲۲۰۔۱۲۳۱

(اس سلسلے کو مغلوں نے ختم کیا)



۱۷۔ قتلغ خانی

(قراختایانِ کرمان)

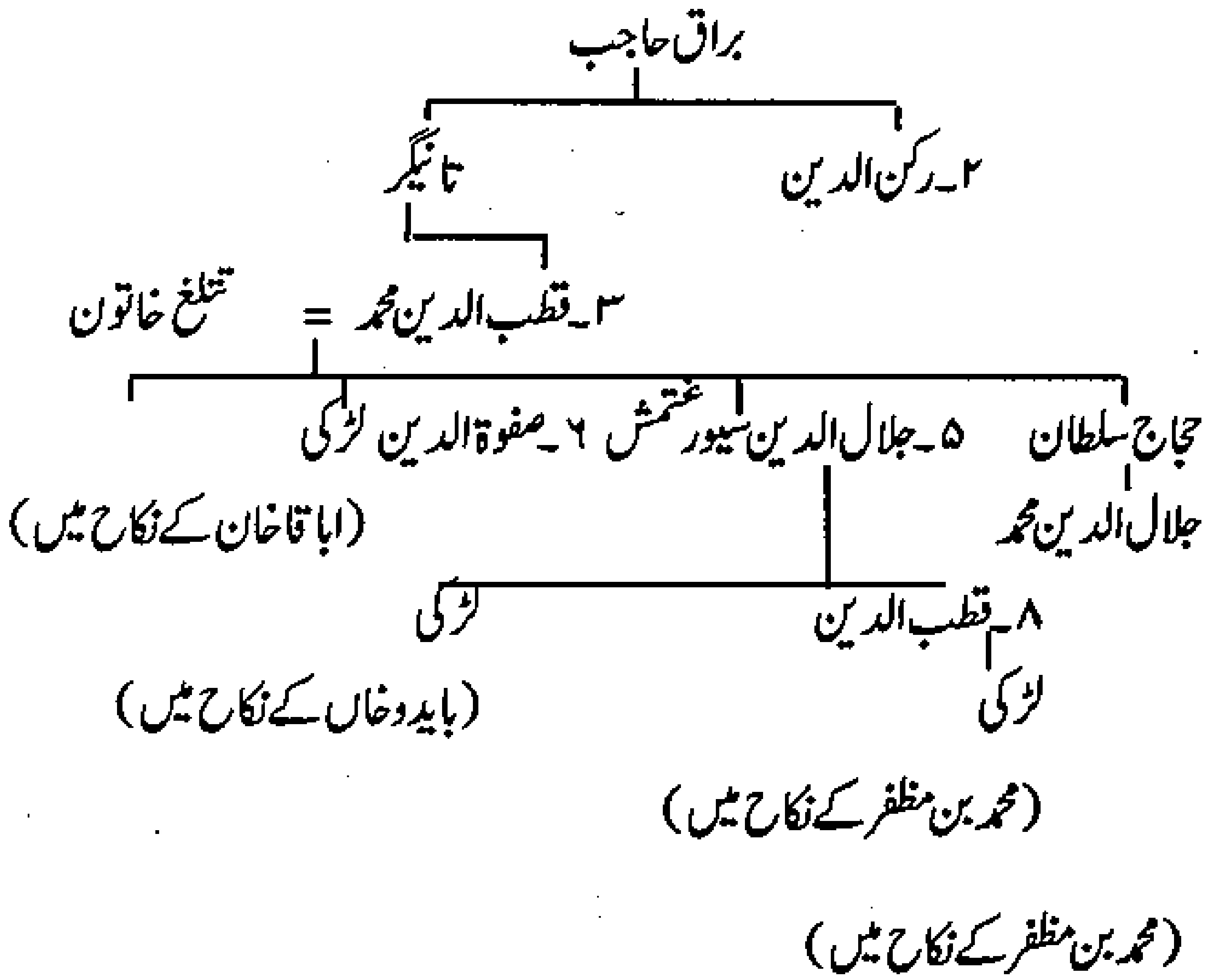
۶۱۹ھ تا ۷۰۳ھ

(۱۲۲۲ء تا ۱۳۰۳ء)

جب تاتاری سیلاب کی وجہ سے خوارزم شاہی سلطنت کی بنیادیں ہلنے لگیں تو ۶۱۹ھ (۱۲۲۲ء) میں اس گڑبڑ سے فائدہ اٹھا کر براق حاجب قراختائی نے کرمان پہ قبضہ کرلیا۔ اگتا خاں تاتاری نے اسے نہ صرف اس منصب پہ رہنے دیا بلکہ قتلغ خاں کا خطاب بھی اسے عطا کردیا۔ اس خاندان کی حکومت صرف کرمان تک محدود تھی اور اس کی حیثیت ایک باجگزار ریاست سے زیادہ نہ تھی۔ اس خاندان کی دو لڑکیوں کی شادی تاتاری شاہزادوں سے ہوئی اور آخری فرمانروا یعنی قطب الدین کی لڑکی فارس کے حکمران محمد اتابک مظفری کی بیگم بنی۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۶۱۹	براق حاجب قتلغ خاں	۱۲۲۲
۶۳۲	رکن الدین حجۃ الحق	۱۲۳۴
۶۵۰	قطب الدین محمد	۱۲۵۲
۶۵۵	قتلغ خاتون (زوجہ محمد)	۱۲۵۷
۶۸۱	جلال الدین سیورغتمش	۱۲۸۲
۶۹۲	صفوۃ الدین پادشاہ خاتون	۱۲۹۳
۶۹۴	جلال الدین محمد شاہ	۱۲۹۴
۷۰۱۔۷۰۳	قطب الدین شاہجہان	۱۳۰۱۔۱۳۰۳

(کرمان پر ۷۱۴ھ تک تاتاری قبضہ رہا اور پھر آلِ مظفر قابض ہوگئے)



۱۔ ماردین اور میافارقین دیار بکر کے دو شہر ہیں۔

۲۔ ان اتابکوں میں سے اکثر کا لقب مظفر الدین تھا۔

۳۔ ان دونوں سلسلوں کے مفصل حالات سر ہنری ہوورتھ Henry Haworth کی تصنیف تاریخ مغول میں صفحات ۱۴۰-۲۰۶ اور ۷۵۱-۵۶ پر دیکھیے۔

۴۔ خوارزم شاہی افواج کا ایک سردار۔

باب دہم

مغرب میں سلجوقیوں کے جانشین

آٹھویں صدی ہجری سے تیرہویں صدی ہجری تک

(چودہویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک)

ایشیا خورد کے امراء

۷۲۔	کراسی	میسیا	Mysia	۱ھ
۷۳۔	حُمید	سیڈیا	Psydia	۲ھ
۷۴۔	کرمیاں	فریجیا	Phrygia	۳ھ
۷۵۔	تکہ	لیسیا	Lysia	۳ھ
۷۶۔	صرو خان	لیڈیا	Lydia	۴ھ
۷۷۔	آیدین	لیڈیا	Lydia	۵ھ
۷۸۔	من تشا	کاریا	Caria	۶ھ
۷۹۔	قزل احمدلی	پافلاگونیا	Paphlagonie	۷ھ
۸۰۔	قرمان	لکونیا	Lycaonia	۸ھ
۸۱۔	سلاطین عثمانی			

باب دہم

مغرب میں سلجوقیوں کے جانشین

آٹھویں صدی ہجری سے تیرہویں صدی ہجری تک

(چودہویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک)

پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ اتابکوں اور سلجوقیوں کے فوجی سرداروں نے سلجوقیوں کے مشرقی ممالک یعنی ایران، شام اور الجزیرہ پر قبضہ کرنے کے بعد وہاں مختلف سلسلوں کی بنیاد ڈال دی تھی۔ لیکن چونکہ یہ سلسلے طاقت ور نہیں تھے۔ اس لیے تاتاری سیلاب کے سامنے تنکوں کی طرح بہہ گئے اور چنگیزی ان کے جانشین بن گئے۔ البتہ سلجوقی سلطنت کا ایک حصہ ایسا بھی تھا۔ جس پر تاتاری پوری طرح قابض نہیں ہو سکے تھے، اور وہ تھی سرزمین روم، جہاں سلجوقیوں کے خاتمے کے بعد فوراً سلاطین عثمانی کی حکومت قائم ہوگئی تھی۔

اسلامی ممالک میں مختلف تاتاری سلسلے قائم ہو چکے تھے۔ ان سلسلوں کا ذکر کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کچھ ان لوگوں کا بھی ذکر کیا جائے جو ایشیائے خورد میں سلجوقیوں کے جانشین ہوئے تھے۔

ساتویں صدی ہجری کے نصف آخر میں روم کے سلجوقیوں نے ایرانی ایلخانیوں کی اطاعت قبول کر لی تھی اور ان علاقوں کی حکومت ایک ایسے حاکم کے حوالے تھی جو ایران سے آیا کرتا تھا۔ چونکہ روم ایران سے بہت دور تھا، اس لیے اس حصہ ملک پر مغلوں کی حکومت نہ تو زیادہ طاقت ور تھی اور نہ زیادہ دیر تک باقی رہی۔ سلجوقیوں کی طاقت پہلے ہی ٹوٹ چکی تھی اور مغلوں کا اقتدار محض برائے نام تھا۔ اس لیے یہاں کئی نئے سلسلے پیدا ہو گئے۔ جنہیں مغلوں نے مٹانے کی کوشش تو کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے اور بالآخر سلجوقی ممالک ان ہی سلسلوں میں تقسیم ہو گئے۔ ممالک کی تقسیم یوں ہوئی:

	سلسلے کا نام	علاقہ مقبوضہ	
۱۔	کراسی	میسیا	Mysia
۲۔	صروخاں	لیڈیا	Lydia
۳۔	آیدین	لیڈیا	Lydia
۴۔	من تشا	کاریا	Caria
۵۔	امرائے حمید	سیڈیاواسوریا	Fisdia Isawria
۶۔	امرائے قرمانی	لکونیا	Lycaonia
۷۔	امرائے کرمیاں	فریجیا	Phrygia
۸۔	امرائے تکہ	لیسیاو پامضیلیا	Lycia Paraphylia
۹۔	قزل احمدلی	پاغلاگونیا	Paphagonia

اس زمانے میں آل عثمان کی حکومت صرف فریجیا کے ایک حصے پہ تھی۔ جو فریجیا اپکٹیٹس Phrygia Epictetus کے نام سے مشہور تھا۔ جب سلاطین عثمانی ذرا طاقت ور ہو گئے تو انہوں نے ان تمام سلسلوں کو مٹا کر ان کے علاقوں پہ قبضہ کرلیا۔ ان کے زوال کی تفصیل بقید سال یہ ہے۔

	سلسلے کا نام	سال زوال	کس نے مٹایا
۱۔	امرائے کراس	۷۳۷ھ (۱۳۳۶ء)	سلاطین عثمانی
۲۔	امرائے حمید	۷۸۳ھ (۱۳۸۲ء)	سلاطین عثمانی
۳۔	امرائے تکہ، کرمیاں، صروخاں، من تشاو آیدین	۷۹۲ھ (۱۳۵۰ء)	سلاطین عثمانی

سلاجقہ

علاقہ	امارت	حکمران	خاتمہ	احیائے ثانی	خاتمہ
لکونیا	قرمان	قرمان تقریباً ۶۲۰ھ، محمد اول ۶۳۳، محمود ۶۷۸، یخشی ۷۱۹، علاء الدین ۷۵۰	۷۹۴	محمد ثانی ۸۰۵، ابراہیم ۸۲۹، پیر احمد / اسحٰق ۸۶۹	۸۷۲
پافلاگونیا	قزل احمدلی	تیمور ۶۹۰، شجاع الدین، عادل بیگ، بایزید کتورم	۷۹۵	اسفندیار ۸۰۵، ابراہیم ۸۳۳، اسمٰعیل، قزل احمد	۸۶۴
کاریا	منتشا	منتشا بیگ ۷۰۰، یعقوب، محمود، الیاس ۷۹۱	۷۹۲	الیاس (دوبارہ) ۸۰۵، ادریس / احمد / لیث ۸۲۴	۸۲۹
لیڈیا	آیدین	آیدی بیگ ۷۰۰، محمد ۷۳۴، عمر ۷۴۰، عیسیٰ ۷۴۸	۷۹۲	عیسیٰ ۸۰۵، عمر ۸۰۶، جنید، مصطفیٰ ۸۲۴	۸۲۹
لیڈیا	صروخاں	صروخاں ۷۱۳، الیاس ۷۴۹، اسحٰق ۷۷۶	۷۹۲	خضر ۸۰۵، عمر؟ ۸۰۹، جنید	۸۳۰
لیسیا	تکہ	تکہ بیگ	۷۹۲	عثمان ۸۰۵	۸۳۰
فریجیا	کرمیان	کرمیاں بیگ، علی شیر، حلیم، عطی، یعقوب	۷۹۲	یعقوب دوبارہ ۸۰۵	۸۳۲
سیڈیا	حمید	حمید، حسین	۷۸۳		
میسیا	کراسی	عجلان بیگ	۷۳۷		
فریجیا اپکٹیٹس	آل عثمان	۶۳۰ ارطغرل، ۶۹۹ عثمان، ۷۲۶ ارخان، ۷۶۱ مراد اول			
بی تھینیا	روم شرقی	۶۶۰ میکائیل پالیولوکس، ۶۸۲ آندرونیکس، ۷۱۷ بروصہ، ۷۳۱ نیقیہ			

سلاطینِ آلِ عثمان

۷۹۲ بایزید
۸۰۴ تیمور کا حملہ
۸۰۵ محمد اول
۸۲۴ مراد ثانی
۸۵۵ محمد ثانی

۴۔ امرائے کرمانی و قزلی احمدی کو ۷۹۴ھ و ۷۹۵ھ (۱۳۹۲ء، ۱۳۹۴ء) کے درمیان سلاطین عثمانی نے ختم کیا۔

الغرض عثمان اوّل کے بعد تقریباً ایک سو برس سے بھی کم عرصے میں (آٹھویں صدی ہجری کے آخر میں) اس کے طاقت ور پوتے نے نو رقیب خاندانوں کا صفایا کر دیا۔

۸۰۴ھ (۱۴۰۲ء) میں انگورہ (انقرہ) کی مشہور جنگ ہوئی۔ جس میں تیمور نے بایزید خاں کو شکست دینے کے بعد گرفتار کر لیا۔ اس جنگ کے بعد ایشیا میں عثمانیوں کی طاقت کچھ عرصہ کے لیے کم ہو گئی اور ساتھ ہی امیر تیمور نے مذکورہ بالا سلسلوں میں سات کو امرائے کراسی و حمید کے بغیر دوبارہ زندہ کر دیا۔ یہ سلسلے تقریباً ۲۵ برس تک حکومت کرتے رہے۔ لیکن جونہی کہ سلاطین عثمانی نے دوبارہ زور پکڑا اور شکست انقرہ کے اثرات ختم ہو گئے تو سلطان مراد خاں ثانی نے ۸۲۹ھ اور ۸۳۲ھ (۱۴۲۶ء، ۱۴۲۸ء) کے درمیانی عرصہ میں سات میں سے پانچ خاندانوں کو تو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا۔ اور باقی رہے دو خاندان تو سلطان محمد خاں ثانی نے ۸۷۷ھ (۱۴۷۱ء) میں ان سلسلوں کو بھی مٹا دیا اور آج تک ان میں سے کوئی خاندان دوبارہ سر نہیں اٹھا سکا۔

جدول ذیل میں ان امور پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۱۔ سلجوقیوں کے مغربی علاقے مذکورہ بالا سلسلوں میں کیسے تقسیم ہوئے۔

۲۔ اور آلِ عثمان نے انہیں کب ہضم کیا؟

۳۔ امراء کے نام تاریخوں سمیت (جہاں تک مل سکے)

۸۱۔ سلاطین عثمانی (ٹرکی)

۶۹۹ھ تا ۱۳۱۱ھ

(۱۲۹۹ء تا ۱۸۹۳ء)

عثمانی تُرک غُز قبیلہ کی ایک شاخ ہیں۔ جب تاتاریوں نے خراسان پر حملہ کیا تو یہ لوگ خراسان کو چھوڑ کر مغرب کی طرف بھاگ نکلے اور ساتویں صدی (ہجری) کے آغاز میں ایشیائے

خورد میں سکونت اختیار کر لی۔ چونکہ یہ لوگ سلجوقیوں کی امداد کیا کرتے تھے۔ اس لیے سلجوقیوں نے انہیں اجازت دے دی کہ یہ اپنے خیمے فریجیا اپکٹیٹس Phrygia Epictetus میں لگا کر وہیں ٹھہر جائیں۔ یہ علاقہ بیلینا[۹] سمیت مشرقی روم کا ایک حصہ تھا۔ اس علاقے کا سب سے اہم شہر سگوت Sugut تھا۔ جسے عثمانیوں نے اپنا مرکز بنا لیا۔ عثمانیوں کا جدِ امجد عثمان ۶۵۶ھ (۱۲۵۸ء) کو اسی شہر میں پیدا ہوا۔ اور اسی کی کوششوں سے خلافتِ عثمانیہ کی بنیاد پڑی۔ جس کے فرمانرواؤں کی تعداد ۳۵ تھی اور سب کے سب عثمان کی پشت سے تھے۔

عثمان نے مشرقی روم (رومہ) کے بعض علاقوں کو فتح کر کے اس کی سرحدوں کو مغرب کی طرف سرکا دیا۔ اس کے لڑکے اُرخان نے بروسہ[۱۰] اور نیقیہ[۱۱] کے شہر فتح کر لیے اور اپنے پڑوسیوں یعنی امرائے کراسی کے علاقوں پر بھی قابض ہو گیا اور ایک مشہور فوج ترتیب دی جو ''ینی چری'' کے نام سے مشہور تھی اور جس نے صدیوں تک اقصائے عالم میں عثمانیوں کی دھاک بٹھائے رکھی۔

۷۵۹ھ (۱۳۵۸ء) میں ترکانِ عثمانی درۂ دانیال میں داخل ہو کر گیلی پولی کے مقام پر اترے اور مشرقی یورپ کے بعض علاقوں پہ قابض ہو گئے۔ اڈریانوپل اور فلی پو پولیس[۱۲] کو چند سال بعد مسخر کیا۔ مارتیزہ[۱۳] Martiza کو ۱۳۶۴ء قوسوف[۱۴] Kossovo کو ۱۳۸۹ء اور نکوپولس[۱۵] Nicopols کو بھی اسی سال فتح کرنے نیز یورپ کی تمام طاقتوں کو شکست دینے کے بعد قسطنطنیہ اور گردونواحی علاقے کے سوا باقی تمام جزیرہ نمائے بلقان ان کے قبضے میں آ گیا۔ یوں تو قسطنطنیہ بھی مسخر ہو جاتا لیکن ۸۰۴ھ (۱۴۰۴ء) میں امیر تیمور نے ایشیائے صغیر کو روندنے کے بعد بایزید اول کو انگورہ میں سخت شکست دی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تسخیر قسطنطنیہ کی تجویزیں کھٹائی میں بڑ گئیں اور ترکوں کی وہ سلطنت جو شام کی نہر العاصی سے ساحل ڈینوب تک پھیل چکی تھی کمزور ہو گئی۔

اگرچہ سلطان محمد اوّل نے اپنے تدبر کے زور سے پچھلے نقصان کی کسی حد تک تلافی کر دی تھی لیکن اس کے اقدامات چنداں قابلِ توجہ نہ تھے۔ جب سلطان مراد خاں ثانی تختِ خلافت پہ جلوہ گر ہوا تو اس نے پہلے اپنی پوزیشن کو مضبوط کیا اور پھر سلطنت میں مکمل امن قائم کرنے کے بعد نہ صرف اپنے ملک کو ہونیاڈی (ولیشیا کے سفید امیر) کے حملوں سے نجات دلائی۔ بلکہ ۱۴۴۴ء میں

دارنا[61] کے مقام پر عیسائیوں کو سخت شکست دے کر انہیں عہد شکنی کی سزا دی۔

اس فتح سے سلطنت عثمانی شمالی حملہ آوروں سے محفوظ ہو گئی۔ اور اس کے بعد دو سو برس تک عثمانیوں کو شاندار فتوحات حاصل ہوتی رہیں ۸۵۷ھ (۱۴۵۳ء) میں سلطان محمد خاں ثانی نے قسطنطنیہ پر قبضہ کر لیا اور اس طرح مشرق روم کی سلطنت ختم ہو گئی۔ جزیرہ نمائے کریمیا پر ۱۴۷۵ء میں قبضہ ہوا۔ اور ساتھ ہی بحیرۂ ایجین کے تمام جزائر دولتِ عثمانی کا حصہ بن گئے اور کچھ عرصہ بعد عثمانیوں کا جھنڈا اٹلی میں قصر اترانتو[62] Otrante پر لہرانے لگا۔

سلطان سلیم خان اول نے اپنے عہد کے پہلے آٹھ برس میں شاہ ایران کو شکست دی اور کردستان دیارِ بکر کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ ۹۲۳ھ (۱۵۱۷ء) میں ممالیک مصر سے شام، عرب اور مصر چھین لیے۔ کچھ عرصہ بعد مکہ و مدینہ پر قبضہ کر لیا اور مصر کے خلیفۂ عباسی کو اپنا مطیع بنا کر اس سے تمام وہ مقدس اشیا لے لیں۔ جن کا تعلق رسول عربی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے تھا اور اسی تاریخ سے سلاطین عثمانی نے امیر المومنین کا لقب اختیار کیا۔

سلطان سلیمان خاں، اعظم جو اپنے قابل باپ کا مایۂ ناز جانشین تھا۔ اپنے والد سلیم خاںؒ کے نقشِ قدم پہ چلا اور نہایت شاندار کارنامے سرانجام دیے ۹۲۸ھ (۱۵۲۲ء) میں جزائر روڈس کے امراء کو شکست دی۔ شمال میں بلغراد فتح کیا۔ ۹۳۲ء (۱۵۲۶ء) میں اہل ہنگری کو موہاکس Mohacs کے جنگل میں سخت شکست دی اور ان کا بادشاہ[63] لوئیس دوم بیس ہزار سپاہیوں کے ساتھ گرفتار ہو گیا اور مجارستان (ہنگری) ڈیڑھ صدی تک عثمانیہ کے پاس رہا۔ سلطان سلیمان نے ۹۳۵ھ (۱۵۲۹ء) میں وی آنہ Vienna آسٹریا کا دارالخلافہ کا محاصرہ کیا اور اس شہر پہ قبضہ ہونے ہی کو تھا کہ آرشیدوک فردنیان[64] سے خراج لے کر محاصرہ اٹھا لیا۔

سلیمان خاں کو اعظم کا لقب صرف اس لیے نہیں دیا گیا تھا کہ وہ بڑا بھاری مدبر، دانش مند اور ایک عظیم الشان فاتح تھا بلکہ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ اس نے اپنی سیاسی برتری کو باقی رکھنے کے لیے زبردست جدوجہد کی اور پھر ایسے زمانے میں جب اس کے مقابلے میں بڑی بڑی شخصیتیں موجود تھیں مثلاً چارلس[65] اول، فرانسس[66] اول، ملکہ الزبتھ[67]، لیوددھم[68]، کولمبس، کارنر[69]

Cartes اور ریلے[25] Raleigh ۔

سلیمان نے چارلس اول کے عہد میں وی آنہ کا محاصرہ کیا اور مجارستان کو فتح کرلیا۔ بحری مہمات میں اس نے ڈوریا[26] Doria اور ڈریک[27] Drake کے مشہور ملاحوں اور بیڑوں کے باوجود بحیرۂ روم کو ساحل ہسپانیہ تک اپنے قبضے میں کرلیا اور اس کے پاس باربروسہ[28] پیالی[29] اور ڈریکٹ[30] جیسے قابل امیرالبحر تھے۔ جنہوں نے بحیرۂ روم کو اپنے جہازوں کی جولانگاہ بنا رکھا تھا یہ سلیمان ہی تھا۔ جس نے اہل ہسپانیہ کو افریقہ کے ان علاقوں سے جہاں بربری قبائل آباد تھے۔ باہر نکال دیا تھا اور پریویزا[31] Prevesa کی سمندری لڑائی (۱۵۳۸ء) میں پوپ، شہنشاہ جرمنی اور ذرچے کو زبردست شکست دی تھی۔

خلاصہ یہ کہ سلیمان اعظم کے زمانہ میں سلطنت عثمانی ایک طرف بوڈاپسٹ[32] اور ساحلِ ڈینیوب سے مصر میں اسوان تک اور دوسری طرف ساحلِ فرات سے آبنائے جبرالٹر تک وسیع ہوگئی تھی۔

سلیمان اعظم کا زمانہ خلافت عثمانیہ کے انتہائی عروج کا زمانہ تھا۔ سلیمان کے بعد اس سلطنت کا زوال شروع ہوگیا اور اس سلسلے کی پہلی کڑی وہ شکست تھی جو ترکوں کو لپانٹو[33] Lipanto کی بحری لڑائی میں آسٹریا کے فرمانروا ڈان جان نے ۹۷۹ھ (۱۵۷۱ء) میں دی تھی۔ اگرچہ اسی سال یعنی ۹۷۹ھ میں ترکوں نے جزیرہ قبرص کو فتح کرنے کے علاوہ آسٹریا کو خشکی پر بھی چند شکستیں دی تھیں۔ مثلاً کرسٹیز Keresztes کی شکست (۹۷۷ھ، ۱۵۶۹ء) لیکن ترکوں کی وہ پہلی شان باقی نہیں رہی تھی اور یورپ کی حکومتوں نے ان سے ڈرنا چھوڑ دیا تھا۔

۱۰۴۸ھ (۱۶۳۸ء) میں سلطان مراد خاں چہارم نے بغداد پہ قبضہ کرلیا اور ۱۶۴۵ء میں جزیرہ کریٹ کے علاوہ چند اور جزائر بھی وینزیوں[34] سے چھین لیے لیکن یورپ میں چند ایسی شکستیں ہوئیں۔ جن کی وجہ سے سارا مجارستان ان کے ہاتھ سے نکل گیا مثلاً جین سبسکی Jean Sobieski کے ہاتھوں ۱۰۷۴ھ (۱۶۶۴ء) میں سینٹ گوتھرڈ[35] St. Gothard کی شکست ۱۰۸۳ھ (۱۶۷۳ء) میں چوکزیم Choczim اور ۱۰۸۶ھ (۱۶۷۵ء) میں لمبرگ[36]

Lemberg کی شکست ۔ پھر ۱۰۹۳ھ (۱۶۸۲ء) میں وی آنہ[37] کا محاصرہ اور ۱۰۹۵ھ (۱۶۸۶ء) میں موہاکس[38] کے مقام سے ترکوں کا فرار ساتھ ہی آسٹریا نے وینزیوں کے ساتھ مل کر ولایات بوسینہ[39] اور یونان پر حملہ کر دیا۔

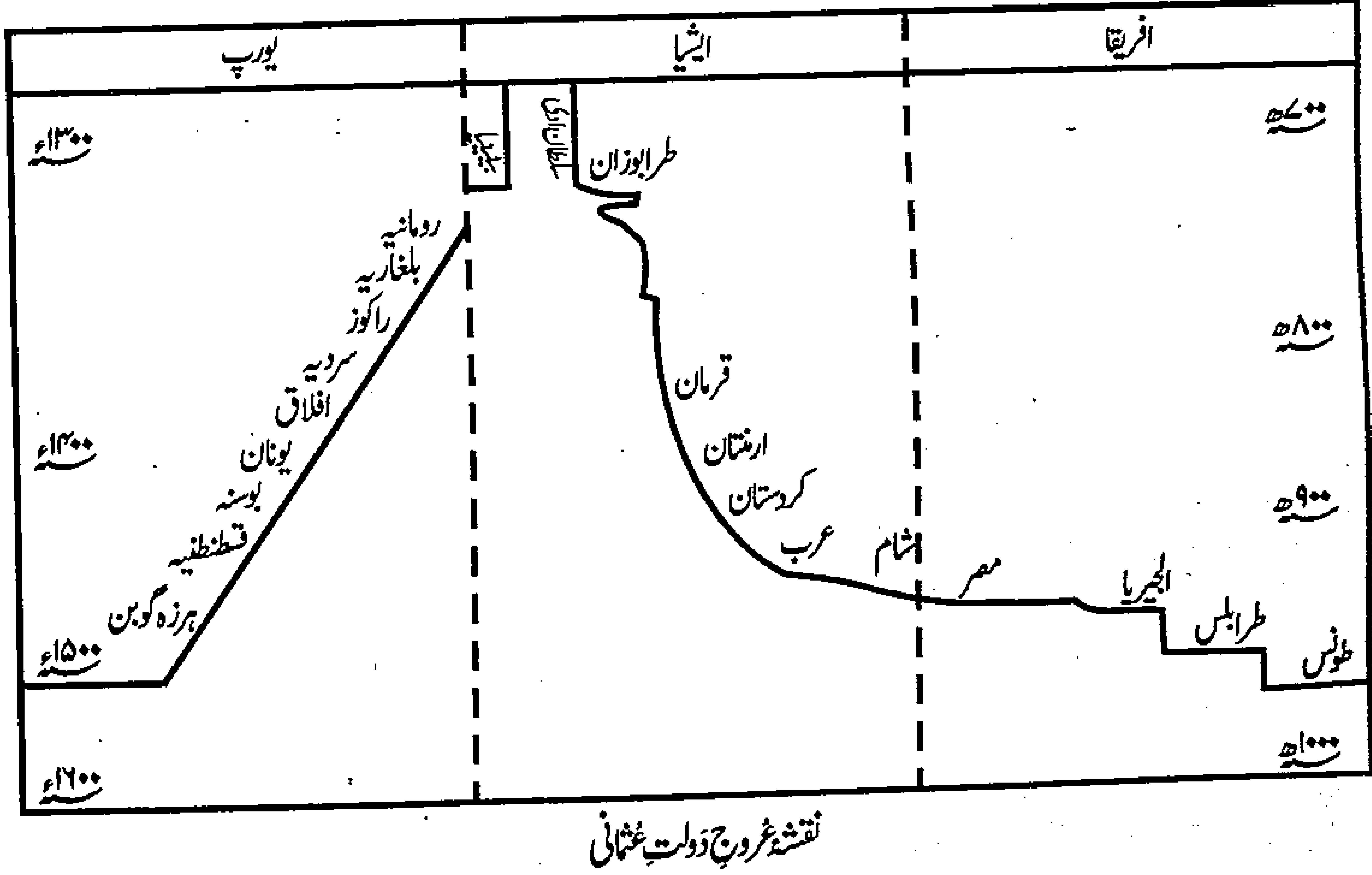
۱۱۰۹ھ (۱۶۹۷ء) میں جنگ زنتا[40] Zenta چھڑ گئی ۔ جس میں یوجین[41] Eugena نے ترکوں کو ایک زبردست شکست دی۔ اس کے بعد معاہدات کارلووٹز[42] Carlovitz (۱۱۱۱ھ، ۱۶۹۹ء) اور پساٹووٹز[43] Passatovitz کی رو سے مجارستان ۔ پڈولیا[44] Podolia اور ٹرانسلوینیا[45] ترکوں کے ہاتھ سے ہمیشہ کے لیے نکل گئے۔ ۱۷۳۶ء میں روس نے آکنذکاف Oczakey اور اوزاف لے لیے۔ ۱۸۸۳ء میں کریمیا چھین لیا۔ یہ سلسلہ جاری رہا اور محمود دوم جیسا طاقت ور فرمان روا بھی سلطنت کو زوال سے نہ بچا سکا۔ چنانچہ انیسویں صدی کے ربع میں محمد علی پاشا خدیو مصر بن گیا اور خودمختاری کا اعلان کر دیا۔ ۱۳۰۱ھ (۱۸۸۳ء) میں انگریزوں کی دست اندازی کی وجہ سے مصر عثمانی اقتدار سے پوری طرح آزاد ہو گیا۔ ۱۰۷۰ھ (۱۶۵۹ء) میں ڈے[46] Dey نے الجیریا کو ۱۱۱۷ھ (۱۷۰۵ء) میں بے[47] Bey نے ٹیونس کو آزاد کرا لیا۔ ۱۲۴۵ھ (۱۸۳۰ء) میں فرانس الجیریا پہ قابض ہو گیا اور ۱۲۹۹ھ (۱۸۸۱ء) میں ٹیونس کو دبوچ لیا۔ (گو بظاہر یہی کہتا رہا کہ میں ٹیونس پہ قبضہ کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا) اب افریقہ میں عثمانیوں کے پاس صرف طرابلس باقی رہ گیا تھا (۱۹۱۳ء) میں طرابلس پر اٹلی نے قبضہ کر لیا۔ (مترجم)

اگرچہ عثمانیوں کی ایشیائی سلطنت محفوظ تھی اور اس تاریخ سے کہ جب سلطان مراد رابع نے ایرانیوں سے بغداد چھینا تھا، اب تک کوئی ردوبدل نہیں ہوا تھا۔ لیکن ۱۲۹۵ھ (۱۸۷۸ء) میں معاہدہ برلن کی رو سے روس نے جزیرۂ قبرص پہ قبضہ کر لیا۔ عثمانیوں پہ سب سے بڑی افتاد یورپ میں پڑی اور وہ یوں کہ ۱۲۴۴ھ (۱۸۲۸ء) میں یونان ترکی سلطنت سے علیحدہ ہو گیا۔ ۱۸۶۶ء میں بساحل ڈینیوب کے چند علاقے مل کر رومانیہ کہلانے لگے اور ترکی سے جدا ہو گئے۔ ۱۸۶۷ء میں سرویا نے آزادی کا اعلان کر دیا۔

روسیوں کی نیت ترکوں کے متعلق مدت سے خراب تھی لیکن کریمیا کی لڑائی (۱۸۵۴ء۔۱۸۵۵ء) نیز انگریزوں اور فرانسیسیوں کی مداخلت کی وجہ سے وہ اپنے ارادوں کو اب تک عملی صورت نہ دے سکے تھے۔ ۹۵۔۱۲۹۴ھ (۷۸۔۱۸۷۷ء) میں روسیوں نے ترکوں پر باقاعدہ حملہ کر دیا اور اس مرتبہ باقی حکومتیں خاموش بیٹھی رہیں۔ اس لیے کہ وہ روس کی پیش قدمی کو روکنے کے قابل نہیں تھیں۔

اگرچہ معاہدۂ برلن (۱۲۹۵ھ۔۱۸۷۸ء) کی رُو سے روس کو سلطنت عثمانیہ کا کوئی بہت بڑا علاقہ نہیں مل سکا، تاہم ترکی اقتدار کے زوال کی رفتار تیز تر ہوگئی۔ رومانیہ اور سرویا علیحدہ سلطنت بن گئے۔ مائٹ نگرو کی خودمختاری کا اعلان ہوگیا۔ یونان، تسالیا Toesealia[۴۸] پہ قابض ہوگیا اور آسٹریا نے بوسنیہ اور ہرزہ گوینہ Herzegovina[۴۹] کے علاقے ہتھیا لیے۔ بلغاریہ نیم مستقل ہوگیا اور ۱۳۰۳ھ (۱۸۸۵ء) میں شرقی رومیلیا Romelia[۵۰] کا علاقہ بھی اس کے ساتھ شامل ہوگیا اور اس طرح عثمانی ان تمام علاقوں سے جو شمال میں جبال بلقان تک پھیلے ہوئے تھے محروم ہوگئے اب یورپ میں عثمانیوں کا اقتدار جبال بلقان کے جنوب میں ایک چھوٹے سے علاقے پہ رہ گیا جس میں یونان کا پرانا قلعہ، مقدونیہ، اپیروس[۵۱] اور ایلیر یا Illyria شامل ہیں۔ سلیمان اعظم کے زمانے میں یہی سلطنت وی آنہ تک پھیلی ہوئی تھی[۵۲]

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۶۹۹	عثمان اول	۱۲۹۹
۷۲۶	ارخان	۱۳۲۶
۷۶۱	مراد اول	۱۳۶۰
۷۹۲	بایزید اول	۱۳۸۹
۸۰۵	محمد اول	۱۴۰۳
۸۲۴	مراد ثانی	۱۴۲۱



نقشۂ عروجِ دولتِ عثمانی

۸۸۶	بایزید ثانی	۱۴۸۱
۹۱۸	سلیم اوّل	۱۵۱۲
۹۲۶	سلیمان اول	۱۵۲۰
۹۷۴	سلیم ثانی	۱۵۶۶
۹۸۲	مراد ثالث	۱۵۷۴
۱۰۰۳	محمد ثالث	۱۵۹۵
۱۰۱۲	احمد اوّل	۱۶۰۳
۱۰۲۶	مصطفیٰ اوّل	۱۶۱۷
۱۰۲۷	عثمان ثانی	۱۶۱۸
۱۰۳۱	مصطفیٰ اوّل (دوبارہ)	۱۶۲۲
۱۰۳۲	مراد رابع	۱۶۲۳
۱۰۴۹	ابراہیم اوّل	۱۶۴۰
۱۰۵۸	محمد رابع	۱۶۴۸
۱۰۹۹	سلیمان ثانی	۱۶۸۷
۱۱۰۲	احمد ثانی	۱۶۹۱
۱۱۰۶	مصطفیٰ ثانی	۱۶۹۵
۱۱۱۵	احمد ثالث	۱۷۰۳
۱۱۴۳	محمود اول	۱۷۳۰
۱۱۶۸	عثمان ثالث	۱۷۵۴
۱۱۷۱	مصطفیٰ ثالث	۱۷۵۷
۱۱۸۷	عبدالحمید اوّل	۱۷۷۳
۱۲۰۳	سلیم ثالث	۱۷۸۹

۱۲۲۲	مصطفیٰ رابع	۱۸۰۷
۱۲۲۳	محمود ثانی	۱۸۰۸
۱۲۵۵	عبدالمجید	۱۸۳۹
۱۲۷۷	عبدالعزیز اوّل	۱۸۶۱
۱۲۹۳	مراد خامس	۱۸۷۶
۱۲۹۳	عبدالحمید خاں ۵۳ف	۱۸۷۶

۱۔ ایشیائے خورد کا ایک ضلع لیڈیا کے شمال میں
۲۔ ایشیائے خورد کا ایک ضلع سمرنا کے مشرق میں
۳۔ ایشیائے خورد کا ایک ضلع لیڈیا کے شمال میں
۴۔ ایشیائے خورد کا ضلع جنوبی ساحل پر جزائر روڈس کے سامنے
۵۔ ایشیائے خورد کا ضلع سمرنا کے شمال میں
۶۔ ایشیائے خورد کا ضلع سمرنا کے جنوب میں
۷۔ ایشیائے خورد کا ضلع انگورہ کے شمال میں
۸۔ ایشیائے خورد کا ضلع انگورہ کے جنوب میں
۹۔ Bithenia ایشیائے خورد کا ایک شہر
۱۰۔ Brusa ایشیائے خورد کا ایک شہر
۱۱۔ Nicaea ایشیائے خورد کا ایک شہر
۱۲۔ Philippoplis بلغاریہ کا ایک شہر
۱۳۔ یونان کا ایک دریا جو ایڈریانوپل کے پاس سے گزر کر ایجین کے بحیرے میں آگرتا ہے۔
۱۴۔ توسوف یوگوسلاویہ کا ایک شہر
۱۵۔ Nicopolis بلغاریہ کا ایک شہر
۱۶۔ Varna بلغاریہ کا ایک شہر
۱۷۔ اترانتو اٹلی کے جنوب مشرقی کونے میں اپولیا کے صوبے کا ایک شہر
۱۸۔ لوئیس دوم (۱۵۰۰ء۔۱۵۲۶ء)
۱۹۔ Arehdak Ferdinand اس سے مراد غالباً فرڈینان اول شہنشاہ روما ہے جو ۱۵۰۳ء میں پیدا ہوا اور ۱۵۶۴ء تک زندہ رہا۔
۲۰۔ چارلس اول کا زمانہ ۱۶۰۰ء سے ۱۶۴۹ء تک تھا اور سلیمان خان کا ۱۵۲۰ء سے ۱۵۶۶ء تک۔ یہ ہم عصر

نہیں ہو سکتے۔ اس لیے یہاں غالباً ہسپانیہ کا بادشاہ چارلس پنجم مراد ہے۔ جس کا زمانہ ۱۵۰۰ء سے ۱۵۵۸ء تک تھا۔ اور یہ رومہ کا بھی بادشاہ تھا۔

۲۱۔ فرانسس اول (۱۴۹۴ء، ۱۵۴۷ء) ۱۵۱۵ء سے ۱۵۴۷ء تک فرانس کا بادشاہ رہا۔

۲۲۔ ملکہ الزبتھ (۱۵۳۲ء سے ۱۶۰۳ء) ۱۵۵۸ء میں تخت انگلستان پہ بیٹھی تھی۔

۲۳۔ اٹلی کا اسقف اعظم یعنی پوپ

۲۴۔ سپین کا ایک مشہور نامور (۱۴۸۵ء، ۱۵۴۷ء) جس نے امریکہ کی ریاست میکسیکو کو فتح کرنے کے بعد اس پہ دس برس حکومت کی۔

۲۵۔ ریلے (۱۵۵۲ء سے ۱۶۱۸ء) انگلستان کا ایک مشہور جہاز ران اور تاریخ عالم کا مصنف۔ جمیز اول نے اسے موت کی سزا دی تھی۔

۲۶۔ ڈوریا (۱۴۶۶ء۔ ۱۵۶۰ء) ایک مشہور جہاز ران جو ۱۵۰۳ء میں فرانس کے خلاف لڑا اور پھر فرانسیسیوں سے مل کر ترکوں کے خلاف نبرد آزما رہا۔

۲۷۔ سر فرانسس ڈریک (۱۵۴۰ء۔ ۱۵۹۶ء) ملکہ الزبتھ کے عہد کے مشہور امیر البحر جس نے لارڈ ہاورڈ کے ساتھ مل کر سپین کا سمندری بیڑا تباہ کیا تھا۔

۲۸۔ Barbarossa ۲۹۔ Piale ۳۰۔ Drogut

۳۱۔ پرویزہ یونان کا ایک ساحلی شہر

۳۲۔ بوڈاپسٹ۔ ہنگری کا دارالخلافہ

۳۳۔ لپانٹو۔ یونان کا ایک مشہور شہر

۳۴۔ Vinetianes اہل وینس۔ وینس اٹلی کا مشہور شہر ہے۔

۳۵۔ اٹلی اور سوئزرلینڈ کی سرحد پر ایک مقام

۳۶۔ لمبرگ پولینڈ کا ایک شہر

۳۷۔ وی آنہ۔ آسٹریا کا دارالخلافہ

۳۸۔ ہنگری کا ایک شہر

۳۹۔ بوسینہ۔ یوگوسلاویہ کا ایک ضلع

۴۰۔ زنتا۔ یونان کا ایک شہر

۴۱۔ یوجین۔ آسٹریا کا شہزادہ

۴۲۔ یوگوسلاویہ کا ایک شہر

۴۳۔ پیاراڈنز۔ سردیہ کا ایک شہر

۴۴۔ یوکرائن کا ایک ضلع بیسربیا کے شمال میں

۴۵۔ ٹرانسلوینیا۔ رومانیہ کا ایک صوبہ

۴۶۔ ڈے۔ ترکی خطاب جو سپہ سالاروں کو ملتا تھا۔ سترھویں صدی میں ترکی فوج ینی چری کے سپہ سالار

جوڈے کہلاتے تھے۔ الجیریا کے سردار بن گئے۔ سولھویں صدی کے آغاز سے ۱۷۰۵ء تک ٹیونس پہ بھی حکمران رہے۔

۴۷۔ بے۔ ترکی خطاب۔ جو ٹیونس کے فرمانرواؤں کو عطا ہوا تھا۔ باوجودیکہ سولھویں صدی کے آغاز سے ۱۷۰۵ء تک ٹیونس پر ڈے قابض رہے۔ تاہم بے کافی باثر تھے اور امور سلطنت ان کی مرضی ہی سے سرانجام پاتے تھے۔ ۱۷۰۲ء میں ابراہیم (آخری ڈے) نے بے خاندان کو تباہ کر دیا۔ جس پر اہل الجیریا بھڑک اٹھے اور ابراہیم کو شکست ہوئی۔ اس کے بعد اہل ٹیونس نے کریٹ کے ایک شخص حسین بن علی کو بے کا خطاب دے کر اپنا فرمانروا بنالیا اور یہی خاندان آج تک ٹیونس کا نیم مختار حکمران ہے۔ بے کا تباہ شدہ گھرانہ کارسیکا کے ایک شخص مراد کی اولاد تھا۔

۴۸۔ یونان کا ایک مشرقی ضلع

۴۹۔ ہرزہ گرین۔ یوگوسلاویہ کا ایک صوبہ سمندر کے قریب

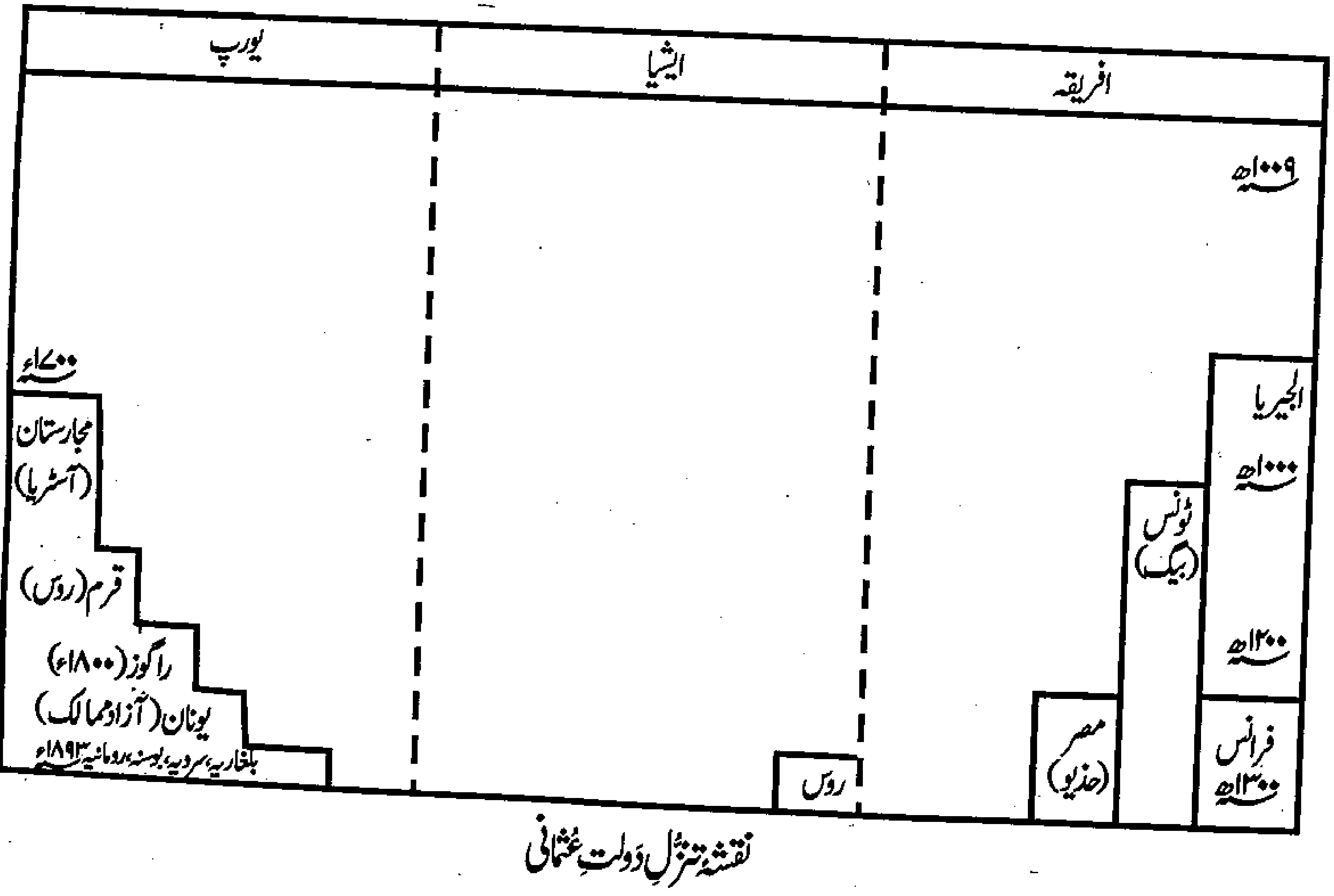
۵۰۔ رومیلیا۔ بلغاریہ کا ایک صوبہ جو صوفیا سے بحیرۂ اسود تک پھیلا ہوا ہے۔

۵۱۔ Epirus البانیہ کے جنوب میں یونان کا ساحلی صوبہ

۵۲۔ جنگ بلقان ۱۳۔۱۹۱۲ء اور جنگ عظیم ۱۸۔۱۹۱۴ء کے بعد یورپ میں ترکوں کا اقتدار صرف استنبول اور ایڈریانوپل تک محدود رہ گیا ہے۔

۵۳۔ عبدالحمید خاں کے بعد چار سلطان اور آئے پھر ۱۹۲۴ء میں کمال اتاترک نے خلافت کو اڑا کر جمہوریت کی بناء ڈال دی۔

۱۳۲۷	محمد خامس	۱۹۰۹
۱۳۳۶	محمد سادس	۱۹۱۸
۱۳۴۱	عبدالحمید	۱۹۲۲
۱۳۴۲	عبدالعزیز	۱۹۲۴
۱۳۴۲	کمال اتاترک	۱۹۲۴
۱۳۵۶	عصمت انونو	۱۹۵۰
۱۳۶۹	جلال بایار	۱۹۶۰
۱۳۸۰	جنرل گرسل (عصمت وزیر اعظم)	۱۹۶۶
۱۳۸۶	جودت ثنائے	



نقشۂ تنزلِ دولتِ عثمانی

باب یازدہم

مغل

سا تویں صدی ہجری سے بارہویں صدی ہجری تک

تیرہویں صدی عیسوی سے سترہویں صدی عیسوی تک

۸۲۔ خانانِ کبیر

۸۳۔ ایلخانانِ ایران

۸۴۔ خانانِ دشت قبچاق یا سیر اردو

۸۵۔ خانانِ قرم

۸۶۔ خانانِ اولوس جغتائی

باب یازدہم

مغل

سا تویں صدی ہجری سے بارہویں صدی ہجری تک

تیرہویں صدی عیسوی سے ستر ہویں صدی عیسوی تک

مغلوں کی تاریخ چنگیز خان سے شروع ہوتی ہے۔ چنگیز خان ایک غیر معمولی انسان تھا جس طرح کہ ہر بڑے انسان کے متعلق فرضی روایات گھڑ لی جاتی ہیں، اسی طرح چنگیز خان کے آباؤ اجداد کے متعلق بھی غلط سلط کہانیاں تراش لی گئی ہیں۔ ہمارے ہاں اصلی کہانی صرف اتنی ہے کہ مغل ایک بڑی قوم کی شاخ تھی جو صحرائے گوبی Gobi کے شمالی حصے میں آب و چراگاہ کی تلاش میں پھرا کرتی تھی۔ اس قسم کے ایک حصے کا گزارہ شکار اور ریوڑ پہ تھا۔ ان کی غذا گوشت اور پنیر تھی۔ یہ اپنے ہمسایوں یعنی اہل خطا و چین کے ہاں کھالیں بیچا کرتے تھے۔ لفظ ''مغل'' چوتھی صدی ہجری کی ایجاد ہے جب مغل شاخ کے خوانین تمام قوم کے سردار قرار پائے تو لفظ مغل بھی تمام قوم کے لیے استعمال ہونے لگا۔ یعنی کل جزو کے نام سے پکارا جانے لگا۔

چنگیز کا والد یسوکا اگر چہ اپنے قبیلے کو تمام قوم کا سردار نہ بنا سکا لیکن اس نے اس مقصد کے لیے بے حد کوشش کی اور ممکن ہے کہ اسی کی کوششوں سے مغل چین کی غلامی سے نکلے ہوں۔

باوجودیکہ یسوکا نے کافی فتوحات حاصل کی تھیں اور تمام قبائل کو منظم بھی کر لیا تھا۔ تاہم قبائل کی تعداد چالیس ہزار خیموں سے زیادہ نہیں تھی۔ یہ یسوکا ہی کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ اس کے لڑکے چنگیز خاں نے صرف بیس برس کے عرصے میں اتنی بڑی سلطنت بنالی کہ اس سے پہلے کسی اور فرمانروا کو نصیب نہیں ہوئی تھی۔

یسوکا ۱۱۷۵ء میں فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا تموجن جس کی عمر صرف تیرہ برس تھی اور ابھی تک اسے چنگیز خاں کا لقب نہیں ملا تھا۔ اپنے والد کے گروہ (جو دریائے اونن Onon کے کنارے مقیم

تھا) کا سردار بن گیا۔

چنگیز خاں کو اسکندر ایشیا کہنا غلط نہیں۔ اس کے تمام کارناموں کی تفصیل دینا مناسب نہیں ۔ یہاں صرف اتنا ہی بتا دینا کافی ہوگا کہ پہلے تیس برس تک چنگیز خان خانہ جنگی میں الجھا رہا۔ گھر کے دشمنوں سے نپٹنے کے بعد اردگرد کے قبائل کو طاقت، چال اور فریب سے اپنا مطیع بنا لیا اور اتنی طاقت پیدا کرلی۔ جس کی بدولت آنے والے بیس برس میں اپنے وسیع تر ارادوں اور بلند مقاصد کی تکمیل کرسکے۔

تموجن نے ان تمام قبائل کو جو صحرائے گوبی کے شمال حصے میں نہر ارتش Irtush سے کوہائے کھنگن Khlnggan تک آباد تھے۔ مطیع بنانے کے بعد قوم کرایت karait کو بھی رعیت بنا لیا۔ اس قوم کا فرمان روا وانگ خان تھا جو اہل یورپ کی کہانیوں میں ملک یوحنا Prester John کے نام سے مشہور تھا۔ وانگ خان یسوکا اور تموجن کا حلیف تھا۔ لیکن ان کے اتحاد میں استواری نہیں تھی۔

۱۲۰۶ء میں تموجن نے تمام رؤسائے قبائل کو جمع کر کے ایک مجلس شورائے (کونسل) قائم کی۔ جسے مغلوں کی زبان میں قوریلتا کہا جاتا ہے۔ مجلس میں بدھ مذہب کا ایک فقیر شاماں نامی بھی موجود تھا۔ اس فقیر نے اٹھ کر اعلان کیا کہ خداوند نے تموجن کو چنگیز قاآن کا بلند لقب عطا کیا ہے۔ اور یہ لقب پہلے کسی اور حکمران کو نہیں دیا گیا تھا۔ چنگیز قاآن کے معنی ہیں ''طاقت ور بادشاہ'' چنانچہ چوالیس برس کی عمر میں چنگیز تمام قبائل کا سردار بن گیا۔ تین برس بعد قوم اویغور کو مغلوب کیا اور پھر سلطنت چین پر حملہ کر دیا لیکن اس وسیع ملک کی تسخیر اس کی اولاد کے نصیب میں تھی۔ چنگیز اپنی زندگی میں صرف شمالی چین کے ایک بڑے علاقے پر جس میں لیان تن Lian Tnn اور قبیلہ تنگغوت کے متصرفات بھی شامل تھے) قبضہ کر سکا۔ تنگغوت حکومت ہیا کے مطیع تھے۔

چنگیز خاں کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ترکانِ قراختا کی قدیم سلطنت تھی جس کی حدود قریباً وہی تھیں جو آج مشرقی ترکستان کی ہیں یہاں گورگانی یا گورخانی شاہوں کا سلسلہ حکومت کیا کرتا تھا۔ تمام ہمسایہ ممالک مثلاً ایران اور ماوراء النہران کے باجگزار تھے۔ چنگیز کے

سامنے سوال یہ تھا کہ وہ گورگانیوں کی غلامی قبول کرے یا ان کے خلاف علم بغاوت بلند کرلے۔ چنانچہ اس نے دوسری راہ اختیار کی اور بہت تھوڑے عرصہ میں کاشغر، ختن اور یارقند کو فتح کرنے کے بعد رفتہ رفتہ کراختائیوں کے باقی علاقے بھی ہتھیا لیے اور پھر خوارزم شاہی سلطنت (جو تازہ تازہ بنی تھی) کی سرحد پہ جا پہنچا اور خوارزم شاہیوں کے ناپائدار اقتدار کا خاتمہ کردیا۔

چنگیز خاں نے اپنی فوج کو کئی حصوں میں تقسیم کردیا تھا۔ ایک حصہ خوارزم خراسان اور افغانستان پہ چڑھ دوڑا۔ دوسرا حصہ آذربائیجان، گرجستان، اور جنوبی روس پہ حملہ آور ہوا اور ایک دستہ چین میں گھس گیا۔

فتوحات کا یہ بے پناہ سلسلہ جاری تھا کہ چنگیز خاں ۶۲۴ھ (۱۲۲۷ء) میں فوت ہوگیا۔ اس وقت اس کی عمر ۶۴ برس تھی۔ اس کی سلطنت دریائے زرد سے بحیرۂ اسود تک پھیل چکی تھی اور چینیوں، تنگفوتیوں، افغانوں، ایرانیوں اور ترکوں کے ممالک چنگیز خان کے قبضہ میں آچکے تھے۔

چنگیز خاں نے مغل سرداروں کی روایات کے مطابق تمام مفتوحہ ممالک اپنے بیٹوں میں تقسیم کردیے۔ آبائی ممالک سے بھی ہر ایک کو کچھ نہ کچھ حصہ دیا۔ اور ایک بیٹے کو سب کا سردار مقرر کردیا۔

ذیل میں خاندانِ چنگیزی کی تمام شاخوں کی فہرست دی جاتی ہے اور اس کا آغاز قاآنوں یا خانوں کے اس طبقے سے کیا جاتا ہے، جسے تمام قبائل کی ریاست حاصل تھی۔

۱۔ خاندانِ اوکتائے یعنی زنگاریا[1] Zungaria کے فرمانروا جو تولو کے ہاتھوں شکست کھانے تک قاآن کہلاتے تھے۔

۲۔ خاندانِ تولو۔ یعنی چنگیز خاں کے آبائی ملک (مغولستان) کے فرمانروا جو خاندانِ اوکتائے کے زوال سے قوم منچو کے عروج تک قاآن کہلاتے رہے۔

۳۔ ایلخانانِ ایران۔ یعنی ہلاکو اور اس کے جانشین۔

۴۔ خاندانِ جوجی۔ یعنی دشت قپچاق کے ترک فرمانروا۔ جن میں خوانین اُردو وآق اُردو۔ خوانین ہشتر خانی۔ خوانین قازان، قاسموف، اور قرم کے تمام طبقے، نیز خوانین خیوہ و بخارا شامل ہیں۔

۸۲۔ قاآنانِ اعظم

۶۰۳ھ تا ۱۰۴۳ھ

(۱۲۰۶ء تا ۱۶۳۴ء)

ا۔ خاندانِ اوکتائے (زنگاریا)

عرصۂ حکومت

۶۲۴ھ تا ۶۴۶ھ

(۱۲۲۷ء تا ۱۲۴۸ء)

چنگیز خاں کی خواہش کے مطابق اس کا بیٹا اوکتا زنگاریا اور باقی تمام مغل شہزادوں اور امیروں کا سردار مقرر ہو گیا۔ اگرچہ اوکتا چنگیز کے بیٹوں میں سب سے زیادہ قابل اور عاقل نہیں تھا۔ لیکن مغلوں نے چنگیز خاں کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے اسے اپنا سردار چن لیا اور اس طرح یہ تمام مغل قبیلوں کا شہنشاہ بن گیا۔ مغلوں نے ۶۲۶ھ (۱۲۲۹ء) میں ایک مجلس شوریٰ منعقد کر کے اوکتا کی سرداری کا رسماً اعلان کر دیا۔

اوکتا کا زمانہ مغلوں کے انتہائی عروج کا زمانہ تھا۔ ایک طرف تو خاندان کین جو نصف شمالی چین کا مالک تھا اور جس سے کچھ علاقے چنگیز خاں نے پہلے ہی چھین لیے تھے۔ ۶۳۱ھ (۱۲۳۴ء) میں پوری طرح مغلوب ہو گیا۔ ہاں خاندان سوانگ جو نصف جنوبی چین کا مالک تھا قبلا خاں کے زمانے تک مقابلہ کرتا رہا اور دوسری طرف ۶۳۷ھ (۱۲۴۱ء) میں کوریا فتح ہو گیا۔ سلطان محمد خوارزم شاہ کے لڑکے جلال الدین منکبرنی نے کافی جنگ و جدل کے بعد اپنے والد کی طرح ہتھیار ڈال دیے۔ جوجی کا لڑکا باتو ایک بہت بڑی فوج لے کر یورپ پہ حملہ آور ہو گیا اور مغلوں نے ماسکو اور نوووگراڈ Novogorod کو تباہ کر دیا۔ مجارستان کو بھی روند ڈالا۔ کراکو Cracow کو جلا دیا اور پست Pesth کا محاصرہ کر لیا۔ اس موقع پر اوکتا کی اچانک موت

واقع ہوگئی اور اس کا جانشین تلاش کرنے کے لیے تمام مغل سردار اور شہزادے ایشیا کو لوٹے۔ نیز لینٹز Liegnitz کے مقام پر شہنشاہ آسٹریا نے مغلوں کو ایک زبردست شکست دے کر ان کے حوصلے پست کر دیے اور اس طرح یورپ کو مغلوں سے نجات حاصل ہوگئی تھی۔

مغلوں کی سلطنت کا داخلی نظام یلوچوت سالی جیسے قابل وزیر اعظم کے ہاتھ میں تھا جو اوکتا کی تمام قلمرو کا انتظام نہایت عمدہ طریقے پہ چلاتا تھا۔ اگرچہ باقی مغل حکمرانوں کی طرح اوکتا بھی عموماً نشہ شراب میں مست رہتا تھا۔ لیکن وزیر اعظم کی ہشیاری کی وجہ سے نظم و نسق میں کوئی خلل نہیں آنے پاتا تھا۔

اوکتا کی وفات ۶۳۷ھ (۱۲۴۱ء) میں ہوئی۔ اس کے بعد اس کی بیوی تورکینا اپنے بیٹے گیوگ کی طرف سے سات برس تک سلطنت کا کاروبار چلاتی رہی اور مغلوں کی سردار اعلیٰ بنی رہی۔ اس عرصے میں گیوگ باتو کے ہمراہ فتح مجارستان (ہنگری) میں مصروف تھا۔

گیوگ ۶۴۴ھ (۱۲۴۶ء) میں واپس آیا اور فوراً مغل سرداروں نے قراقرم میں مجلسِ شوریٰ منعقد کر کے اسے اپنا قاآن تسلیم کر لیا۔ جوجی کے بیٹے اس انتخاب پہ راضی نہیں تھے۔ اس لیے وہ مجلس شوریٰ میں شامل نہ ہوئے۔

گیوگ نے پہلے تمام ان باغی عناصر کا سر کچلا جو اس کی والدہ کے دورِ حکومت میں باعثِ مصیبت بنے ہوئے تھے اور پھر چین و ایران کی تسخیر کے لیے ایک فوج تیار کی۔

اوکتا کی اولاد میں سے صرف گیوگ کو یہ عزت حاصل ہوئی کہ اسے مغلوں نے اپنا امیر اعلیٰ تسلیم کیا۔ جب ۶۴۷ھ (۱۲۴۸ء) میں گیوگ کی وفات ہوگئی تو حکومت خاندان تولی میں منتقل ہو گئی۔ اس خاندان کا پہلا فرمانروا منگو تھا۔ منگو کی زندگی میں خاندان اوکتا کی طرف سے کوئی مخالفت نہ ہوئی لیکن اس کی وفات کے بعد جب قبلا خاں نے ایک قانونی و غیر رسمی مجلس شوریٰ سے اپنی قاآنی کا اعلان کرایا تو اوکتا کی اولاد مزاحمت کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی اور خوفناک خانہ جنگی کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا۔ چنانچہ مشرق میں قیدو (اوکتا کا پوتا) اور تولی کے حمایتوں میں اکتالیس لڑائیاں ہوئیں اور مغرب میں تولی کے قبچاقی حلیفوں نے قیدو کے ساتھ پندرہ مرتبہ تیغ آزمائی کی

لیکن ان جنگوں کا کوئی مفید نتیجہ نہ نکلا۔ جب ۷۰۱ھ (۱۳۰۱ء) میں قیدو کی وفات ہو گئی تو او کتائے کے تمام خاندان نے خاندان تولی کی اطاعت قبول کر لی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب او کتا کی نسل دشت قبچاق (ماوراء النہر) کے قبائل میں پریشان زندگی بسر کر رہی تھی اور ان کے چند ایک گمنام رئیس چغتائی خوانین کی پناہ میں زندگی کے دن کاٹ رہے تھے۔

اس میں کلام نہیں کہ ماوراء النہر میں نسل او کتا کے چند افراد کچھ عرصے کے لیے حکومت کرتے رہے اور اسی خاندان کے دو افراد یعنی سیور غتمش اور اسکے بیٹے محمود کو تیمور نے چغتائیوں کی مرضی کے خلاف چند دنوں کے لیے ترکستان کا حاکم بنا دیا تھا۔ لیکن یہ عروج عارضی تھا اور تیمور کا یہ اقدام محض ایک مذاق تھا۔ اس لیے ان دو کاہل فرمانرواؤں کو قاآن اعظم کی فہرست میں شامل کرنا درست نہیں۔

۲۔ خاندانِ تولی (منگولیا)

اس خاندان کا عہد حکومت ۱۲۴۸ء سے ۱۶۳۴ء تک پھیلا ہوا تھا اور اس کے تین بڑے بڑے دور تھے۔

۱۔ چین میں خاندان یوئن Yuen کا زمانہ (۱۲۴۸ء۔۱۳۷۰ء)

۲۔ قراقرم میں ضعف سلطنت کا زمانہ (۱۳۷۰ء۔۱۵۴۳ء)

۳۔ قبائل کا پریشان ہونا اور بالآخر منچو خاندان کا مطیع بن جانا۔ (۱۵۴۳ء۔۱۶۳۴ء)

منگو کے قاآن بن جانے کی بڑی بڑی وجوہ دو تھیں۔

اول۔ کہ وہ ایک مشہور سپہ سالار اور ایک بہادر تیغ ران تھا۔

دوم۔ بعض ایسے قبائل جو اس کے والد تولی کی پشت و پناہ اور چنگیز خاں کے "بازوئے شمشیر زن" تھے۔ اس کے مطیع بن چکے تھے۔ منگو ۶۴۶ھ (۱۲۵۱ء) میں تخت نشین ہوا اور ۶۵۷ھ (۱۲۵۹ء) میں مر گیا۔ گو اس کا عہدِ حکومت بہت مختصر تھا لیکن عرصہ میں بھی اس نے دو بڑے بڑے قدم اٹھائے۔

اول۔ اس کا اپنا پایہ تخت شمالی چین کے شہر قراقرم میں تھا۔ لیکن اس نے اپنے بھائی قبلا خان کو جنوبی چین کا حاکم بنا کر پیکنگ کو اس کا دارالخلافہ قرار دیا اور بعد میں یہی شہر قاآن اعظم کا مستقل پایہ تخت بن گیا۔

دوم۔ اپنے دوسرے بھائی ہلاکو خان کو ایران کا حاکم مقرر کر دیا۔ ہلاکو نے ایران میں موروثی سلسلہ سلطنت قائم کر دیا۔ یعنی اس کے بیٹے اور پوتے یکے بعد دیگرے وہیں سلطنت کرتے رہے اور اس تاریخ سے ایران میں مغلوں کا ایک علیحدہ سلسلہ قائم ہو گیا۔

منگو کی وفات ۶۵۷ھ (۱۲۵۹ء) کے بعد خانہ جنگیوں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا اور اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ اوکتا کی اولاد مدعی سلطنت بن کر مقابلے میں آ گئی تھی۔ مغلوں نے منگو کے دو بھائیوں اریق بوکا اور قبلا خان کو حکومت کے لیے منتخب کیا۔ چینی افواج کے سرداروں نے قبلا کو اپنا امیر بنا لیا۔ اور قراقرم میں مجلس شوریٰ نے اریق بوکا کو حکومت دے دی اور سلطنت کے مغربی علاقوں میں بعض قبائل نے جو خاندان اوکتا و چغتائی کے طرف دار تھے۔ قیدو (اوکتا کا پوتا) کو قاآن بنا لیا۔ جوجی خاندان خود مدعی حکومت بن کر سامنے نہ آیا، البتہ تولی خاندان کی برابر حمایت کرتا رہا۔

ان ہنگاموں میں صرف قبلا کامیاب رہا۔ اس لیے کہ وہ ایک قابل سپہ سالار ہونے کے علاوہ بے حد دولت مند تھا۔ اور بڑی شہرت کا مالک تھا۔ اریق بوکا کو جلدی شکست ہو گئی۔ قیدو اپنے جدی ممالک سے بہت دور تھا اور قبلا کی وفات کے بعد کافی عرصے تک مصائب میں گرفتار رہا۔

اس تاریخ کے بعد چنگیزی خانون کی حکومت صرف چین تک محدود ہو گئی ۱۸۲۰ء میں قبلا خان نے جنوبی چین کو جو فرمانروایانِ سوانگ کے ماتحت تھا۔ فتح کر لیا اور اس طرح سارے چین کو ایک مرکز کے نیچے لانے کے بعد خان بالیغ (لفظی معنی ہیں۔ خانون کا مرکز) کو جسے آج کل پیکنگ کہتے ہیں اپنا دارالخلافہ بنا لیا اور چنگیزیوں کا قدیم دارالخلافہ یعنی قراقرم ایک غیر اہم مقام بن کر رہ گیا۔ اور بعد کے تین دوروں میں یہی حالت قائم رہی۔

پہلا دور

اس دور سے مراد وہ نوّے برس ہیں۔ جن میں مغلوں نے چین پہ حکومت کی تھی۔ حکومت کا آغاز ۱۲۸۰ء میں ہوا اور اس سلسلے کے دسویں فرمانروا طغان تیمور پر ۷۷۰ھ (۱۳۷۰ء) میں ختم ہو گئی چین میں اس سلسلے کو سلسلہ یوئن Yuen کہتے ہیں۔ یہ خاندان بہت بڑی شان و شہرت کا مالک تھا۔ مارکوپولو Marcopolo کے سیاحت نامہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس خاندان کے زوال کی وجہ دربار کی بدانتظامی لاموں یعنی بدھی صوفیوں کی دخل اندازی نیز افلاس، قحط، زلزلے اور دیگر مصیبتیں تھیں۔ مزید تفصیل کے لیے سرہنری ہوورت کی تاریخ دیکھیے۔

جب اس خاندان کا زوال شروع ہوا تو کئی مدعیانِ سلطنت پیدا ہو گئے۔ جن میں سب سے زیادہ طاقت ور چوین چانگ Chu Yuen Chang تھا یہ امیر منگ Ming سلسلے کا بانی تھا۔ ۱۳۶۸ء میں اس نے پیکنگ کو فتح کر لیا۔ صرف دو برس کے عرصے میں مغلوں کو چین سے نکال دیا اور اس طرح چنگیزی خانوں کی شان و شوکت ختم ہو گئی۔

دوسرا دور

چین سے نکلنے کے بعد سے دین خاں کے عارضی عروج تک مغلوں کا دوسرا دور کہلاتا ہے۔ یہ دور ۱۳۷۰ء سے شروع ہو کر ۱۵۴۳ء میں ختم ہوتا ہے۔ یہ زمانہ مغلوں کے زوال کا زمانہ ہے۔ اس زمانے میں مغل پھر اسی علاقے میں چلے گئے تھے۔ جہاں سے انہوں نے اپنی فتوحات کا آغاز کیا تھا۔ یعنی صحرائے گوبی کے شمال میں دریائے کرولین Keronlene اور اونن Onon کے کنارے۔

اس دور میں مغل پوری طرح آزاد نہیں تھے اس لیے کہ منگ کے شہنشاہ ان کی آزادی کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ تھے۔ ایک دفعہ جھیل بویور کے نزدیک شہنشاہ منگ نے مغلوں پہ حملہ کر کے ڈیڑھ لاکھ فوجی اور اسی ہزار غیر فوجی گرفتار کر لیے اور بہت سے مالِ غنیمت پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس شکست کے بعد مغلوں کی برائے نام قاآنی بھی ختم ہو گئی اور یہ لوگ شہنشاہانِ منگ کے محکوم

ہو گئے۔ان شہنشاہوں نے مغلوں پہ ایسے حاکم مقرر کر دیے جو پیکنگ سے احکام حاصل کرتے تھے۔

پندرہویں صدی عیسوی میں مغلوں کی حالت میں ایک خوشگوار انقلاب آیا اور وہ یوں کہ طغانِ تیمور کے بعد چودھویں خاقان یعنی دین خاں کے زمانے میں مغل جن میں سے اکثر پہلے قبیلہ اویرات کے محکوم تھے۔ایک حکومت کے نیچے متحد ہو گئے اور دین خاں اس قابل ہو گیا کہ منتشر قبائل کی شیرازہ بندی کرنے کے بعد ان کا قبائلی نظام بھی مستحکم کر سکے۔

تیسرا دور۔

تیسرا دور دین خاں کے زوال سے شروع ہو کر مسلسل خانہ جنگیوں پہ ختم ہوتا ہے۔ان لڑائیوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ مغلوں کے تمام قبیلے ایک ایک کر کے منچو فرمانرواؤں کے غلام بن گئے۔منچو قوم شہنشاہانِ منگ کو شکست دینے کے بعد سارے چین کی مالک بن چکی تھی۔

اس خانہ جنگی ،تشتت اور نفاق کی وجہ سے مغلوں کی برائے نام قاآنی بھی ختم ہو گئی اور ۱۶۳۴ء کے بعد قبلا خاں کی اولاد مکمل طور پر چین کی مطیع ہو گئی۔

خانانِ بزرگ

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۶۰۳	چنگیز	۱۲۰۶
۶۲۴	اوکتا	۱۲۲۷
۶۲۹	تورا کینا خاتون	۱۲۴۱
۶۴۴	گیوگ	۱۲۴۶
۶۴۶	منگو	۱۲۴۸

سلسلۂ یوئن

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۶۵۵	قبلا	۱۲۵۷
۶۹۳	الجایتو	۱۲۹۴
۷۰۶	کلوک	۱۳۰۷
۷۱۱	بویان تو	۱۳۱۱
۷۲۰	ججن	۱۳۲۰
۷۲۳	ییسوں تیمور	۱۳۲۳
۷۲۸	رجی پکہ	۱۳۲۸
۷۲۹	کوشلہ	۱۳۲۹
۷۲۹	جیغتو	۱۳۲۹
۷۳۲	رین تشن پال	۱۳۳۲
۷۳۲	طغان تیمور	۱۳۳۲

دورۂ ضعف سلطنت

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۷۷۱	بیلیک تو	۱۳۷۰
۷۸۰	اوسوخال	۱۳۷۸
۷۹۰	انگہ سوریغتو	۱۳۸۸
۷۹۴	الہک	۱۳۹۲
۸۰۰	گون تیمور	۱۴۰۰

۸۰۵	الجائے تیمور	۱۴۰۳
۸۱۴	دلبک	۱۴۱۱
۸۳۷	اوسائے	۱۴۳۴
۸۴۳	تی سونگ	۱۴۳۹
۸۵۶	اکبرجی	۱۴۵۲
۸۵۷	اوکک تو	۱۴۵۳
۸۵۷	مولون	۱۴۵۳
۸۶۷	منداغول	۱۴۶۳
۸۷۵	دین	۱۴۷۰

مختلف قبیلوں کی قاآنی کا زمانہ

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۹۵۱	بودی	۱۵۴۴
۹۵۵	کوداتگ	۱۵۴۸
۹۶۴	سسق تو	۱۵۵۷
۱۰۰۱	ست زن	۱۵۹۳
۱۰۱۳۔۱۰۴۳	لینگ زن	۱۶۰۴۔۱۶۳۴

۸۳۔ ایلخانانِ ایران

۶۵۴ھ تا ۷۳۶ھ

(۱۲۵۶ء تا ۱۳۴۹ء)

منگو کی شہنشاہیت کے زمانے میں ایران ہلاکو کے قبضے میں آ گیا۔ ہلاکو تولی کی اولاد

میں سے تھا اور اس کا یہ نیا سلسلہ ایلخانوں کے نام سے مشہور ہے ایلخان قاآنوں کے مطیع تھے اور ہمیشہ مطیع رہے۔

سلطان محمد خوارزم شاہ (جسے چنگیز کے ہاتھوں زبردست شکست ہوئی تھی) نے ایران کے بہترین علاقے مغلوں کے حوالے کر دیے۔ اور مغلوں کو ان علاقوں کی تسخیر میں کوئی خاص دقت پیش نہ آئی۔ ہلاکو خان نے مقامی امراء پر جو خوارزم شاہی سلطنت کے خاتمے کے بعد اپنی آزادی کے لیے دوبارہ کوشاں تھے، بڑی آسانی سے غلبہ حاصل کر لیا اور بغداد کی تسخیر کے بعد عباسیہ خاندان کے آخری فرمانروا مستعصم باللہ کو نہایت بے رحمی سے ہلاک کر ڈالا اور اسی طرح فاتحانہ انداز میں بڑھتا گیا۔ جب شام میں پہنچا تو مصر کے ممالک نے اس کا نہایت کامیاب مقابلہ کیا۔ ان تمام فتوحات کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہلاکو ایران، ایشیائے صغیر اور ان تمام ممالک کا جو ہندوستان سے بحیرۂ روم تک پھیلے ہوئے تھے، واحد مالک بن گیا۔ شمال میں اس کی حکومت کا دامن جتنا و تولی کی سلطنت اور جنوب میں سرحد مصر تک وسیع ہو گیا۔ اس کی اولاد نے کم و بیش ایک سو برس تک ان ممالک پر پوری آزادی کے ساتھ سلطنت کی۔ گو یہ لوگ قاآنانِ چین کے مطیع تھے لیکن یہ اطاعت محض رسمی تھی۔ اس تمام مدت میں ایک قلیل وقفے کے سوا کہ جب تختِ سلطنت کے متعلق ایک نزاع سا پیدا ہو گیا تھا، مکمل امن و سکون رہا اور قدیم شاہانِ ایران کی پیروی میں ایلخان بھی علوم و فنون میں دلچسپی لینے لگے۔

جو واقعات کہ آخر میں عباسیوں اور سلجوقیوں کو پیش آئے تھے، ان ہی سے ایلخانیوں کو بھی ابوسعید خان کے زمانے میں سابقہ پڑا اور انہی واقعات کی بدولت مصر میں حکومت ممالیک اور ایران میں ایلخانیوں کا بیک وقت خاتمہ ہو گیا۔ ایلخانیوں میں تخت کے متعلق دعویٰ دار اٹھ کھڑے ہوئے۔ فوجی سرداروں میں اختلاف پیدا ہو گیا اور متعصب ملاؤں کی باہم آویزی نے ایلخانی سلطنت کی بنیادیں ہلا ڈالیں۔

ابوسعید کی وفات کے بعد ایلخانی تخت جھگڑالو امراء کے ہاتھ میں ایک کھلونا بن گیا۔ ہر امیر یہ چاہتا تھا کہ وہ اپنی مرضی کا آدمی تخت پر بٹھائے اسی اثناء میں دو خاندان اٹھ کھڑے ہوئے

جنہوں نے ایران میں خوب اودھم مچایا۔ (اول) امیر چوپان کا خاندان جس کا تعلق غازان اور اس کے جانشینوں کے دربار سے تھا۔ (دوم) امیر حسین جلائر کا خاندان یعنی ایلکانی ان دونوں امیروں کا ایک ایک بیٹا تھا۔ امیر چوپان کا بیٹا شیخ حسن خورد کہلاتا تھا اور امیر جلائر کا شیخ حسن بزرگ۔ ان دونوں شیخوں کی حکومت بہت جلد غیر معروف سی ہو کر رہ گئی۔

ابوسعید کے بعد ہلاکو کے بھائی اریق بوکا کا ایک پوتا ارپا خان تخت پہ بیٹھا۔ لیکن اسی سال معزول ہو گیا اور اس کی جگہ موصل تخت نشین ہوا۔ جو چھٹے ایلخان بایدو کی پشت سے تھا۔ شیخ حسن بزرگ نے موصلی کی اطاعت سے انکار کر دیا اور پہلے ساتی بیک (ابوسعید کی بہن، امیر چوپان کی زوجہ اور امیر چوپان کے بعد ارپا خاں کی بیوی) کو ایلخان بنایا اور پھر اس کا نکاح سلیمان سے کرا دیا اور اس طرح سلیمان ایلخان بن گیا۔

انوشیروان کے زمانے میں اس قدر بدنظمی پھیل گئی کہ جلائر کا خاندان خودمختار ہو گیا۔ فرزندانِ ہلاکو کی حکومت ختم ہو گئی۔ امرائے جلائر آلِ مظفر سربداروں اور بعض دیگر امیروں نے ایران کو آپس میں بانٹ لیا۔ اس کے بعد امیر تیمور کا زمانہ آیا۔ جس نے ان تمام سلسلوں کو یکے بعد دیگرے مٹا دیا۔

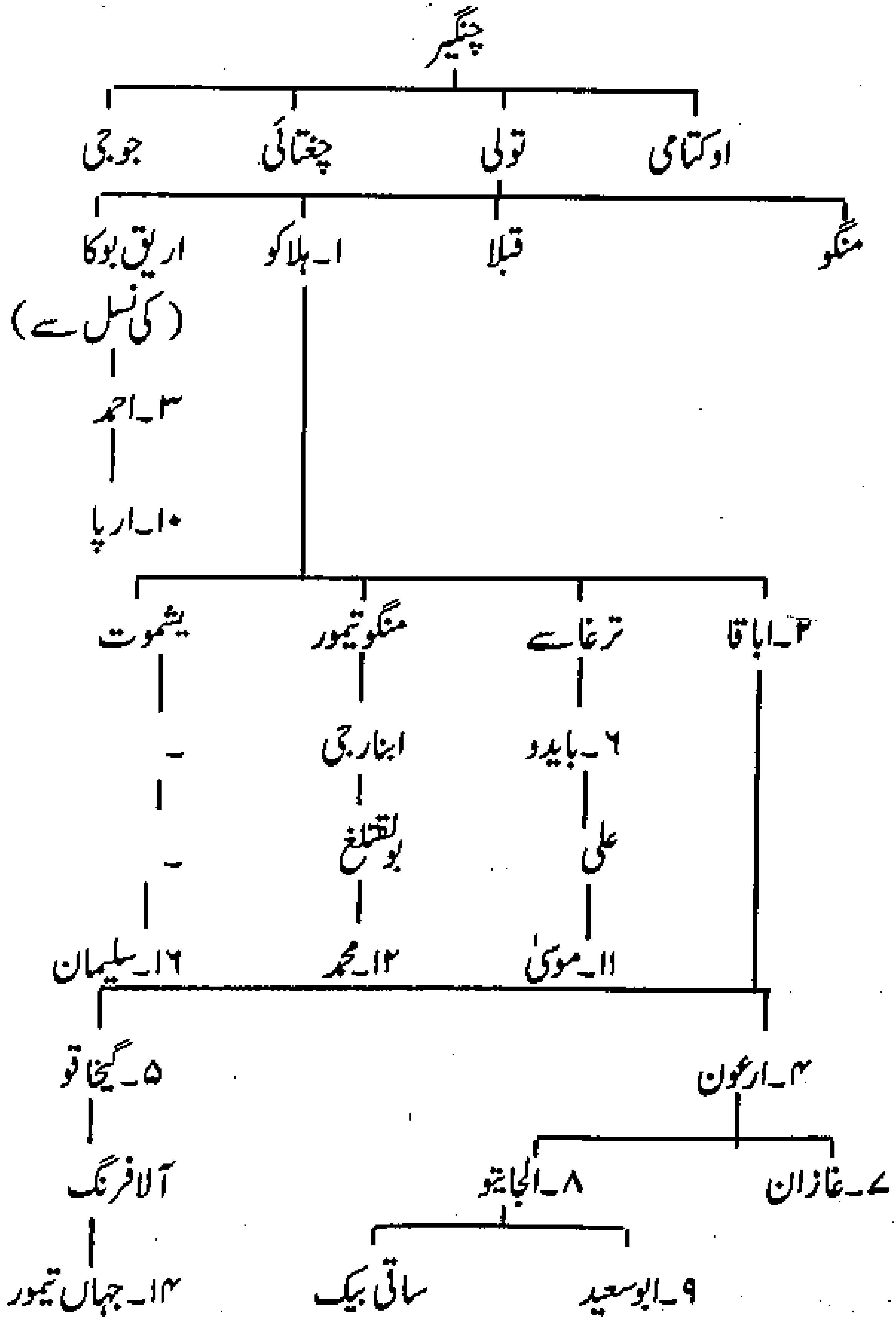
ہجری	نام	عیسوی
۶۵۴	ہلاکو	۱۲۵۶
۶۶۳	اباقا	۱۲۶۵
۶۸۰	احمد	۱۲۸۱
۶۸۳	ارغون	۱۲۸۴
۶۹۰	گیخاتو	۱۲۹۱
۶۹۴	بایدو	۱۲۹۵
۶۹۴	غازان محمود	۱۲۹۵
۷۰۳	الجاتیو	۱۳۰۴

۷۱۶ھ	ابوسعید	۱۳۱۶
۷۳۶ھ	ارپا	۱۳۳۵
۷۳۶ھ	موسیٰ	۱۳۳۶

ایلخان جوایک دوسرے کے رقیب تھے ف

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۷۳۶ھ_۷۳۸ھ	محمد	۱۳۳۶_۱۳۳۸
۷۳۹ھ_۷۵۲ھ	طغا تیمور	۱۳۳۸_۱۳۵۱
۷۳۹ھ_۷۴۱ھ	جہان تیمور	۱۳۳۹_۱۳۴۰
۷۳۹ھ_۷۴۰ھ	ساتی بیگ	۱۳۳۹
۷۴۰ھ_۷۴۴ھ	سلیمان شوہر ساتی بیگ	۱۳۳۹_۱۳۴۳
۷۴۵ھ	نوشیروان	۱۳۴۴

ایلخانانِ ایران



۸۴۔ خانانِ سیر اُردو

۶۲۱ھ تا ۹۰۷ھ

(۱۲۲۴ء تا ۱۵۰۲ء)

چنگیز نے اپنی زندگی میں قراختائیوں کا پرانا ملک یعنی وہ علاقہ جو سیحون کے شمال میں واقع تھا۔ اپنے لڑکے جوجی کے حوالے کر دیا تھا۔ جب جوجی فوت ہو گیا تو یہ علاقہ اس کے بیٹے اردا کو مل گیا۔ جوجی کے سب سے چھوٹے لڑکے باتو نے جو یورپ کی دو لڑائیوں میں شامل تھا مغرب کی طرف اپنی پدری سلطنت میں کچھ اضافہ کر لیا اور خوانین قپچاق کو محکوم بنا لیا۔ قلمرو باتو کے شمال میں اس کے ایک اور بھائی طغا تیمور نے ان علاقوں پہ قبضہ کر لیا جو ساحل والگا کے درۂ مرتفع میں واقع تھے اور جو بلادِ بلغار کے نام سے معروف تھے۔ جوجی کے چوتھے بیٹے شیبان نے اس علاقے پہ حکومت قائم کر لی۔ جو قلمرو اردا Orda کے شمال میں واقع تھا اور دشتِ قرقیز کے نام سے مشہور تھا اور جوجی کا پانچواں بیٹا توال قبائل پچنگ Pecheneg جو بعد میں نوگا کے نام سے مشہور ہو گئے۔ اور آلِ دیمبا کے درمیانی دروں میں مقیم تھے، کی سرزمین پہ قابض ہو گیا۔

یہ تمام قبیلے کسی حد تک باتو کے مطیع تھے۔ گو باتو عمر میں سب سے چھوٹا تھا، لیکن اپنے اقتدار و تدبر کے بل پر اپنے دارالخلافہ سرائے کو جو ولگا کے کنارے واقع تھا۔ تمام جوجی خاندان کا دارالخلافہ قرار دے رکھا تھا۔

ان قبائل کو ان کے خیموں کے رنگ کی بنا پر سیر اُردو کہا جاتا تھا۔ اُردو فوج کو کہتے ہیں اور سیر کے معنی ہیں ''سنہری''۔ ان قبائل میں حکومت اور فوج کا نظام خود مغلوں کے ہاتھ میں تھا اور تمام رعیت جو ترکوں اور ترکمانوں پر مشتمل تھی، محکوم تھی۔

خاندان جوجی کی تقسیم درج ذیل ہے:

الف۔ خاندانِ باتو۔ خانانِ گوگ اُردو۔ یعنی نیلے رنگ والے خوانین جو ۶۲۱ھ سے ۷۶۱ھ تک (۱۲۲۴ء، ۱۳۵۹ء) مغربی قپچاق پہ حکومت کرتے رہے۔

ب۔ خاندانِ اُردا۔ وہ اُمراء جو آق اُردو۔ یعنی سفید رنگ والی فوج پر دشتِ قبچاق میں ۱۲۲۶ء سے ۱۴۲۷ء تک حکومت کرتے رہے اور باتو خاندان کے زوال کے بعد ۱۳۷۸ء سے ۱۵۰۲ء تک سیر اردو کے بھی حاکم رہے۔ آخر میں یہ خاندان خانانِ ہشتر خاں کے نام سے مشہور ہو گیا۔ (۱۴۶۶ء۔۱۵۵۴ء)

ج۔ خاندانِ طغا تیمور۔ یعنی وہ امراء جو دشت قبچاق نلے کے شمالی حصے پہ حکومت کیا کرتے تھے۔ اور کبھی کبھی قبچاق غربی کے سیر اُردو پہ بھی قبضہ کرلیا کرتے تھے۔ آخر کار اسی خاندان سے خانانِ غازاں (۱۴۸۸ء۔۱۵۵۲ء) امرائے قاسموف (۱۴۵۰ء۔۱۶۷۸ء) اور روسائے قرم (۱۴۲۰ء۔۱۷۸۳ء) کے سلسلے شروع ہوئے۔

د۔ خاندانِ شیبان۔ جو ۱۲۲۴ء سے ۱۶۵۶ء تک ازبکوں اور علاقۂ قرقیز کے قازقوں یا قزاقوں پہ حکومت کرتا رہا اور وہاں سے ہجرت کرنے کے بعد خیوہ و بخارا پر ۱۵۰۰ء سے ۱۸۷۲ء تک حکمران رہا۔

الف۔ خاندانِ باتو

یعنی خاقانِ سیر اُردو

یہ لوگ مغربی قبچاق اور قبائل گوگ اُردو کی سرزمین پہ حکومت کیا کرتے تھے۔ (۱۲۲۴ء۔ ۱۳۵۹ء) اس سرزمین کی تاریخ اس لیے بے حد اہم ہے کہ روس کی ترقی میں اس کا بڑا دخل ہے۔

ابتداء میں یہ قاعدہ تھا کہ جب کبھی دشتِ قبچاق کا کوئی خان سربرآرا ہوتا تھا تو باقی تمام امراء اس کے مطیع بن جاتے تھے۔ اسے خراج ادا کرتے اور ان کی دولت نیز بیٹیوں تک کے اختیارات بڑے خان کو منتقل ہو جاتے تھے۔ لیکن جب خانانِ سیر اُردو کمزور ہو گئے تو خاندان باتو مٹ گیا۔ اور اس کے بھائی کے خاندان سے ایک اور سلسلہ اٹھ کر اس کا جانشین بن گیا۔

جب تک کہ سلطنت کی باگ دوڑ خاندان باتو کے ہاتھ میں رہی تمام دشتِ قبچاق پر ایک طاقت ور سلطنت قائم رہی۔ اس سلسلے کے دسویں فرماں روا یعنی جانی بیگ تک اس خاندان کی

تاریخ نہایت شاندار رہی۔ لیکن جانی بیگ کی وفات ۷۵۸ھ (۱۳۵۷ء) کے بعد نظم و نسق درہم برہم ہو گیا۔ اس کا لڑکا بردی بیگ صرف دو برس تک حکومت کر سکا۔ اس کے بعد دو امیر تخت سلطنت کے مدعی بن کر آمنے سامنے آئے۔ یہ دو اپنے آپ کو جانی بیگ کا بیٹا کہتے تھے۔ ان کا یہ نزاع مدتوں باقی رہا اور یہ دونوں بیس برس تک علیحدہ علیحدہ حکومت کرتے رہے۔

خاندانِ باتو کے زوال کے بعد خاندانِ جوجی کے پانچ سلسلے تخت کے مدعی بن کر سامنے آ گئے۔ شمال اور جنوب یعنی بلادِ بلغار اور قرم میں طغا تیمور کی اولاد میں سے کئی شاہزادے حکمران بن گئے اور نیچے جنوب میں ترک اور قوما کے درمیانی علاقے پر باتو کے چھوٹے بھائی اور دوسرے جانشین یعنی برکہ خان نے تسلط جما لیا۔ قبائل سیر اُردو نے جو شہرت قتل و غارت میں حاصل کی تھی، وہ برکہ خان اور اس کی اولاد کے ایام اقتدار میں انہیں نصیب ہوئی تھی۔ قبائل سیر اُردو کا مشرقی علاقہ قبائل آق اُردو کے قبضے۔۔۔ میں چلا گیا۔ اُردا کی اولاد نے امرائے آق اُردو کو اپنا مطیع بنا لیا اور شمالی علاقے پر قبائل ازبک نے فرزندانِ شیبان کی سرکردگی میں قبضہ کر لیا۔ قبائل نوگا بھی سردیوں اور گرمیوں کے سخت دن بحیرہ خزر کے شمالی ساحل پر بسر کیا کرتے تھے۔

آنے والے جدول میں اس دور کے پندرہ فرمانرواؤں کے نام دیے گئے ہیں۔ ان کا تعلق مختلف خاندانوں سے تھا گو ہماری بعض اطلاعات ظنی تھیں لیکن سکوں کے مطالعہ کے بعد ان کی تاریخیں صحیح دی گئی ہیں۔ ۷۸۰ھ (۱۳۷۸ء) میں سیر اُردو کی حکومت توقتمش خان کو مل گئی جو اُردا خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔

ب۔ خاندانِ اُردا

یہ خاندان قبچاق شرقی کے میدانی علاقے پہ حکمران تھا۔ یہ وہی علاقہ ہے۔ جہاں قبائل آق اردو آباد تھے۔ اس علاقے پر اس خاندان نے ۱۲۲۶ء سے ۱۲۴۸ء تک حکومت کی۔ اس خاندان کی دو اور شاخیں بھی تھیں۔ یعنی خانانِ سیر اردو قبچاق غربی میں (۱۳۷۸ء۔۱۵۰۲ء) اور خانانِ ہشتر خاں (۱۴۶۶ء۔۱۵۵۴ء)

جوجی کے لڑکوں میں سے باتو سب سے زیادہ طاقت ور تھا۔ باتو کا لڑکا اردا بھی باپ کی طرح نہایت نامور تھا۔ جب باتو فوت ہو گیا تو اُردا اس کا جانشین بنا اور دریائے سیحوں سے پار کا تمام علاقہ اسے وراثت میں ملا اور جوجی کے سارے خاندان کا امیر نامزد ہوا۔ اُردا کا علاقہ سیر اُردو کا مغربی حصہ کہلاتا تھا اور اس حصے کا دوسرا نام آق اُردو یعنی سفید لشکر تھا۔ (مغلوں میں سفید رنگ نیلے یا آبی رنگ سے اچھا سمجھا جاتا تھا) آک اردو کے مقابلے میں گوگ اردو تھا۔ یعنی نیلگوں یا آب رنگ لشکر۔ جو سیر اردو کے بائیں حصے کا نام تھا اور یہ تمام قبائل باتو کے مطیع تھے۔

قبائل آق اُردو۔ جو بحیرۂ خزر کے شمالی میدانوں میں رہتے تھے۔ قبائل گوگ اُردو پہ ہمیشہ حکومت کیا کرتے تھے۔ اگرچہ ان کا معیار حیات قدرے پست تھا اور مقابلتاً یہ لوگ مفلس و قلاش تھے۔ تاہم جب خاندانِ باتو ضعیف ہو گیا تو ان قبائل نے انہیں بھی محکوم بنا لیا۔

آق اُردو کے پہلے حکمرانوں کے متعلق ہمیں مفصل اطلاعات حاصل نہیں۔ ہمیں اتنا ہی معلوم ہے کہ اس خاندان میں باپ کے بعد بیٹا وارث تخت بنتا رہا۔ اس سلسلے کے ایک امیر کوچی نے غزنی اور بامیاں کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا تھا۔ یہ دونوں علاقے کبھی چغتائی قبیلے کے ماتحت رہے اور کبھی ایلخانانِ ایران کے قبضے میں۔

خاندانِ اُردا میں اوروس خان پہلا آدمی ہے۔ جس نے قبائل سیر اُردو کی تاریخ میں ایک روشن باب کا اضافہ کیا تھا۔ اس نے بارہا امیر تیمور کے عساکر قاہرہ کو شکست دی۔ امیر تیمور نے اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لیے توقتمش خان کو خاندانِ جوجی کے مطیع قبائل کا حاکم بنا دیا۔ توقتمش خاں کا تعلق خاندان اُردا سے تھا۔ اس کا والد قتل ہو چکا تھا اور اوروس خاں نے اسے ملک بدر کر دیا تھا۔ توقتمش خان نے ان قبائل پہ مستقل حکومت قائم کرنے کے لیے تیموری افواج کو ساتھ لے کر بارہا حملہ کیا لیکن اوروس خان نے اسے شکست دی۔ جب اوروس خان فوت ہو گیا اور اس کے بیٹے توقتکایا کا مختصر دورِ حکومت بھی گزر گیا اور اوروس کا دوسرا بیٹا تیمور ملک تخت نشین ہوا۔ تو توقتمش نے قبائل آق اردو کو اپنا مطیع بنا لیا۔

قبائل سیر اُردو کی تاریخ میں توقتمش آخری نامور حاکم تھا، جس نے قبائل آق اُردو کو مسخر

کرنے کے بعد قبچاق غربی پہ چڑھائی کی اور ممائے ایک بارسوخ امیر کو شکست دی۔ اس فتح ۷۸۰ھ (۱۳۷۸ء) کے بعد اس نے آک اُردو اور گوک اُردو کا امتیاز مٹا کر دونوں کو محکوم بنالیا اور قبچاق شرقی و غربی دونوں پہ حکومت قائم کر لی۔ اس حالت میں بھی خاندانِ اُردا کے بعض امراء گوگ اُردو پہ حکومت کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ آلِ شیبان نے آلِ اردا کا خاتمہ کر دیا۔

توقتمش خان کے زمانے میں خانانِ سیر اُردو کی شوکتِ رفتہ واپس آ گئی۔ یہی وہ فرمانروا ہے جس نے روس پہ حملہ کر کے ۷۸۴ھ (۱۳۸۲ء) میں ماسکو کو آگ لگا دی تھی اور اس سارے علاقے کو بڑے مغلوں کی طرح تباہ کر ڈالا تھا۔

سلطنت قبچاق کا یہ عروج محض عارضی ثابت ہوا۔ اس لیے کہ توقتمش غرور میں آ کر اپنے محسن یعنی تیمور سے باغی ہو گیا۔ چنانچہ امیر تیمور نے اسے دو شکستیں دیں، ایک ۱۸۔ جون ۱۳۹۱ء کو اورتپہ کے مقام پر اور دوسری ۷۹۸ھ (۱۳۹۵ء) کو نہر ترک کے قریب۔ دوسری شکست نے سلطنت قبچاق کا خاتمہ کر دیا۔ گو امیر تیمور کے جانے کے بعد توقتمش نے ۸۰۱ھ میں شہر سرائے پہ قبضہ کر لیا تھا لیکن تیمور قتلغ نے جو اس کے پرانے دشمن یعنی اوروس خان کا لڑکا تھا اسے وہاں سے نکال دیا۔ یہ بھاگ کر لیتھونیا کے فرمانروا ویتوت کے ہاں چلا گیا اور ۸۰۹ھ میں فوت ہو گیا۔

توقتمش کے بعد قبائل سیر اُردو کی تاریخ پہ اندھیرا چھا گیا۔ تختِ حکومت کے لیے خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ خانہ جنگی کی آگ کو بھڑکانے والوں میں یہ تین مشہور خاندان بھی شامل ہیں۔

الف۔ خاندانِ اوروس خان۔ جسے قبائل نوگا کے امیر ایدیکوز (جو قبچاق کے شاہ تراشوں سے تعلق رکھتا تھا) کی حمایت حاصل تھی۔

ب۔ توقتمش کی اولاد

ج۔ خاندانِ شیبان کے بعض نوجوان

یہ خاندان سارے دشتِ قبچاق کے مالک نہیں تھے۔ بلکہ بعض شہروں پہ متصرف تھے اور یہ شہر بشمولیت پایۂ تخت ہمیشہ ایک سے دوسرے کے قبضے میں منتقل ہوتے رہتے تھے۔

۹۰۷ھ (۱۵۰۲ء) میں قبائل سیر اُردو کی سرزمین پر روس قابض ہو گیا اور ان قبائل کی تاریخ

کے اوراق پراگندہ ہو گئے۔ ان کی ایک شاخ (جس کا تعلق خاندانِ اُردو سے تھا) نے ۸۷۱ھ (۱۴۶۶ء) میں قاسم (محمد کوچک کا نواسا) کی زیر قیادت خانانِ ہشتر خاں کے سلسلے کی بنیاد ڈالی اس کی اولاد ۹۶۲ھ (۱۵۵۴ء) تک حکومت کرتی رہی۔ آخر ماسکو کے فرمانروا نے اسے سلسلے کا خاتمہ کر ڈالا۔

خانانِ سیر اُردو

الف۔ گوگ اردو یا خانانِ دشت قبچاق غربی

ا۔ خاندنِ باتو

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۶۲۱	باتو	۱۲۲۴
۶۵۴	سرتاق	۱۲۵۶
۶۵۴	برکہ	۱۲۵۶
۶۶۴	منگو تیمور	۱۲۶۶
۶۷۹	تووا منگو	۱۲۸۰
۶۸۶	تولا بوقا	۱۲۸۷
۶۸۹	توقتو	۱۲۹۰
۷۱۳	اوزبک	۱۳۱۲
۷۴۱	تی نی بیگ	۱۳۴۰
۷۴۱	جانی بیگ محمود	۱۳۴۰
۷۵۸	بردی بیگ محمد	۱۳۵۷
۷۶۰	قولنا	۱۳۵۹
۷۶۰	نوروز بیگ	۱۳۵۹

۲۔ خاندانِ اُردا

خاندانِ طغا تیمور	خاندانِ ہائے متخاصم	خاندانِ شیبان
کلدی بیگ ۷۶۲	تیمور خواجہ ۷۶۲	خضر ۷۶۰
عزیز شیخ ۷۶۴	مرید خواجہ ۷۶۲	مردود ۷۶۲
حسن ۷۶۸۔۷۷۲	قتلغ خواجہ ۷۶۴	پولاد خواجہ ۷۶۴۔۷۶۸
	عبداللہ ۷۶۴	تولون بیگ ۷۷۲
	محمد بولاق ۷۷۱۔۷۸۰	ایلبان ۷۷۵
		خاقان ۷۷۷
		عرب شاہ ۷۷۹۔۷۸۰

ان امراء کو ۷۸۰ھ (۱۳۷۸ء) میں قبائل آق اردو نے ایک نظام حکومت میں پرو دیا۔

ب۔ خانانِ آق اردو۔ دشت قبچاق شرقی میں

خاندان اُردا سے

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۶۲۳	اُردا	۱۲۲۶
۶۷۹	کوچی	۱۲۸۰
۷۰۱	بایان	۱۳۰۱
۷۰۹	ساسی بوقا	۱۳۰۹

ج- خاندان ہائے متخاصم

خاندانِ اردا

خاندانِ شیبان

خاندانِ توقتمش

۷۹۳- بک پولاد

۸۰۵-۸۲۲ درویش

۸۱۴ جلال الدین

۸۱۵ کریم بودی

۸۱۷ کپک

۸۱۸ جبر بردی

۸۲۲- سید احمد

خاندان اوروس

۷۹۷- تیمور قتلغ

۸۰۲- شادی بیگ

۸۱۰-۸۱۵ پولاد

۸۰۹-۸۱۸ تیمور

۸۱۸ شکرا

۸۲۷ تا تقریباً ۸۶۴ کوچک محمد

تقریباً ۸۶۴ محمود

۸۶۴ احمد

۸۸۶ مرتضیٰ، شیخ احمد

(روس کی اطاعت ۸۰۷ھ ۱۴۰۲ء)

شعبۂ قبچاق شرقی (۷۹۷ھ)

قوی ریجاق

۸۲۳ھ براق

دشت قبچاق غربی کو فتح کیا

(۸۲۷-۸۳۱)

خاندان طغا تیمور

۸۳۰- دولت بردی

(غیاب براق)

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
تقریباً ۷۱۵	ایپیسان	۱۳۱۵
۷۲۰	مبارک خواجہ	۱۳۲۰
۷۴۵	چیمتائے	۱۳۴۴
۷۶۲	اوروس	۱۳۶۱
۷۷۷	توق تکایا	۱۳۷۵
۷۷۷	تیمور ملک	۱۳۷۵
۷۷۸۔۷۹۳	توقتمش۔غیاث الدین	۱۳۷۶۔۱۳۹۱

۷۸۰ھ میں یہ سلسلہ گوگ اُردو کے ساتھ ایک رشتۂ حکومت میں منسلک ہوگیا لیکن متخاصم خاندانوں نے ان کا خاتمہ کر ڈالا۔

۸۵۔خانانِ کریمیا

تقریباً ۸۲۳ھ تا ۱۱۹۷ھ

(۱۴۲۰ء تا ۱۷۸۳ء)

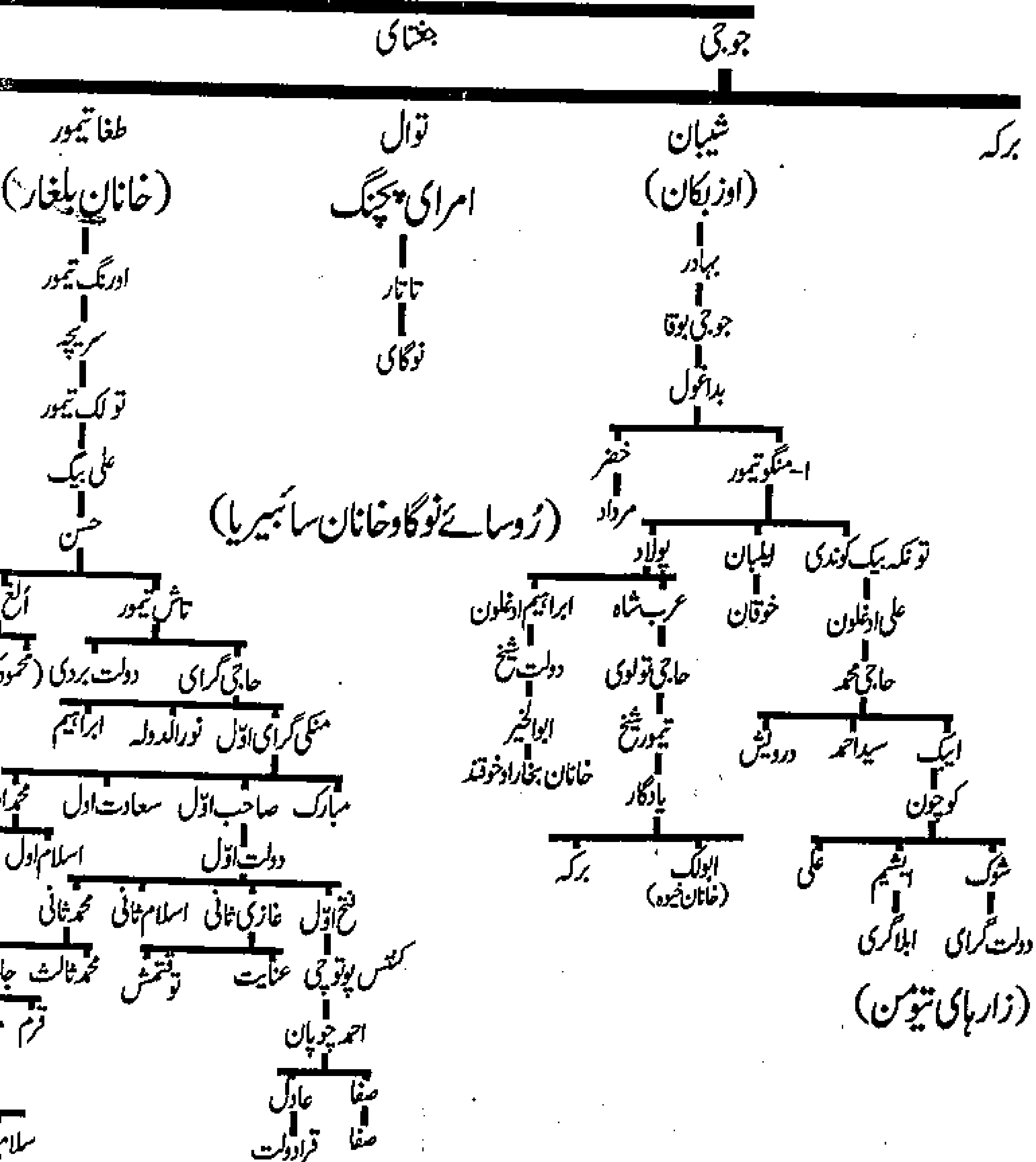
ج۔خاندانِ طغا تیمور

ان کی حکومت شروع میں بلغاریہ پر اور آخر میں کریمیا اور کیف پر تھی۔ بعض اوقات یہ سلطنت سیر اُردو کے بھی مالک رہے ہیں۔ آخر میں غازان، کریمیا اور قاسیموف کی سیادت بھی ان ہی کے قبضے میں چلی گئی۔

طغا تیمور جوچی کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا اور سیر اُردو کے بائیں حصے پہ حکومت کیا کرتا تھا۔ اس کا مستقل پایۂ تخت شمالی والگا میں تھا۔ جس میں بلغار کا ایک حصہ بھی شامل تھا۔

خاندانِ باتو کے ایک امیر منگو تیمور نے اورنگ تیمور پسر طغا تیمور کو کریمیا اور کیف کی

خاندا


جغتای
جوجی
طغا تیمور
(خانان بلغار)
توال
امرای پچنگ
شیبان
(اوزبکان)
برکہ
بہادر
جوجی بوقا
بداغول
تاتار
نوگای
اورنگ تیمور
سریچہ
تولک تیمور
علی بیگ
حسن
خضر
ا۔منگو تیمور
مرداد
(رؤسائے نوگا و خانان سائبیریا)
پولاد
ایلبان
تونکہ بیگ کوندی
ابراہیم اوغلون
عرب شاہ
خوقان
علی اوغلون
دولت شیخ
حاجی تولوی
حاجی محمد
ابوالخیر
تیمور شیخ
خانان بخارا و خوقند
درویش
سید احمد
ایبک
یادگار
کوچون
برکہ
ابولک
(خانان خیوہ)
علی
ایشیم
شوک
ابلاگری
دولت گرای
(زارہای تیومن)
تاش تیمور
دولت بردی
حاجی گرای
ابراہیم
نورالدولہ
منکلی گرای اول
سعادت اول
صاحب اول
مبارک
اسلام اول
دولت اول
محمد ثانی
اسلام ثانی
غازی ثانی
فتح اول
محمد ثالث
توقتمش
عنایت
کنتس پوتوچی
احمد چوپان
عادل
صفا
قرادولت
صفا

سال ہجر

تقریباً ۵

۲۰ ھ

۴۵ ھ

۶۲ ھ قولوی

۷۷ ھ

اردا

(آق اردو) ۷۷ ھ

کوچی ۷۸ ھ

بایان

ساسی برقا

خاندانور

ای بیسان مبارک خواجہ

چیمتائی

اوروس تولی خواجہ

تیمور ملک کوی ریجک تنکایا توقتمش

بولاد شادی بیگ تیمور قتلغ ریاق جبر بردی کیپک کریم بردی جلال الدین

غیاث الدین کوچک محمد (روسای قزاق)

بختیار احمد محمود

شیخ اولیا شیخ احمد سید احمد تقی

جان علی فتح علی شیخ حیدر قاسم بردی بیگ آق کیپک

درویش یادگار

(خانان ہشتر خان)

قاسم جانی بیگ عبدالکریم

حسین عبدالرحمن

سلطنت

ہی کے

ثالث دولت ثانی

اس کا قرم ارسلان فتح ثانی

بن صاحب ثانی دولت ثالث سلیم ثالث

حکومت دے دی اور اس تاریخ سے خاندانِ طغا تیموری میں ان علاقوں کی حکومت جو خانانِ باتو کے شمال و جنوب میں واقع تھے۔ موروثی ہو گئی لیکن یہ لوگ منگو تیمور کے معاملات میں دخل دینے لگے۔

طغا تیموریوں کا حقیقی اقتدار سلطنت سیر اردو کے خاتمے یا یوں کہیے کہ تیمور کے حملوں کے بعد شروع ہوتا ہے۔

اسی شعبے کا ایک امیر جس کا نام الغ محمد تھا۔ براق کی موت کے بعد مدت تک خانِ اعظم بننے کی کوشش کرتا رہا۔ لیکن کامیاب نہ ہوا۔ آخر ۸۴۲ھ (۱۴۳۸ء) میں اپنے جدی ملک یعنی بلادِ بلغار پہ قابض ہو گیا۔ جہاں اس نے خانِ قزان کا لقب اختیار کرنے کے بعد اپنی آبائی سلطنت کو زندہ کیا۔

دولتِ آزادی حاصل کرنے کے بعد یہ چھوٹی سی سلطنت دولت ماسکو (جو روبہ ترقی تھی) کہ پہلو میں کانٹے کی طرح چبھنے لگی اور اس لیے ۹۲۵ھ (۱۵۱۹ء) میں محمد امین کی وفات کے بعد الغ محمد کی اور اس میں سے کسی اور کو مقامِ سیادت نہ مل سکا۔ چونکہ یہ لوگ مغلوں میں سے تھے۔ اس لیے جمہوری اصولوں کے مطابق انہوں نے قاسموف، کریمیا، ہشتر خاں اور دوسری شاخوں سے اپنا امیر منتخب کر لیا۔ یہ تمام خوانین روس کے مطیع تھے۔ ۱۵۵۲ء میں روس نے ان سلسلوں کی داخلی آزادی کو بھی ختم کر دیا اور غازان میں اپنا حاکم بھیج دیا۔

جب ۱۴۴۶ء میں الغ محمد اپنے بیٹے محمودک کے ہاتھوں قتل ہو گیا تو الغ کے دو بیٹے روس میں بھاگ گئے۔ جہاں وہ فوج میں ملازم ہو گئے۔ کچھ عرصے کے بعد حکومتِ روس نے قاسم (بن الغ) کو ریازن Riazan گورودیز Gorodetz اور اوکا Oka کا حاکم مقرر کر دیا۔ قاسم نے ریازن کا نام بدل کر قاسموف رکھ دیا اور اس تاریخ سے اس کا خاندان خاندانِ قاسموف کے نام سے مشہور ہو گیا۔ اس خاندان کو حکومت دینے سے روس کا اصلی مقصد خانانِ غازان کا مدِ مقابل پیدا کرنا تھا۔ جب الغ محمد کی اسلامی سلطنت ختم ہو گئی تو روسیوں نے خاندانِ قاسموف کو الغ محمد کا علاقہ بھی دے دیا۔ اس خاندان کی آزادی محض برائے نام تھی۔ آخر ۱۰۸۹ھ (۱۶۷۸ء) میں روسیوں نے اسے بالکل مٹا دیا۔

طغا تیموریوں کی تین شاخیں تھیں۔ جن میں سے اہم ترین خانانِ کریمیا تھے۔ اُلغ کے ایک بھائی کا نام تاش تیمور تھا۔ جو مدتوں توقتمش کا سپہ سالار رہا۔ سلطنت کریمیا کا بانی یہی تاش تیمور تھا۔ اور اس کا لڑکا حاجی گرائے اس سلسلے کا پہلا فرماں روا تھا۔

سرزمین مشرق کی تاریخ میں سلطنت کریمیا کو خاص مقام حاصل تھا۔ کیونکہ یہ لوگ کبھی عثمانیوں سے مل جاتے تھے اور کبھی روس کے ساتھ اور اس طرح ان دونوں سلطنتوں کے تعلقات کو خراب کرتے رہتے تھے۔ یہ دونوں حکومتیں ان خانوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتی تھیں۔ آخر ۱۱۹۸ھ (۱۷۸۳ء) میں روس و ترکی کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جس کی رو سے اس سلطنت کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اس خاندان کا ایک فرد یعنی سلطان کرم گرائے گنی گرائے ایڈن برگ میں چلا گیا اور وہاں اسکاٹ لینڈ کی ایک خاتون سے شادی کر لی۔

خانانِ قرم

سال ہجری	نام	سال عیسوی
تقریباً ۸۲۳	حاجی گرائے	۱۴۲۰ تقریباً
۸۷۱	نورالدولہ	۱۴۶۶
۸۷۳	منگلی گرائے اول	۱۴۶۹
۸۷۸	نورالدولہ (دوبارہ)	۱۴۷۴
۸۸۲	جانی بیگ گری اول	۱۴۷۷
۸۸۳	منگلی گرائے (دوبارہ)	۱۴۷۸
۹۲۱	محمد گرائے اول	۱۵۱۵
۹۲۹	غازی گرائے اول	۱۵۲۳
۹۲۹	سعادت گرائے اول	۱۵۲۳
۹۳۸	اسلام گرائے اول	۱۵۳۲

۹۳۸	صاحب گرائے	۱۵۳۲
۹۵۸	دولت گرائے اول	۱۵۵۱
۹۸۵	محمد گرائے ثانی	۱۵۷۷
۹۹۲	اسلام گرائے ثانی	۱۵۸۴
۹۹۶	(غازی) قاضی گرائے ثانی	۱۵۸۸
۱۰۰۲	فتح گرائے اول	۱۵۹۴
۱۰۰۲	(غازی) قاضی گرائے ثانی (دوبارہ)	۱۵۹۴
۱۰۱۷	سلامت گرائے اول	۱۶۰۸
۱۰۱۹	جانی بیگ گرائے ثانی	۱۶۱۰
۱۰۳۱	محمد گرائے ثالث	۱۶۲۷
۱۰۳۶	جانی بیگ ثانی (دوبارہ)	۱۶۳۵
۱۰۴۵	عنایت گرائے	۱۶۳۸
۱۰۴۸	بہادر گرائے	۱۶۴۲
۱۰۵۲	محمد گرائے رابع	۱۶۴۴
۱۰۵۴	اسلام گرائے ثالث	۱۶۴۶
۱۰۶۴	محمد رابع (دوبارہ)	۱۶۵۴
۱۰۷۵	عادل گرائے	۱۶۶۵
۱۰۸۱	سلیم گرائے اول	۱۶۷۰
۱۰۸۸	مراد گرائے	۱۶۷۷
۱۰۹۴	حاجی گرائے ثانی	۱۶۸۳
۱۰۹۵	سلیم اول (دوبارہ)	۱۶۸۴
۱۱۰۲	سعادت گرائے ثانی	۱۶۹۱
۱۱۰۲	صفا گرائے	۱۶۹۱

۱۱۰۳	سلیم اول (سہ بارہ)	۱۶۹۲
۱۱۰۹	دولت گرائے ثانی	۱۶۹۸
۱۱۱۴	سلیم اول (چہار بارہ)	۱۷۰۲
۱۱۱۷	غازی گرائے ثالث	۱۷۰۵
۱۱۱۹	کپلان گرائے اول	۱۷۰۷
۱۱۱۹	دولت گرائے (دوبارہ)	۱۷۰۷
۱۱۲۵	کپلان اول (دوبارہ)	۱۷۱۳
۱۱۲۷	قرادولت گرائے	۱۷۱۵
۱۲۲۷	سعادت گرائے ثالث	۱۷۱۵
۱۱۳۶	منگلی گرائے ثانی	۱۷۲۴
۱۱۴۲	کپلان اول (دوبارہ)	۱۷۳۰
۱۱۴۹	فتح گرائے ثانی	۱۷۳۶
۱۱۵۰	منگلی ثانی (دوبارہ)	۱۷۳۷
۱۱۵۲	سلامت گرائے ثانی	۱۷۳۹
۱۱۵۶	سلیم گرائے	۱۷۴۳
۱۱۶۱	ارسلان گرائے	۱۷۴۸
۱۱۶۸	حاکم گرائے	۱۷۵۵
۱۱۷۱	کریم گرائے	۱۷۵۸
۱۱۷۷	سلیم گرائے ثالث	۱۷۶۴
۱۱۸۰	ارسلان گرائے (دوبارہ)	۱۷۶۷
۱۱۸۱	مقصود گرائے اول	۱۷۶۷
۱۱۸۲	کریم گرائے (دوبارہ)	۱۷۶۸
۱۱۸۴	دولت گرائے ثالث	۱۷۷۰

۱۱۸۴	کپلان گرائے ثالث	۱۷۷۱
۱۱۸۴	سلیم ثالث (دوبارہ)	۱۷۷۱
۱۱۸۵	مقصود گرائے ثانی	۱۷۷۱
۱۱۸۵	صاحب گرائے ثانی	۱۷۷۲
۱۱۸۹	دولت ثالث (دوبارہ)	۱۷۷۵
۱۱۹۱۔۱۱۹۷	شاہین گرائے	۱۷۷۷۔۱۷۸۳

ج۔خاندانِ شیبان

ان کی حکومت ازبگ الٰہ Usbug پر تھی جو دریاے یورال اور چو Chu کے درمیان واقع ہے۔یہ لوگ کسی وقت قبائل سیر اردو کے امیر بھی رہے ہیں۔علاوہ ازیں ۱۲۲۶ء سے ۱۶۵۵ء تک۔ تیومن کے زار ۱۵۰۰ء سے ۱۸۶۸ء تک امیر بخارا اور ۱۵۱۵ء سے ۱۸۷۲ء تک امیر خیوہ رہے ہیں۔

جب ۱۱۴۰ء میں باتو نے مجارستان (ہنگری) پہ حملہ کیا تو اس کا بھائی شیبان اس کے ہمراہ تھا۔باتو نے شیبان کو نہ صرف مجارستان کی حکومت دے دی بلکہ اُردا کے شمالی قبائل کے کچھ علاقے بھی اس کے حوالے کر دیے۔موسم گرما میں شیبان یورال کے علاقے میں دریائے ایلک اور ارقیز کی طرف چلا جاتا تھا اور سردیاں دریائے سیر Sir اور ساریسو Sarisu کی گزرگاہوں کے قریب بسر کرتا تھا۔اس کی چھٹی پشت میں منگو تیمور تھا۔جو سیر اردو کے امیر اعظم یعنی ازبک کا ہم عصر تھا۔ازبک کے عہد سے شیبانی قبائل بھی ازبک کے نام سے مشہور ہو گئے۔اور انہوں نے بڑی شہرت حاصل کی۔خاندانِ باتو کے خاتمے کے بعد خاندانِ شیبان کے بعض افراد خانِ اعظم کے درجے تک پہنچے۔اغلب خیال یہ ہے کہ متخاصم خاندانوں (توقتمش کی شکست کے بعد) کے دو امیر درویش خان اور سید احمد شیبانی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

شیبانی خاندان کی اصلی شاخ اپنی ابتدائی قلمرو ہی میں رہ گئی۔جہاں یہ تیومن کی زار کہلاتی تھی اور کچھ عرصے کے لیے سائبیریا کے ایک بڑے حصے پر بھی حکمران رہی۔اگرچہ یہ شاخ ۱۶۵۹ء

تک باقی رہی۔ لیکن اس کا اقتدار کافی عرصہ پہلے زایل ہو چکا تھا اور صرف نام باقی رہ گیا تھا۔ ۱۶۵۹ء میں اس کی سرزمین پر قبائل قلموق نے قبضہ کرلیا۔

اس شاخ میں سب سے اہم پولاد پسر منگو تیمور کی اولاد ہے جو کچھ عرصہ کے لیے قبائل سیر اردو کی خانِ اعظم بھی رہی ہے۔ پولاد کا ایک لڑکا ابراہیم خانانِ بخارا کا جدِامجد تھا اور دوسرا عرب شاہ خانانِ خوارزم کا۔ حکومت بخارا کا بانی محمد شیبانی تھا۔ جو ابراہیم کے پوتے ابوالخیر کا پوتا تھا۔ اس سلسلے کی بنیاد ۱۵۰۰ء میں ڈالی گئی تھی اور آج تک باقی ہے۔ ہاں اتنی تبدیلی ضرور ہوئی کہ روس نے ۱۸۶۸ء میں اس علاقے کو اپنی قلمرو میں شامل کرلیا اور اندرونی معاملات میں اسے آزادی دے دی۔

عرب شاہ (خانانِ خوارزم کا جدامجد) اگرچہ سیر اردو کا خانِ اعظم نہیں بن سکا۔ لیکن ہمارے پاس اس کا ایک سکہ موجود ہے جو توقتمش کے حملے سے پہلے دشت قبچاق میں تیار کیا گیا تھا۔

ایلبرس خاں عرب شاہ کی پانچویں پشت میں سے تھا۔ جس نے محمد شیبانی کی وفات کے بعد تقریباً ۹۲۱ھ (۱۵۱۵ء) میں تمام ماوراء النہر کو فتح کرلیا تھا۔ اس کی اولاد خوانین خیوہ کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۲۸۹ھ (۱۸۷۲ء) میں خوارزم پر روسیوں نے قبضہ کرلیا۔ خوانین کا جو سلسلہ دولتِ تیموری کے اختتام کے بعد پیدا ہو گیا تھا، اس کا ذکر آئندہ آئے گا۔

یہاں یہ ذکر کردینا بے جا نہیں ہوگا کہ جوجی کا ایک اور لڑکا توالی جو قبائل پچنگ کا سردار تھا۔ روس کے جنوب میں دریائے بوگ کے ساحلی علاقے پہ متصرف تھا۔ یہ اسی نوگا کا جدامجد ہے جو قبائل سیر اردو کے معاملات پر بڑی حد تک اثر انداز تھا۔ جب اس کی جنگ توقتو کے ساتھ ہوئی تو اس کے قبائل کو جو نوگا کے نام سے مشہور تھے، شکست ہوئی، یہ خود بھاگ کر دریائے والگا کے قریبی علاقوں میں آ گیا اور والگا و دیمبا کے درمیانی علاقے کو اپنی چھاؤنی بنا لیا۔

اس شاخ کی پوری تاریخ ہمیں معلوم نہیں۔ بس اتنا ہی معلوم ہے کہ یہ لوگ ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف ہجرت کرتے رہتے تھے۔

۸۶۔خاندانِ چغتائی

(ماوراءالنہر)

۶۲۴ھ تا ۷۶۰ھ

(۱۲۲۷ء تا ۱۳۵۸ء)

چنگیز کے تین بیٹوں یعنی اوکتا، تولی اور جوجی نے جن سلسلوں کی بنیاد ڈالی تھی۔ان کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔اب ہم ان سلسلوں کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جو چغتائی اور اس کی اولاد نے شروع کیے تھے۔یہ سلسلے ماوراءالنہر (بخارا) کاشغر کے کچھ حصے، بلخ اور بدخشاں پہ حکومت کرتے رہے۔

خاندان چغتائی کی مفصل تاریخ ہمارے پاس موجود نہیں۔صرف ان حملوں کے متعلق کچھ اطلاعات موجود ہیں جو اس خاندان نے ایران پہ کیے تھے یا ان کی باہمی خانہ جنگیوں کے متعلق کچھ مواد ملتا ہے۔فہرست ذیل میں اوکتائے خاندان کے دو امیر بھی شامل ہیں۔جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ چغتائیوں کے ہاں اوکتائیوں کو کتنی اہمیت حاصل تھی۔

اس خاندان کے امراء کا شجرۂ نسب اور تواریخ جلوس وغیرہ مشکوک ہیں اور اس لیے مندرجہ ذیل فہرست محض ظنی ہے۔

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۶۲۴	چغتائی	۱۲۲۷
۶۳۹	قراہولاگو	۱۲۴۲
۶۴۵	بیسومنگو	۱۲۴۷
۶۵۰	قراہولاگو (دوبارہ)	۱۲۵۲
۶۵۹	ارغنہ خاتون	۱۲۵۲
۶۶۴	الغو	۱۲۶۱
۶۶۴	مبارک شاہ	۱۲۶۶

۶۶۸	براق خاں	۱۲۲۶
۶۷۰	نیک پائے	۱۲۷۰
تقریباً ۶۷۲	طغا تیمور	۱۲۷۲
۷۰۶	دوخان	۱۲۷۴ تقریباً
۷۰۸	کبجوک خان	۱۳۰۶
۷۰۹	تالی کو	۱۳۰۸
۷۰۹	کپک خان	۱۳۰۹
تقریباً ۷۱۸	بیسون بوغا	۱۳۰۹
۷۲۱	کپک خان (دوبارہ)	۱۳۱۸
۷۲۱	ایل چیکدائے	۱۳۲۱
۷۲۱	دوتیمور	۱۳۲۱
۷۲۲	ترمشیریں	۱۳۲۲
۷۳۰-۷۳۴	سنجر؟	۱۳۳۰-۱۳۳۴
۷۳۴	جن کشائے	۱۳۳۴
تقریباً ۷۳۵	بوزون	۱۳۳۵ تقریباً
تقریباً ۷۳۹	بیسون تیمور	۱۳۳۹ تقریباً
تقریباً ۷۴۱	علی (ازاولوس اوگتائی)	۱۳۴۰ تقریباً
تقریباً ۷۴۳	محمد	۱۳۴۲ تقریباً
۷۴۴	غازان	۱۳۴۳
۷۴۷	دانشمند چہ (ازاولوس اوگتائی)	۱۳۴۶
۷۴۹-۷۶۰	بویان قلی	۱۳۴۸-۱۳۵۸

(۷۷۱ھ میں بدنظمی اور ۷۷۲ھ میں امیر تیمور کا تسلط)

۱۔ مغلوں کے متعلق تمام تفاصیل "فہرست مسکوکات شرقی" کی جلد ششم سے لی گئی ہے یہ کتاب برٹش میوزیم میں موجود ہے اور سر ہنری ہوورت Sir Henry Howorth کی کتاب تاریخ کا اقتباس ہے۔

۲۔ تفصیل کے لیے ہوورت کی تاریخ جلد اول صفحہ ۴۹۔۱۱۵ ملاحظہ ہو۔

۳۔ Hia

۴۔ زنگاریا۔ مشرقی ترکستان کے ایک صوبے سنکیانگ Sinkiang کا ایک ضلع۔

۵۔ نوودگراڈ۔ ماسکو سے تین سو میل مشرق کی طرف ایک شہر۔

۶۔ کراکو۔ پولینڈ کا ایک شہر۔

۷۔ پست۔ ڈینیوب کے کنارے ہنگری کا ایک مشہور شہر۔

۸۔ لے نٹز۔ جرمنی کا ایک شہر۔

۹۔ محمد۔ طغا تیمور اور جہاں تیمور کو شیخ حسن بزرگ نے ایلخان بنایا۔ دوسری طرف ساتی بیک اور اس کے شوہر سلیمان کو شیخ حسن خورد نے اور نوشیروان کو امیر اشرف چوپانی نے تخت حکومت پہ بٹھایا۔ یہ سب ایلخان خاندان ہلاکو سے تھے۔ طغا تیمور چنگیز کے بھائی کی اولاد سے تھا اور نوشیرواں کا نسب نامہ معلوم نہیں۔

۱۰۔ قبچاق۔ روس کا علاقہ جس کی زمینوں کو والگا اور ڈان Don سے پانی ملتا ہے۔ اس کی ایک سرحد ڈنیپر Dnieper دوسری بحیرہ اسود اور تیسری بحیرہ خزر ہے۔

۱۱۔ قفقاز کے دو دریا۔

۱۲۔ اس کا پورا نام سمارک Samark تھا اور صوبہ زرفشاں کا ایک حصہ تھا۔ ۱۸۸۷ء میں اسے ایک علیحدہ صوبہ بنا دیا گیا۔ موجودہ شکل میں اس کا رقبہ ۲۶۶۲۷ مربع میل ہے۔

باب دوازدہم

ایران

آٹھویں صدی ہجری سے تیرہویں صدی ہجری تک

چودہویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک

۸۷۔ آلِ جلائر (عراق)

۸۸۔ آلِ مظفر (فارس)

۸۹۔ سربداران (خراسان)

۹۰۔ ملوک کرت (ہرات)

تیموریان (باب سیزدہم)

۹۱۔ قراقویونلو (آذربائیجان)

۹۲۔ اق قویونلو (آذربائیجان)

۹۳۔ صفویہ

۹۴۔ افاغنہ

۹۵۔ افشاریہ

۹۶۔ زندیہ

۹۷۔ قاچاریہ

بابِ دوازدہم

ایران

آٹھویں صدی ہجری سے تیرہویں صدی ہجری تک

چودہویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک

جب ایلخانیوں کا زوال شروع ہوا تو چند ایک ذی اثر مقامی روساء کے دل میں ہوس اقتدار پیدا ہوئی۔ چنانچہ آلِ جلائر نے عراق اور آذربائیجان پہ قبضہ کرلیا اور آق قویوں لو وقرا یون لو کے خروج تک ان ممالک پہ قابض رہے یہ ہر دو سلسلے ترکمانوں کی نسل سے تعلق رکھتے تھے۔

مشرقی صوبوں پر آلِ مظفر کا قبضہ ہوگیا تھا۔ یہ خاندان مدت تک شیخ ابو اسحاق اور خاندان اینجو کے باقی افراد کے خلاف جو اصفہان میں اقامت گزین تھے۔ برسرِ پیکار رہا۔ اسی طرح شمال مشرقی خراسان سربداروں اور ملوک کرت کے درمیان استخوان نزاع بنا رہا اور یہ جھگڑے اس وقت ختم ہوئے، جب امیر تیمور نے ۷۸۶ھ۔ ۷۹۶ھ (۱۳۸۴ء۔ ۱۳۹۴ء) کے حملوں میں ان علاقوں پہ قبضہ کرلیا اور ایک صدی تک اس کی اولاد خراسان و ہرات پہ حکمران رہی۔

دسویں صدی ہجری کے آغاز میں شاہ اسماعیل صفوی نے ان تمام علاقوں پر قبضہ کرلیا۔ جہاں تیموری، ترکمان اور دیگر چھوٹے چھوٹے خاندان حکومت کر رہے تھے۔ کچھ دیر بعد خراسان کا بھی الحاق کرلیا اور اس طرح ایک ایسی سلطنت قائم کی۔ جس کی حدود آج تک بعینہٖ قائم ہیں۔ ہاں اس سے انکار نہیں کہ بعض مغربی علاقے سلطنتِ ترکی کا حصہ بن چکے ہیں۔

۸۷۔ آلِ جلائر

(عراق وغیرہ)

۷۳۶ھ تا ۸۱۴ھ

(۱۳۳۶ء تا ۱۴۱۱ء)

روساے جلائر کو ایلکانی کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ ان لوگوں نے ابو سعید بہادر خان کی وفات کے بعد ایران پر قبضہ کرلیا تھا۔ جیسے کہ ہم صفحات گزشتہ میں بیان کر چکے ہیں۔ اس سلسلے

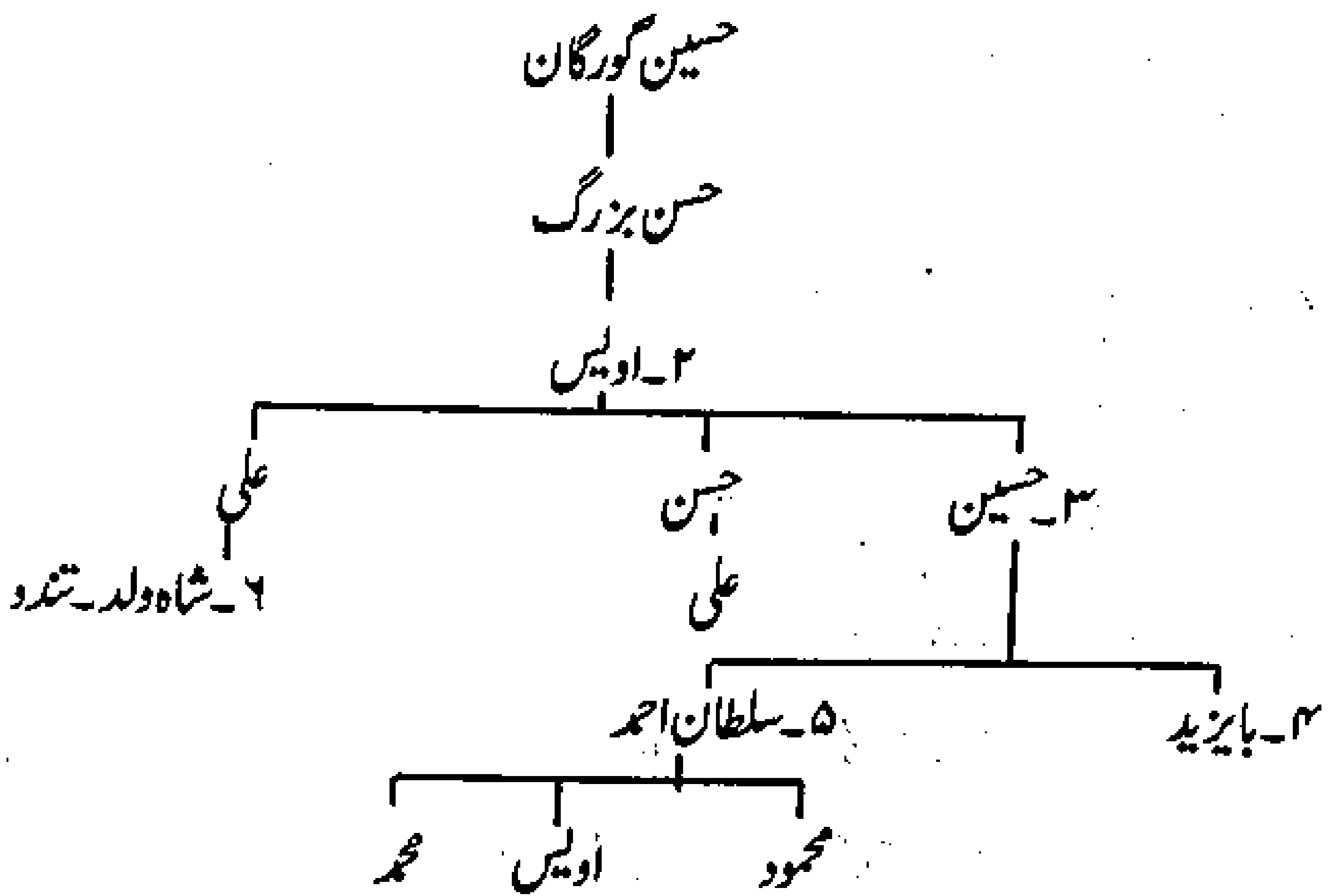
کے بانی شیخ حسن بزرگ نے ایلخانیوں کے تخت کے لیے تین امیدوار پیدا کر دیے تھے۔ اس گڑبڑ سے فائدہ اٹھا کر عراق پر قبضہ جما لیا اور بغداد کو اپنا پایہ تخت بنا لیا تھا۔

اس کے بیٹے اویس نے جو ۷۵۷ھ (۱۳۵۶ء) میں باپ کا جانشین ہوا تھا۔ آذربائیجان اور تبریز شاہان ازبک سے چھین لیے۔ ۷۵۹ھ میں موصل اور ۷۶۶ھ میں دیارِ بکر پہ تسلط جما لیا۔ اس کا جانشین حسین تھا۔ جس نے آلِ مظفر اور ترکمانانِ قرہ قویون لو سے تعلقات بگاڑ لیے۔ یہ ترکمان ان دنوں ارمینیہ اور جھیل دان کے جنوبی علاقے پر حکومت کر رہے تھے۔ ۷۷۹ھ میں حسین اور ترکمانوں میں صلح ہو گئی۔ جب ۷۸۴ھ (۱۳۸۲ء) میں حسین کی وفات ہو گئی تو اس کی سلطنت اس کے دو بیٹوں میں بٹ گئی۔ آذربائیجان اور عراق سلطان احمد کے حصے میں آئے اور کردستان کا ایک حصہ صرف ایک سو برس کے لیے بایزید کو مل گیا۔ جب ۷۸۶ھ۔ ۷۸۸ھ (۱۳۸۴ء۔ ۱۳۸۷ء) کے درمیانی عرصے میں امیر تیمور نے شمالی ایران اور ارمنستان پر قبضہ کر لیا۔ اور ۷۹۶ھ (۱۳۹۳ء) میں بغداد، الجزیرہ، دیارِ بکر اور دان کو ہتھیا لیا تو سلطان احمد بھاگ نکلا اور مصر کے مملوک بادشاہ برقوق کے ہاں پناہ لی۔ جب امیر تیمور واپس چلا گیا تو اسی بادشاہ کی مدد سے دوبارہ بغداد پہ قبضہ کر لیا۔

اس تاریخ سے لے کر امیر تیمور کی وفات (۸۰۷ھ۔ ۱۴۰۵ء) تک سلطان احمد کے دن نہایت پریشانی کے عالم میں بسر ہوئے۔ آبائی سلطنت کے علاقے یکے بعد دیگرے ہاتھ سے نکلتے گئے۔ گو ۸۰۸ھ میں ایک مرتبہ پھر یہ بغداد کے تخت پر قابض ہو گیا تھا۔ لیکن اس حالت کو دوام نصیب نہ ہوا۔ اس لیے کہ اس نے قرا یوسف ترکمان کے ساتھ جنگ چھیڑ رکھی تھی۔ ۸۱۳ھ (۱۴۱۰ء) میں قرا یوسف نے آذربائیجان پہ ایک شدید حملہ کیا اور سلطان احمد قتل ہو گیا۔ سلطان احمد کے عم زاد بھائی شاہ ولد نے ۸۱۴ھ (۱۴۱۱ء) تک بغداد کو اپنے قبضے میں رکھا اور شاہ ولد کی بیوی تندو (جس نے پہلے سلطان برقوق سے نکاح کر لیا تھا) کچھ عرصے تک واسطہ، بصرہ اور شوستر پر شاہرخ تیموری کی خراج گزار بن کر حکومت کرتی رہی۔ ۸۱۹ھ میں شاہ ولد کا بیٹا محمود تندو کا جانشین بن گیا اور اس کے دو بھائی اویس (۸۲۲ھ۔ ۸۲۹ھ) اور محمد نیز ایک اور رشتہ دار یعنی حسین اس حکومت

میں شریک تھے۔آخرامرائے قرہ قویونلو نے اس سلسلے کو ختم کردیا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۷۳۶	شیخ حسن بزرگ	۱۳۳۶
۷۵۷	شیخ اویس	۱۳۵۶
۷۷۷	حسین	۱۳۷۴
۷۸۴_۷۸۵	بایزید (کردستان)	۱۳۸۲_۱۳۸۳
۷۸۴	سلطان احمد	۱۳۸۲
۸۱۳_۸۱۴	شاہ ولد	۱۴۱۰_۱۴۱۱



۸۸۔ آلِ مظفر

(فارس، کرمان اور کردستان وغیرہ)

۷۱۳ھ تا ۷۹۵ھ

(۱۳۱۳ء تا ۱۳۹۳ء)

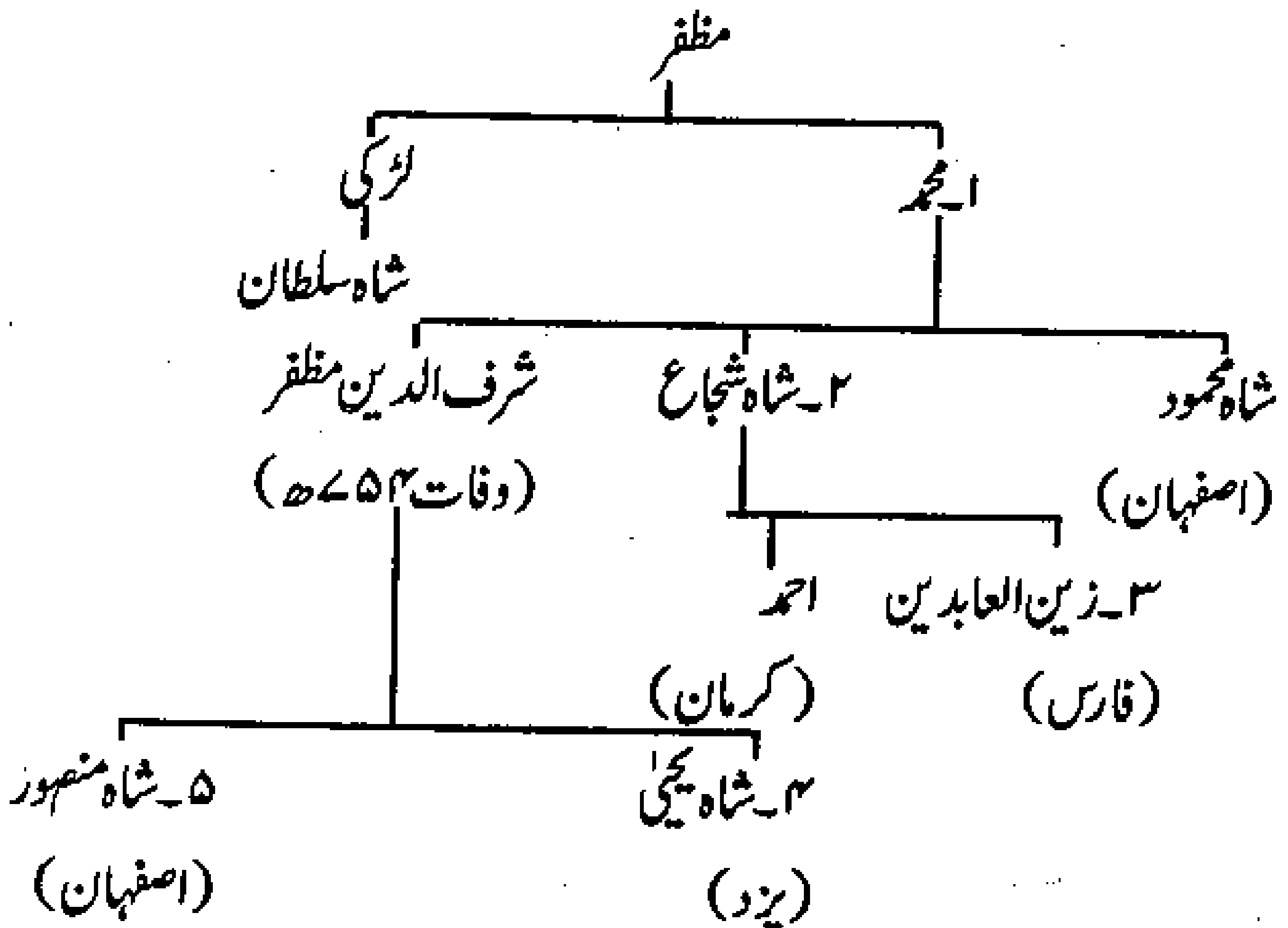
اس سلسلے کا بانی امیر مظفر حاجی غیاث الدین خراسانی کے دختر زادوں میں سے تھا۔ اس نے ایلخانی دربار میں چند ایک منصب حاصل کیے اور پھر میبد (اصفہان کے قریب کوئی مقام) کا حاکم مقرر ہو گیا۔ ۷۱۳ھ (۱۳۱۳ء) میں اس کا لڑکا مبارز الدین محمد والد کا جانشین بنا اور ۷۱۹ھ (۱۳۱۹ء) میں یزد اور فارس میں سلطان ابوسعید کی طرف سے اور چند اور مناصب پہ فائز رہا۔ ۷۴۱ھ (۱۳۴۰ء) میں کرمان پہ قبضہ کر لیا۔ اور شیخ ابواسحاق اینجو کے خلاف مسلسل زور آزمائی کے بعد ۷۵۴ھ (۱۳۵۳ء) میں شیراز اور فارس پہ قبضہ کر لیا۔ ۷۵۸ھ (۱۳۵۶ء) میں اصفہان لے لیا اور شیخ ابواسحاق کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد مبارز الدین نے آذربائیجان پہ حملہ کیا اور جب تبریز کے شمال میں پہنچا تو اس کے لڑکوں نے اسے تخت سے محروم کر دیا۔ ۷۵۹ھ (۱۳۵۷ء) میں اس کی آنکھیں نکال ڈالیں۔ یہاں تک کہ ۷۶۵ھ (۱۳۶۴ء) میں قید خانے ہی میں راہی ملک بقا ہو گیا۔ اس کے جانشین کرمان، فارس اور کردستان پر تیمور کے حملے (۷۸۹ھ۔ ۱۳۸۷ء) تک قابض رہے۔ ایران کا مشہور شاعر حافظ شاہ شجاع مظفر کا درباری شاعر تھا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۷۱۳	مبارز الدین محمد بن مظفر	۱۳۷۸
۷۵۹	جلال الدین شاہ شجاع	۱۳۸۸
۷۸۶۔۷۸۹	مجاہد الدین زین العابدین	۱۳۸۴۔۱۳۸۷
	(اسے تیمور نے ملک سے نکال دیا تھا)	

شاہ یحییٰ (یزد)

۷۸۹ھ-۷۹۵ھ سلطان احمد کے ہم عصر امرا کرمان میں ۱۳۸۷-۱۳۹۳

شاہ منصور (اصفہان)



۸۹۔ سربداران

(خراسان)

۷۳۷ھ تا ۷۸۳ھ

(۱۳۳۷ء تا ۱۳۸۱ء)

عبدالرزاق خراسان کے ایک گاؤں باشتین کا رہنے والا تھا۔ کچھ مدت تک ابوسعید خاں کے دربار میں رہا۔ ۷۳۷ھ (۱۳۳۷ء) میں اپنے گاؤں والوں کو ساتھ ملا کر حاکم خراسان کے خلاف، جس کے مظالم ناقابلِ برداشت ہو چکے تھے، بغاوت کر دی۔ یہ لوگ اپنے آپ کو "سربہ دار" کہتے تھے اور ان کا نعرہ یہ تھا کہ یا تو دشمن کو لے مریں گے یا اپنا سر دار کے حوالے کر دیں گے۔ ان بزرگوں نے کچھ عرصے کے بعد سبزوار اور گردونواح کے علاقوں پہ قبضہ کر لیا اور قریباً پچاس برس

تک اس پر مسلط رہے۔ اس عرصے میں بارہ امیر یکے بعد دیگرے تخت امارت پہ بیٹھے۔ جن میں سے نو قتل ہو گئے۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۷۳۷	عبدالرزاق بن فضل اللہ	۱۳۳۷
۷۳۸	وجیہ الدین مسعود	۱۳۳۸
۷۴۴	آ ے تیمور محمد	۱۳۴۴
۷۴۶	اسفندیار	۱۳۴۶
۷۴۷	فضل اللہ	۱۳۴۶
۷۴۸	شمس الدین علی	۱۳۴۷
۷۵۳	یحییٰ	۱۳۵۲
۷۵۶	ظہیر الدین	۱۳۵۵
۷۶۰	حیدر قصاب	۱۳۵۹
۷۶۰	لطف اللہ	۱۳۵۹
۷۶۱	حسن دامغانی	۱۳۶۰
۷۶۶۔۷۸۳	علی موید	۱۳۶۴۔۱۳۸۱

(اس سلسلے کو تیمور نے ختم کیا)

۹۰۔ امرائے کرت

(ہرات)

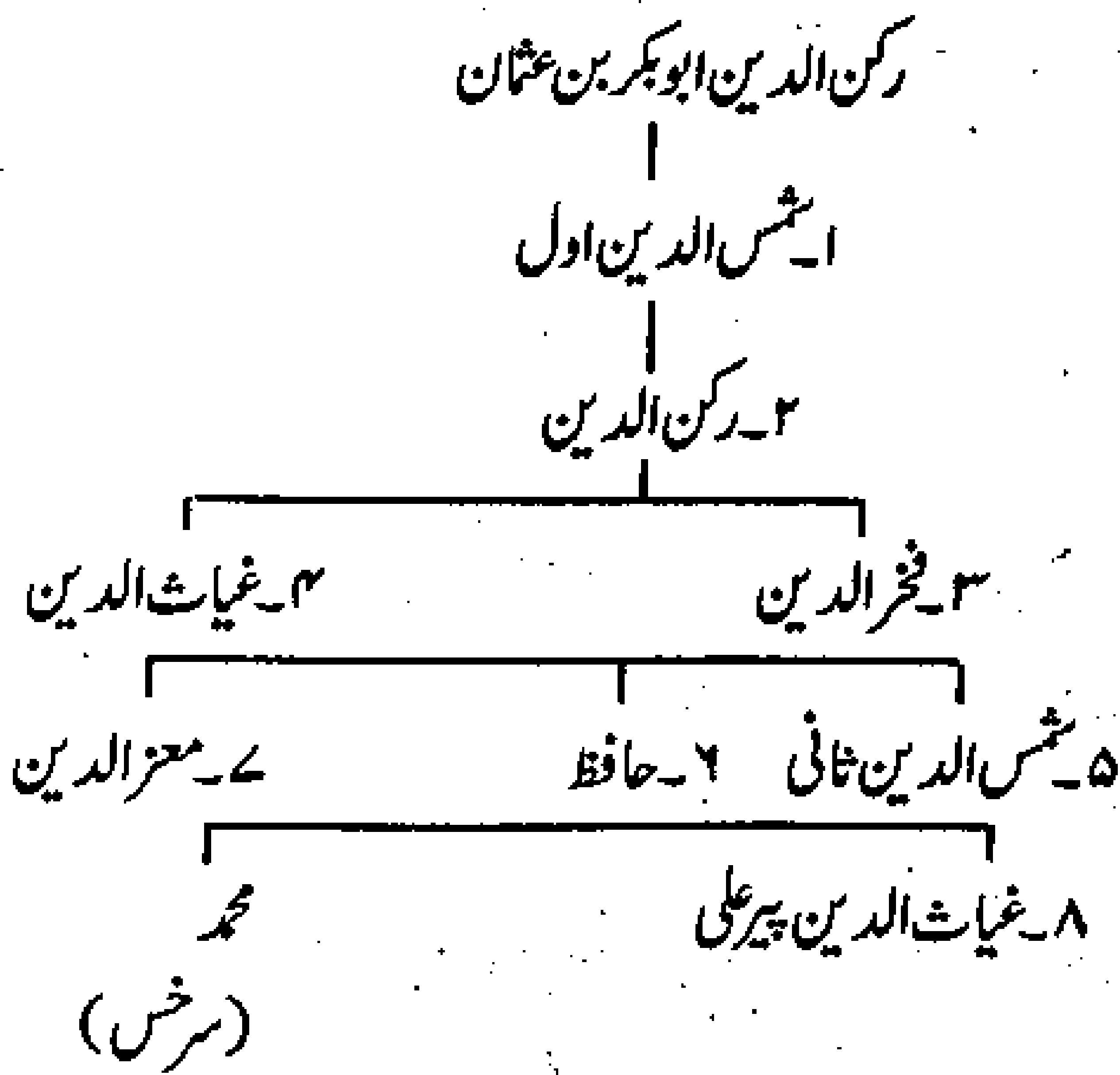
۶۴۳ھ تا ۷۹۱ھ

(۱۲۴۵ء تا ۱۳۸۹ء)

امرائے کرت غوریوں کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ لوگ اس وقت سے ایران کے بعض علاقوں پہ حکومت کر رہے تھے جب مغل ایران میں داخل ہوئے تھے۔ جب مغلوں کا زوال شروع ہوا تو ان امراء نے خراسان میں اور زیادہ اقتدار حاصل کر لیا۔ ۷۸۳ھ (۱۳۸۱ء

تک جب امیر تیمور نے ہرات پر قبضہ کیا تھا، یہ لوگ آزاد رہے۔ بعد میں تیمور کے ماتحت زندگی گزارتے رہے۔ آخر ۷۹۱ھ (۱۳۸۹ء) میں بالکل مٹ گئے۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۶۴۳	شمس الدین اوّل	۱۲۴۵
۶۷۷۔۶۸۲	رکن الدین	۱۲۷۸۔۱۲۸۳
۶۸۴	فخر الدین	۱۲۸۵
۷۰۸	غیاث الدین	۱۳۰۸
۷۲۹	شمس الدین ثانی	۱۳۲۸
۷۳۰	حافظ	۱۳۲۹
۷۳۲	معز الدین	۱۳۳۱
۷۷۲۔۷۹۱	غیاث الدین پیر علی	۱۳۷۰۔۱۳۸۹



۹۱۔ امرائے قرہ قویون لو

(آذربائیجان وغیرہ)

۷۸۰ھ تا ۸۷۴ھ

(۱۳۷۸ء تا ۱۴۶۹ء)

آٹھویں صدی ہجری کے وسط میں ترکمانوں کا ایک گروہ جو اپنے جھنڈے کے رنگ اور دیگر علامات کی وجہ سے اپنے آپ کو قرۃ قویون لو (سیاہ گوسفندوں کے مالک) کہتا تھا۔ جھیل دان کے جنوبی علاقوں پہ قابض ہو گیا اور سلطان حسین جلائر کی مدد سے ایک سلسلۂ حکومت کی بنیاد ڈال دی۔

اس سلسلے کے دوسرے فرمان روا قرا یوسف کو امیر تیمور نے کافی عرصے تک اپنے ملک سے جلا وطن کیے رکھا۔ لیکن گاہے ماہے وہ اپنے وطن میں واپس بھی آتا رہا۔ جب امیر تیمور ۸۰۷ھ میں فوت ہو گیا۔ تو قرا یوسف نے اپنی قلمرو پہ پھر قبضہ کر لیا اور چھ برس بعد آلِ جلائر کے علاقوں کو بھی اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ ۸۷۴ھ (۱۴۶۹ء) میں اس سلسلے کو آق قویون لو کے امیر اوزون حسن نے ختم کر ڈالا۔

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۷۸۰	قرا محمد	۱۳۷۸
قریباً ۷۹۰	قرا یوسف	۱۳۸۸
۸۰۲	تیمور کا غلبہ	۱۴۰۰
۸۰۸	قرا یوسف (دوبارہ)	۱۴۰۵
۸۲۳	اسکندر	۱۴۲۰
۸۴۱	جہان شاہ	۱۴۳۷
۸۷۲۔۸۷۴	حسن علی	۱۴۶۷۔۱۴۶۹

(اس سلسلے کو امرائے قویون لو نے ختم کیا)

۹۲۔ امرائے آق قویون لو

(آذربائیجان وغیرہ)

۷۸۰ھ تا ۹۰۸ھ

(۱۳۷۸ء تا ۱۵۰۲ء)

یہ امراء آذربائیجان اور دیارِ بکر میں قرہ قویون لو کے مدِ مقابل تھے اس سلسلے نے ایک سو تیس برس تک حکومت کی لیکن کسی سے شکست نہیں کھائی۔ اسماعیل صفوی پہلا حملہ آور تھا جس نے جنگِ شرور ۹۰۷ھ (۱۵۰۲ء) میں اس کو شکست دی اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد یہ سلسلہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۷۸۰	قرا یولق عثمان	۱۳۷۸
۸۰۹	حمزہ	۱۴۰۶
۸۴۸	جہانگیر	۱۴۴۴
۸۷۱	اوزون حسن	۱۴۶۶
۸۸۳	خلیل	۱۴۷۸
۸۸۴	یعقوب	۱۴۷۹
۸۹۶	بائیسنقر	۱۴۹۰
۸۹۷	رستم	۱۴۹۱
۹۰۲	احمد	۱۴۹۶
۹۰۳	مراد	۱۴۹۷
۹۰۵	الوند	۱۴۹۹
۹۰۶	محمد	۱۵۰۰
۹۰۷۔۹۰۸	مراد (دوبارہ)	۱۵۰۱۔۱۵۰۲

(اس سلسلے کو صفویہ نے ختم کر ڈالا)

۹۳۔۹۷۔ شاہانِ ایران

۹۰۷ھ تا ۱۳۴۴ھ

(۱۵۰۲ء تا ۱۹۲۵ء)

ایرانی بادشاہوں کے پانچ سلسلے تھے۔ جن کا حسب ونسب جدا جدا تھا یعنی صفویہ، افاغنہ، افشاریہ، زندیہ اور قاچاریہ۔ صفویوں کا دعویٰ یہ تھا کہ وہ عربی النسل ہیں اور امام موسیٰ کاظم (وفات ۱۸۳ھ ساتویں امام) کی اولاد ہیں۔ اس خاندان کے بعض بزرگ تقدس میں کافی شہرت کے مالک تھے۔ ان میں سے ایک شیخ صفی الدین اوربیلی ہیں۔ جن کے نام میں مناسبت سے ان کی اولاد صفویہ کہلاتی تھی۔

شیخ صفی الدین سے چار پشت بعد ان کا ایک پوتا حیدر نامی پیرو مرشد ہونے کے علاوہ جنگجوئی میں بھی خاصی شہرت کا مالک تھا۔ اس نے اوزون حسن (آق قویون لو) کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ اس کا تیسرا (لڑکا اسماعیل صفوی والد کے ارادوں کو پورا کرنے کے لیے) ایک خاصی فوج لے کر روانہ ہوا۔ پہلے شروان کو فتح کیا۔ شرور کے مقام پر ۹۰۷ھ (۱۵۰۲ء) کے موسم بہار میں ترکمانوں کو شکست دی۔ تبریز کو پایہ تخت قرار دیا اور پھر ایران کے باقی علاقوں کو فتح کرنے کی طرف متوجہ ہوا۔

تیموری امراء اور باقی چھوٹے چھوٹے خاندان سب اس کے مطیع ہو گئے اور صرف چند سال کے عرصے میں اس نے پہلے خراسان اور پھر ہرات پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد جنوبی ایران پہ اپنا تسلط جمایا اور اس طرح اپنی قلمرو کی سرحدیں ایک طرف جیحوں سے خلیج فارس تک اور دوسری طرف فرات سے افغانستان تک وسیع کر لیں۔

چونکہ سلطنت صفویہ کی سرحدیں قلمرو عثمانی سے مل گئی تھیں۔ شیعہ سنی کا اختلاف بہت بڑھ گیا تھا اور شیعہ مذہب کے مبلغ کافی تعداد میں قلمرو عثمانیہ میں داخل ہو چکے تھے اس لیے صفویوں اور عثمانیوں کی کشیدگی جنگ تک پہنچ گئی۔ سلطان سلیم خاں اول ایشیائے صغیر میں چالیس ہزار شیعوں کو

گرفتار اور قتل کرنے کے بعد شاہ اسماعیل کے مقابلہ میں آیا۔ ترکی فوج میں ۸۰ ہزار سوار اور ۴۰ ہزار پیادے تھے۔ یہ لڑائی جنگ چالدراں ۹۲۰ھ (۱۵۱۴ء) کے نام سے مشہور ہے۔ سنان پاشا (ترکی سپہ سالار) کی ہشیاری اور ینی چری فوج کی شجاعت کی بدولت شاہ اسماعیل کو شکست ہوئی۔ سلطان سلیم تبریز میں داخل ہوگیا۔ دیارِ بکر اور چند گردونواحی علاقوں کے الحاق کے بعد ایران میں آگے بڑھنے کا ارادہ ترک کر دیا اور مصر کی طرف روانہ ہوگیا۔ لیکن ایرانیوں اور عثمانیوں کی لڑائیاں بعد میں بھی جاری رہیں۔ گرجستان اور ارمنستان کے صوبے کئی مرتبہ اس ہاتھ سے اس ہاتھ گئے اور ۱۰۴۸ھ (۱۶۳۸ء) میں سلطان مراد رابع نے عراق کو قلمرو عثمانیہ میں شامل کرلیا۔

ایران کی شمالی سرحدوں پر ازبکوں کے حملے جاری تھے اور افغانستان کا یہ حال تھا کہ کبھی ایران کا حصہ بن جاتا تھا اور کبھی ہندوستان کا۔ ۱۱۶۰ھ (۱۷۴۷ء) میں احمد خاں درانی نے افغانستان پر مستقل قبضہ کرلیا۔ بابر جو ہندوستان میں مغل سلطنت کا بانی تھا، شاہ اسماعیل کا حلیف تھا۔ اس لیے کہ بابر کا لڑکا ہمایوں شاہ طہماسپ کی امداد سے حکومت ہند حاصل کرنے میں کامیاب ہوا تھا۔

فرماں روایانِ صفوی میں سب سے مشہور شاہ عباس (۹۸۵ھ۔ ۱۰۳۸ھ) (۱۵۸۷ء۔ ۱۶۲۹ء) ہے۔ جس نے سرانتھونی شرلے[1] Sir Anthony Shirley کی مدد سے ایران کے چند مغربی صوبے عثمانیوں سے واپس لے لیے تھے۔ عباس کا دورِ حکومت علوم وفنون، ترقیات داخلی اور بہترین سیاست خارجی کا زمانہ تھا۔ سلطان سلیمان خانِ اعظم۔ اکبر بادشاہ اور ملکہ الزبتھ اس کے ہم عصر تھے۔ یکا یک حالات کچھ ایسے پیدا ہوگئے۔ مثلاً محمود افغان کا ایران پر حملہ۔ ہرات اور مشہد کا فتح ہونا۔ شاہ سلطان حسین کی شکست ۱۱۳۵ھ (۱۷۲۲ء) میں اصفہان کا ہاتھ سے نکل جانا اور کئی ماہ تک پایۂ تخت کا محاصرہ رہنا کہ دولت صفویہ ختم ہوگئی۔ گو اس خاندان کے بعض افراد بعض صوبوں اور خصوصاً ماژندان میں کچھ عرصہ کے لیے برسرِ اقتدار رہے لیکن مسلسل دس برس تک ہر طرف بدنظمی رہی۔ روسیوں اور ترکوں نے کئی علاقے دبوچ لیے اور آخر کار نادر شاہ افشار نے اس بہانے پر کہ وہ خاندان صفویہ کو حکومت واپس دلانا چاہتا ہے۔ عنانِ اقتدار خود سنبھال لی اور ۱۱۴۸ھ

(۱۷۳۶ء) میں اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔

نادر شاہ نے نہ صرف مملکت ایران کی حدود کو آخری نقاط تک وسیع کر لیا۔ بلکہ افغانستان پہ بھی قبضہ جما لیا۔ ۱۱۴۹ھ میں کابل اور قندھار فتح کیے۔ پھر لاہور کا رخ کیا۔ ۱۱۵۱ھ (۱۷۳۸ء) کے موسم بہار میں دہلی کو تباہ کیا اور آخر شہنشاہ ہند سے صلح کرنے کے بعد دریائے اٹک کو اپنی سرحد مقرر کیا۔ اس کی سلطنت کی شمال مغربی سرحد قفقاز تھی۔

خاندانِ افشار کے صرف چار بادشاہ تھے۔ آخر میں گڑبڑ پھیل گئی آزاد خان افغان نے آذربائیجان علی مردان خان بختیاری نے اصفہان محمد حسن قاچاری نے استراباد پہ قبضہ کر لیا۔ نیز کریم خان زندی نے شاہرخ افشاری پر تاج وتخت لینے کے لیے حملہ کر دیا۔

زندی خاندان خراسان کے بغیر باقی سارے ایران پر ۱۱۶۳ھ (۱۷۵۰ء) سے لے کر ۱۱۹۳ھ (۱۷۷۹ء) تک حکومت کرتا رہا اور خراسان پر شاہرخ کی جو بوڑھا ہونے کے علاوہ اندھا بھی تھا حکومت رہی۔

کریم خان کی وفات کے بعد آغا محمد خان قاچاری اور زندی شاہزادوں کے درمیان قریباً بارہ برس تک لڑائی جاری رہی۔ آخر قاچاری جیت گئے اور قریباً ڈیڑھ سو برس تک حکومت کی۔

۹۳۔ صفوی

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۹۰۷	اسماعیل اول	۱۵۰۲
۹۳۰	طماسپ اول	۱۵۲۴
۹۸۴	اسماعیل ثانی	۱۵۷۶
۹۸۵	محمد خدابندہ	۱۵۷۸
۹۸۵	عباس اول	۱۵۸۷
۱۰۳۸	صفی اول	۱۶۲۹

۱۰۵۲	عباس ثانی	۱۶۴۲
۱۰۷۷	سلیمان اول	۱۶۶۷
۱۱۰۵	حسین اول	۱۶۹۴
۱۱۳۵	طہماسپ ثانی	۱۷۲۲
۱۱۴۴_۱۱۴۸	عباس ثالث	۱۷۳۱_۱۷۳۶

۹۴_افاغنہ

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۱۱۳۵	محمود	۱۷۲۲
۱۱۳۷_۱۱۴۲	اشرف	۱۷۲۵_۱۷۲۹

۹۵_افشاریہ

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۱۱۴۸	نادر	۱۷۳۶
۱۱۶۰	عادل	۱۷۴۷
۱۱۶۰	ابراہیم	۱۷۴۷
۱۱۶۱_۱۲۱۰	شاہ رُخ	۱۷۴۸_۱۷۹۸۶

۹۶_زندیہ

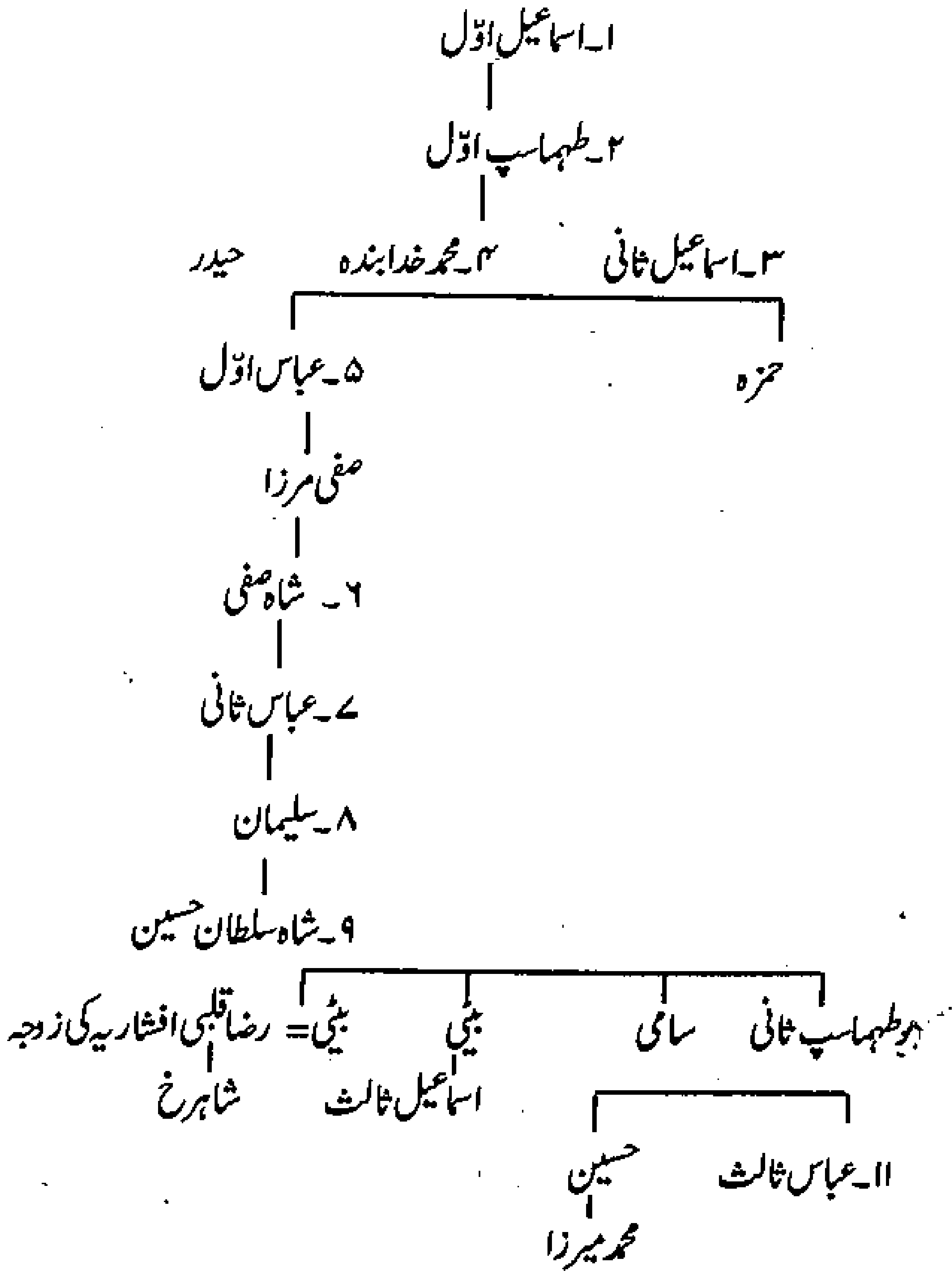
سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۱۱۶۳	کریم خاں	۱۷۵۰
۱۱۹۳	ابوالفتح	۱۷۷۹

۱۱۹۳	علی مراد	۱۷۷۹
۱۱۹۳	محمد علی	۱۷۷۹
۱۱۹۳	صادق	۱۷۷۹
۱۱۹۶	علی مراد (دوبارہ)	۱۷۸۲
۱۱۹۹	جعفر	۱۷۸۵
۱۲۰۳-۱۲۰۹	لطف علی	۱۷۸۹-۱۷۹۴

۹۷۔ قاچاریہ

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۱۱۹۳	آقا محمد خان	۱۷۷۹
۱۲۱۱	فتح علی شاہ	۱۷۹۷
۱۲۵۰	محمد شاہ	۱۸۳۴
۱۲۶۴	ناصرالدین شاہ	۱۸۴۸
۱۳۱۴	مظفرالدین شاہ	۱۸۹۶
۱۳۲۴	محمد علی شاہ	۱۹۰۶
۱۳۲۶-۱۳۴۴	احمد شاہ[ے]	۱۹۰۸-۱۹۲۵

صفویہ

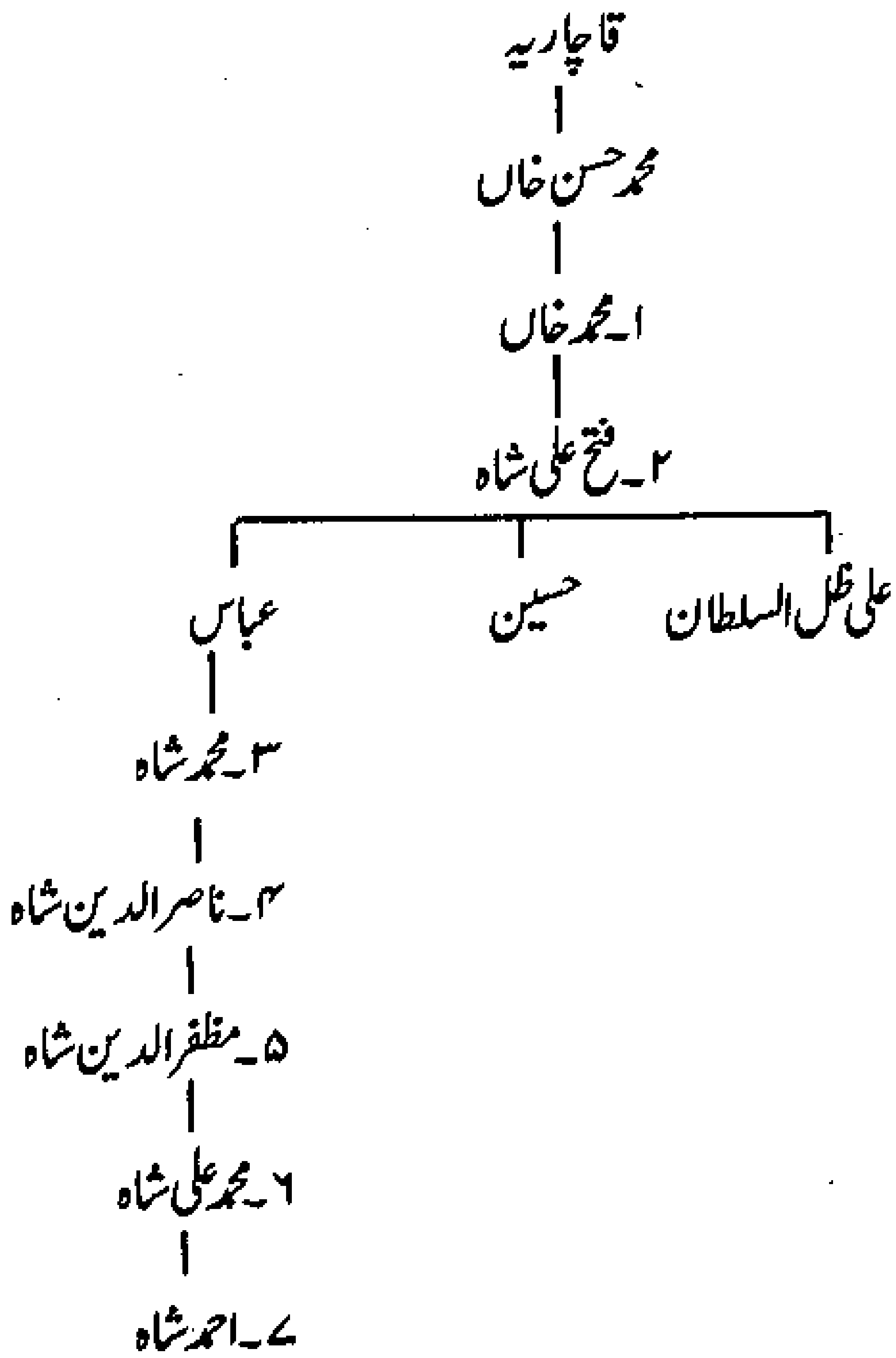


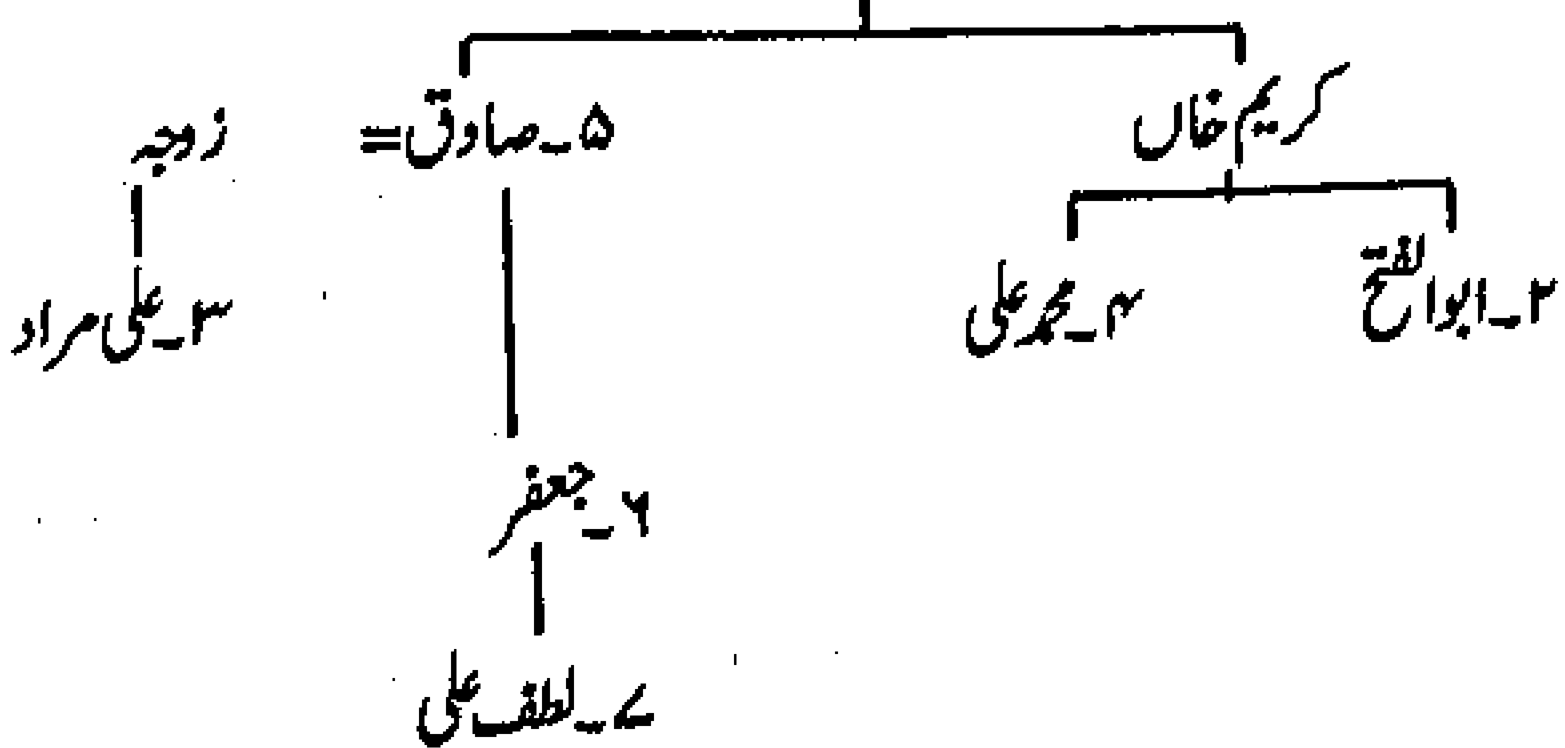
ا۔ سرانتھونی کو شاہ عباس نے ایرانی فوج کی تنظیم وتربیت پر مقرر کیا تھا۔

۲۔ احمد شاہ ایک عیاش اور نااہل فرمانروا تھا۔ چنانچہ محمد رضا شاہ پہلوی نے (جو ایک فوجی سردار تھے) فوج کو ساتھ ملا کر طہران پہ قبضہ کرلیا اور احمد شاہ کو معزول کردیا۔

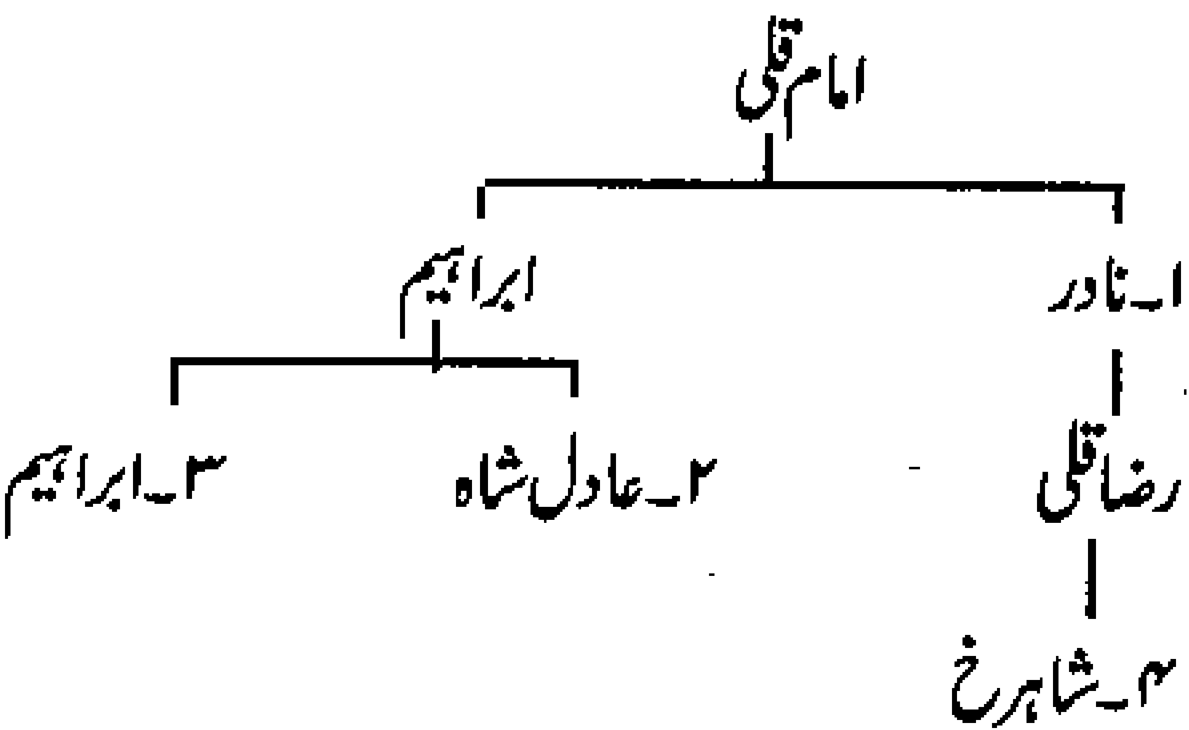
۱۳۴۴	محمد رضا شاہ پہلوی	۱۹۲۵
۱۳۶۰	محمد شاپور	۱۹۴۱

قاچاریہ


قاچاریہ
محمد حسن خاں
۱۔محمد خاں
۲۔فتح علی شاہ
علی ظل السلطان
حسین
عباس
۳۔محمد شاہ
۴۔ناصر الدین شاہ
۵۔مظفر الدین شاہ
۶۔محمد علی شاہ
۷۔احمد شاہ


زندیہ
کریم خاں
۵۔صادق=
زوجہ
۲۔ابوالفتح
۴۔محمد علی
۳۔علی مراد
۶۔جعفر
۷۔لطف علی

افشاریہ



باب سیزدہم

ماوراءُالنہر

آٹھویں صدی ہجری سے تیرہویں صدی ہجری تک

چودہویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک

۹۸۔ تیموری

۹۹۔ شیبانی

۱۰۰۔ امرائے جانی ہشتر خاں

۱۰۱۔ امرائے منگیت

۱۰۲۔ خانانِ خوقند

۱۰۳۔ خانانِ خیوہ

باب سیز دہم

ماوراءُالنہر

آٹھویں صدی ہجری سے تیرہویں صدی ہجری تک

چودہویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک

۹۸۔ تیموری

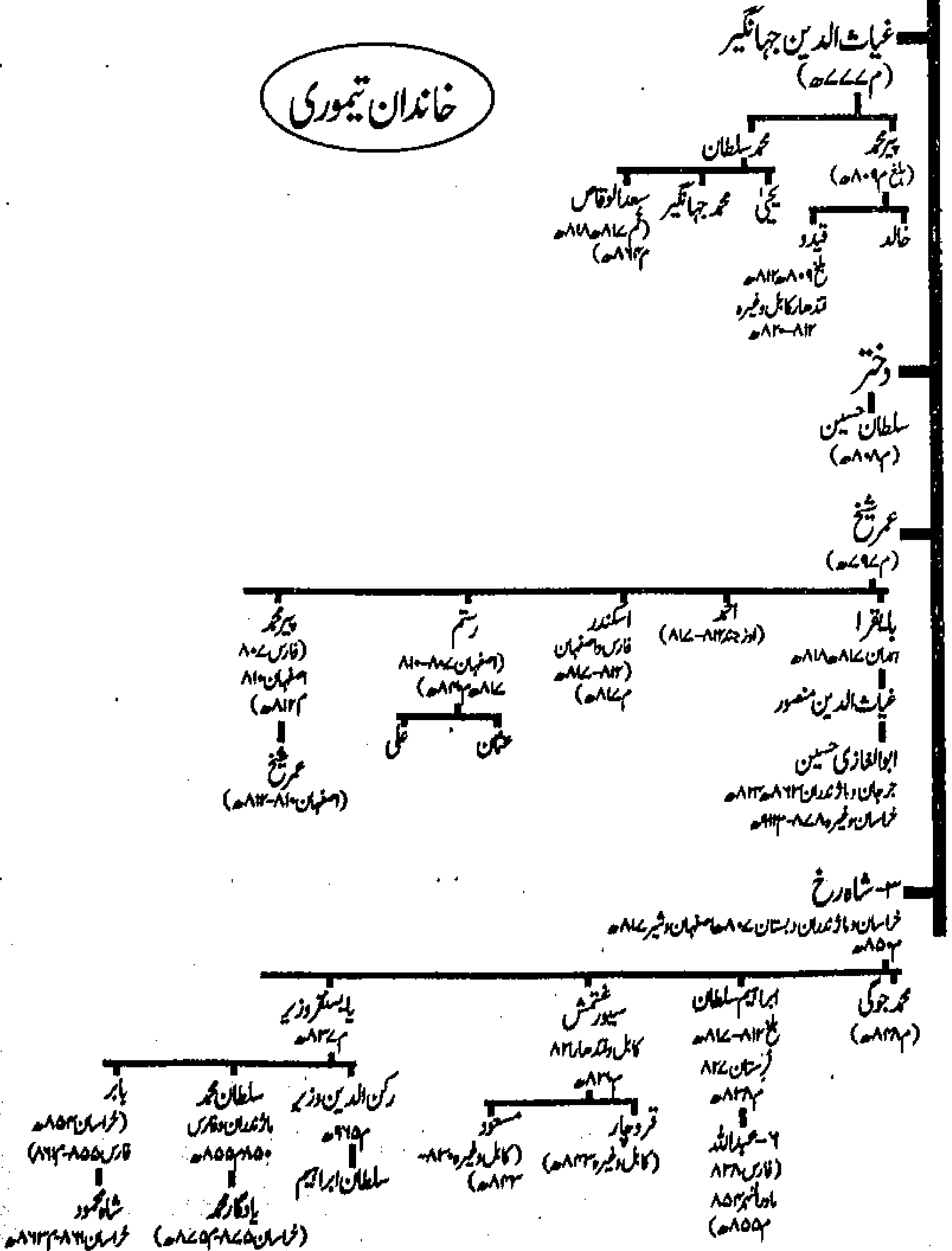
۷۷۱ھ تا ۹۰۶ھ

(۱۳۶۹ء تا ۱۵۰۰ء)

امیر تیمور یا تیمور لنگ۔ جسے انگریز Tameriane کہتے ہیں، کا سلسلۂ نسب چنگیز سے جاملتا ہے۔ تیمور کے اجداد میں سے ایک فرد چغتائی بن چنگیز (امیر ماوراءالنہر) کے ہاں وزیر تھا۔

تیمور ۷۳۶ھ (۱۳۳۵ء) میں پیدا ہوا۔ بڑا ہوا تو طغا تیمور نے اسے حاکم کش بنا دیا۔ کچھ عرصے تک سیور غتمش خاں (ایک چغتائی فرمانروا) کا وزیر بھی رہا۔ ۷۷۱ھ (۱۳۶۹ء) سے ذرا پہلے تیمور نے اپنے آقا سیور غتمش کو تمام اختیارات سے محروم کر دیا۔ ہر چند کہ سیور غتمش اور اس کا بیٹا محمود ۸۰۰ھ (۱۳۹۷ء) تک فرمانروا رہے۔ لیکن حکومت کے تمام اختیارات تیمور کے ہاتھ میں تھے۔

۷۸۲ھ (۱۳۸۰ء) میں امیر تیمور نے ایران پہ چڑھائی شروع کی اور صرف سات سال کی مدت میں خراسان، جرجان، مازندران، سیستان، افغانستان، فارس، آذربائیجان اور کردستان کو فتح کر لیا۔ جب قبچاق کے بادشاہ توقتمش نے ماوراءالنہر پہ حملہ کیا تو امیر تیمور ۷۹۰ھ (۱۳۸۸ء) میں اپنے پایۂ تخت کی طرف لوٹ آنے پر مجبور ہوگیا۔ ۷۹۳ھ (۱۳۹۱ء) میں توقتمش کو سخت شکست دی اور جب چار سال بعد توقتمش نے دوبارہ حملہ کیا تو اسے پھر شکست دی۔


امیر تیمور (وفات ۸۰۷ھ)
خاندان تیموری
غیاث الدین جہانگیر
(م ۷۷۷ھ)
پیر محمد
(بلخ م ۸۰۹ھ)
محمد سلطان
خالد
قیدو
بلخ ۸۰۹ھ ۸۱۲ھ
قندھار کابل وغیرہ
۸۱۲–۸۲۰ھ
یحییٰ
محمد جہانگیر
سعد الوقاص
(قم ۸۱۷ھ ۸۱۸ھ
م ۸۶۴ھ)
دختر
سلطان حسین
(م ۸۰۴ھ)
عمر شیخ
(م ۷۹۶ھ)
بایقرا
ہمدان ۸۱۷ھ ۸۱۸ھ
غیاث الدین منصور
ابو الغازی حسین
جرجان و مازندران ۸۶۲ھ ۸۶۳ھ
خراسان وغیرہ ۸۷۸–۹۱۲ھ
احمد
(اوزجند ۸۱۲–۸۱۷)
اسکندر
فارس و اصفہان
(۸۱۲–۸۱۷ھ
م ۸۱۷ھ)
رستم
(اصفہان ۸۰۷–۸۱۰
۸۱۷ م ۸۲۴ھ)
عثمان
علی
پیر محمد
(فارس ۸۰۷
اصفہان ۸۱۰
م ۸۱۲ھ)
عمر شیخ
(اصفہان ۸۱۰–۸۱۲ھ)
۴۔ شاہ رخ
خراسان و مازندران و بستان ۸۰۷ھ اصفہان و شیراز ۸۱۷ھ
م ۸۵۰ھ
محمد جوکی
(م ۸۴۸ھ)
ابراہیم سلطان
بلخ ۸۱۲–۸۱۷ھ
فارس و لرستان ۸۱۷
م ۸۳۸ھ
۶۔ عبداللہ
(فارس ۸۳۸
ماوراء النہر ۸۵۴
م ۸۵۵ھ)
سیورغتمش
کابل و قندھار ۸۲۱
م ۸۳۰ھ
قرہ جار
(کابل وغیرہ ۸۳۳ھ)
مسعود
(کابل وغیرہ ۸۳۰ھ
م ۸۴۳ھ)
بایسنقر وزیر
م ۸۳۷ھ
رکن الدین وزیر
م ۸۶۵ھ
سلطان ابراہیم
سلطان محمد
مازندران و فارس
۸۵۰ م ۸۵۵ھ
یادگار محمد
(خراسان ۸۷۵ م ۸۷۵ھ)
بابر
(خراسان ۸۵۴ھ
فارس ۸۵۵ م ۸۶۴)
شاہ محمود
خراسان ۸۶۱ م ۸۶۳ھ

جلال الدین میران شاہ

(آذربائیجان و عراق ۸۰۷–۸۱۰ھ م ۸۱۰ھ)

- ۴- الغ بیگ (ماوراءالنہر ۸۱۲ھ خراسان وغیرہ ۸۵۰–۸۵۳ھ)
  - عبدالعزیز
  - ۵- عبداللطیف (ماوراءالنہر ۸۵۳ھ م ۸۵۴ھ)
    - محمد جوگی (م ۸۶۸ھ)
    - احمد (م ۸۶۱ھ)
- سیور غتمش
- ایجال (رے ۸۱۷–م ۸۱۷ھ)
- ۲- خلیل سلطان ماوراءالنہر ۸۰۷–۸۱۲ رے ۸۱۲–م ۸۱۴ھ
- عمر آذربائیجان وغیرہ ۸۰۷ھ
  - منوچہر
- محمد
  - ۷- سلطان ابوسعید (ماوراءالنہر ۸۵۵–۸۷۲ ہرات بلخ و خراسان وغیرہ ۸۶۳–م ۸۷۳ھ)
    - عمر
    - خلیل
    - مراد
    - ابوبکر (بدخشاں قریباً ۸۶۵–۸۸۴ھ)
    - عمر شیخ فرغانہ قریباً ۸۷۰–م ۸۹۹ھ
      - ظہیرالدین محمد بابر (فرغانہ ۸۹۹ھ کابل ۹۱۱ھ ہندوستان ۹۳۲ھ م ۹۳۷ھ) (بانی سلطنت مغلیہ ہند)
      - جہانگیر
      - ناصر
    - شاہ رخ (م ۷۹۹ھ)
    - الغ بیگ (کابل و غزنی ۸۶۵–۹۰۷ھ)
    - ۹- سلطان محمود (ماژندران ۸۶۳–ماوراءالنہر ۸۹۹–۹۰۰ م ۹۰۰ھ)
      - علی (ماوراءالنہر ۹۰۲–۹۵۳)
      - بایسنغر (ماوراءالنہر ۹۰۰–۹۰۲ھ)
      - مسعود (حصار ۹۰۰–۹۰۱ھ)
    - ۸- سلطان احمد (ماوراءالنہر ۸۷۳–۸۹۹ م ۸۹۹ھ)
- ابوبکر
  - عثمان
  - ایلنگر (رے ۸۱۷–۸۱۸ھ)

۷۹۵ھ (۱۳۹۳ء) میں تیمور نے آلِ جلائر سے بغداد چھین لیا اور الجزیرہ پہ قبضہ کر لیا۔ ۸۰۰ھ میں ہندوستان پہ حملہ کیا اور ۸۰۱ھ میں دہلی اور کشمیر کو فتح کر لیا۔ امیر تیمور کی مغربی مہم جو ۸۰۴ھ (۱۴۰۱ء) میں شروع ہوئی تھی، اس کی آخری اور سب سے بڑی مہم تھی۔ اسی سال یہ فاتح گورگانی اناطولیہ میں داخل ہوا۔ دسیواس اور ملاطیہ کو فتح کرنے کے بعد عثمانیوں کو انقرہ میں ایک زبردست شکست دی۔ سلطان بایزید خان کو قید کر لیا۔ ایشیائے صغیر کے چھوٹے چھوٹے سلسلوں کو دوبارہ زندہ کر دیا۔ حلب، دمشق وغیرہ یعنی سارے شام سے ممالیک مصر کو نکال کر خود مالک بن بیٹھا۔ جب ۸۰۷ھ (۱۴۰۵ء) میں تیمور چین کو مسخر کرنے کے ارادے باندھ رہا تھا تو فرشتۂ اجل نے اسے آلیا اور موضع اترار میں ستر برس کی عمر میں اس دنیا سے چل بسا۔

تیموری فتوحات کی بدولت ماوراء النہر کو ایک بے مثال اہمیت حاصل ہو گئی تھی اور سمرقند ایک ایسی عظیم الشان سلطنت کا پایۂ تخت بن گیا تھا جو دہلی سے دمشق اور بحیرۂ خوارزم (یورال) سے خلیج فارس تک پھیلی ہوئی تھی۔

چونکہ یہ فتوحات فوری اور ناگہانی حملوں کا نتیجہ تھیں۔ اس لیے انہیں بقا حاصل نہ ہوئی۔ چنانچہ بعض ممالک حملوں کے بعد فوراً سنبھل گئے تھے۔ بایں ہمہ ایران کا ایک بہت بڑا حصہ افغانستان اور ماوراء النہر تیموری سلطنت میں شامل رہے۔

چونکہ تیموری حملوں نے امرائے کرت آلِ مظفر اور آلِ جلائر کو ختم کر دیا تھا اور ترک اناطولیہ کے صوبے میں محصور ہو کر رہ گئے تھے اور کوہ ہندوکش سے لے کر بحیرۂ روم تک کوئی باقاعدہ سلطنت باقی نہیں رہی تھی۔ اس لیے ہر طرف بدنظمی کا دور دورہ تھا۔ جونہی تیمور کی وفات ہوئی تو ترک اور آلِ جلائر اپنے علاقوں کو واپس لینے کے لیے اٹھ پڑے اور بڑی حد تک کامیاب ہو گئے۔ آلِ تیمور کے پاس صرف شمالی ایران باقی رہ گیا جس پر یہ لوگ قریباً ایک صدی تک حکومت کرتے رہے اور صفویہ کی ابھرتی ہوئی طاقت کا بھی کچھ دیر تک مقابلہ کرتے رہے۔

جب دسویں صدی ہجری میں آلِ شیبان (از نسل چنگیز) نے تیموری پایۂ تخت پہ قبضہ کر لیا تو تیموری قلمرو صرف بخارا تک محدود ہو چکی تھی۔ آنے والے جدول میں تیمور کے ان بیٹوں کا ذکر کیا

گیا ہے جو تیموری سلطنت کی تقسیم کی خاطر ایک دوسرے سے لڑتے رہے اور یہی خانہ جنگی آخر ان کی تباہی کا سبب بنی۔

تیمور کا بیٹا شاہ رُخ قدرے عقل مند تھا۔ اس نے اپنے خاندانی جھگڑوں کو کچھ دیر تک دبائے رکھا اور سلطنت کی وحدت کو قائم رکھنے کی کوشش کی۔ لیکن جب ۸۵۰ھ (۱۴۴۷ء) میں اس کی وفات ہوئی تو اس کی قلمرو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹ گئی اور آخر کار امرائے شیبانی وصفوی نے ان ٹکڑوں کو اپنی سلطنتوں میں شامل کر لیا۔ اس افتاد کے باوجود آلِ تیمور پوری طرح ختم نہ ہوئی بلکہ بابر نے ہندوستان میں ایک ایسی سلطنت کی بنیاد ڈال دی جو قریباً ساڑھے تین سو برس جاری رہی اور جسے یورپ میں سلطنت مغولِ اعظم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

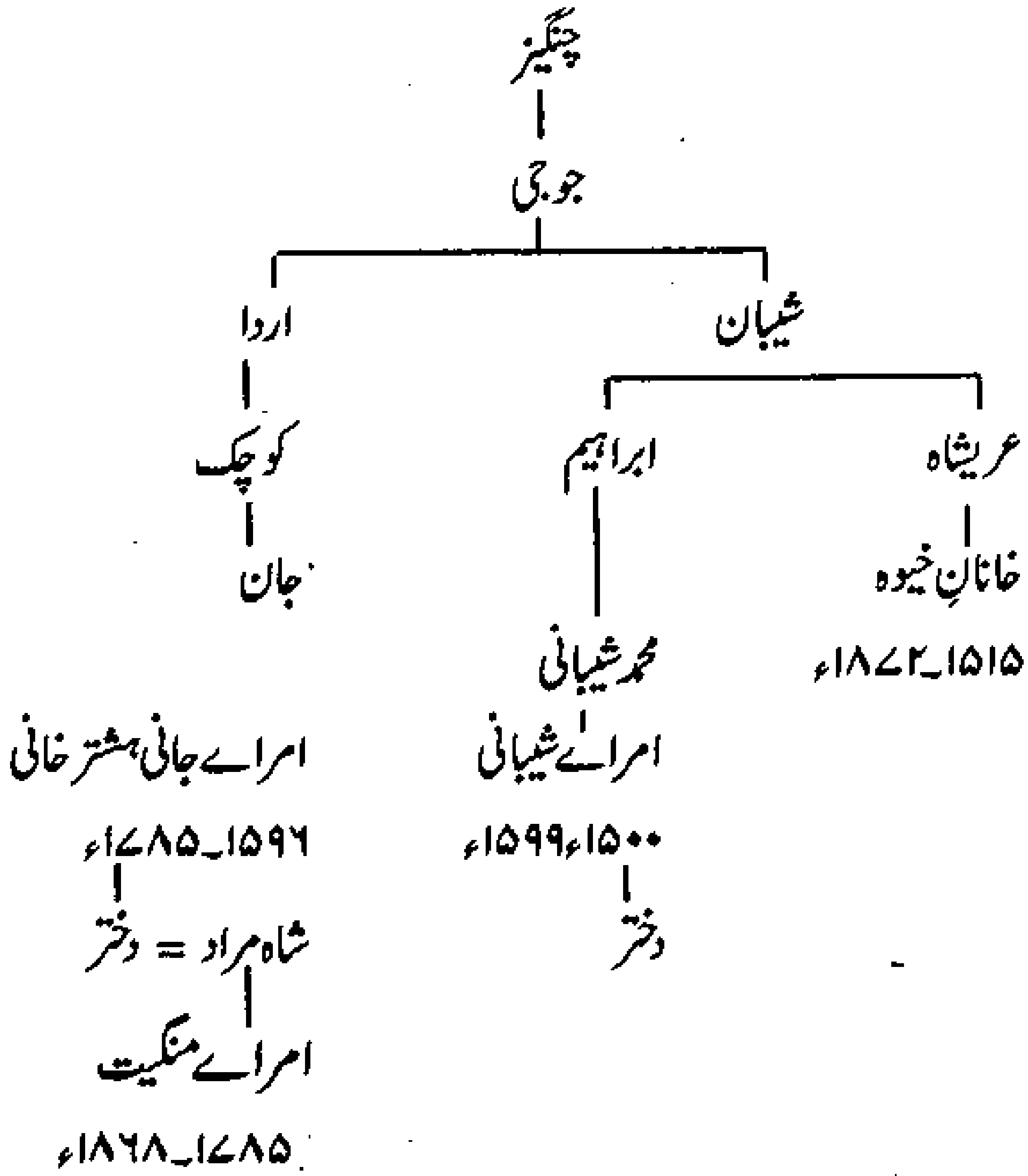
سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۷۷۱	تیمور	۱۳۶۹

(۷۷۱ھ سے ۸۰۰ھ تک سیور غتمش اور محمود بظاہر فرمانروا رہے۔ لیکن دراصل حکومت تیمور کی تھی)

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۸۰۷۔۸۱۲	خلیل	۱۴۰۴۔۱۴۰۹
۸۰۷	شاہ رُخ	۱۴۰۴
۸۵۰	الغ بیگ	۱۴۴۷
۸۵۳	عبداللطیف	۱۴۴۹
۸۵۴	عبداللہ	۱۴۵۰
۸۵۵	ابوسعید	۱۴۵۲
۸۷۲	احمد	۱۴۶۷
۸۹۹	محمود	۱۴۹۳
۹۰۰۔۹۰۶	دورۂ بدنظمی	۱۴۹۴۔۱۵۰۰

(اس سلسلے کو امرائے شیبانی نے ختم کیا)

جدول جس سے خوانین ماوراء النہر کا باہمی تعلق معلوم ہو سکتا ہے۔



۹۹۔ امرائے شیبانی

۹۰۶ھ تا ۱۰۰۷ھ

(۱۵۰۰ء تا ۱۵۹۹ء)

جب سلسلۂ تیموری کے آخری فرماں روا محمود کے تین لڑکے باقی ماندہ سلطنت کی تقسیم پہ جھگڑ رہے تھے تو اس وقت ایک نیا خاندان برسرِ اقتدار آ گیا تھا۔ جس نے ماوراء النہر کے چھوٹے چھوٹے امیروں کو مٹا کر ایک طاقتور سلطنت کی بنیاد ڈال دی تھی۔ یہ لوگ ازبک کہلاتے تھے۔ جنہوں نے چنگیزی خاندان کے ایک قابل اور آخری سپہ سالار یعنی محمود شیبانی کو اپنا سردار بنا کر یہ سلسلہ شروع کیا تھا۔

شیبانی خاندان کے آباؤ اجداد کا ذکر ہم پیشتر کر چکے ہیں۔ یہ لوگ پہلے سائبریا میں مقیم تھے

اور ٹیومین Tiumene کے علاقے پر حکومت کیا کرتے تھے۔ ان کا ایک گروہ محمود شیبانی کی قیادت میں ماوراء النہر کی طرف بڑھا جہاں بچے کھچے تیموری امراء کا خاتمہ کرنے کے بعد اپنی حکومت کی بنیاد ڈال دی۔ بخارا، اور خیوہ کے خوانین بھی اسی سلسلے سے تعلق رکھتے تھے۔ آخر کار روس نے ان تمام خاندانوں کو یکے بعد دیگرے مٹاڈالا۔

ماوراءُالنہر میں ازبکوں کی کئی شاخیں تھیں۔ اول۔ امرائے شیبانی جو دسویں صدی ہجری کے آغاز سے انتہا تک اس خطے پہ حکومت کرتے رہے۔ اسی خاندان کی ایک شاخ یعنی امرائے خوارزم نے خیوہ پہ علیحدہ حکومت قائم کرلی تھی اور سلاطین صفویہ نے شیبانیوں سے خراسان چھین لیا تھا۔ دوم۔ امرائے جانی جنھیں ہشتر خانی بھی کہا جاتا ہے۔ آل شیبان سے ایک ناطہ کی وجہ سے منسلک تھے۔ یہ لوگ گیارہویں صدی میں ماوراء النہر کے ایک حصے پہ حکومت کرتے رہے۔ سوم۔ امرائے منگیت جنھوں نے بخارا پہ قبضہ کرلیا تھا۔ سلطنتِ بخارا کے زوال کے اسباب یہ تھے: اول خوقند میں ایک نیا سلسلہ قائم ہوگیا تھا۔ جس نے بخارا کو کمزور کردیا تھا۔ دوم۔ تاشقند اور اوراپتہ نے علم آزادی بلند کردیا تھا۔ سوم۔ افغانستان میں درانیوں کی حکومت قائم ہوچکی تھی۔

بالآخر ۱۸۶۸ء اور ۱۸۷۲ء کے درمیانی عرصے میں بخارا، خیوہ اور خوقند سب پر روسی قبضہ ہوگیا۔

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۹۰۶	محمد شیبانی	۱۵۰۰
۹۱۶	کوچکونجی	۱۵۱۰
۹۳۷	ابوسعید	۱۵۳۰
۹۴۰	عبیداللہ	۱۵۳۳
۹۴۶	عبداللہ اول	۱۵۳۹
۹۴۷	عبداللطیف	۱۵۴۰
۹۵۹	نوروز احمد	۱۵۵۱
۹۶۳	پیر محمد اول	۱۵۵۵
۹۶۸	اسکندر	۱۵۶۰
۹۹۱	عبداللہ ثانی	۱۵۸۳
۱۰۰۶	عبدالمومن	۱۵۹۸

۱۰۰۷	پیر محمد ثانی	۱۵۹۹

(اس سلسلے کو امرائے ہشتر خانی نے ختم کیا)

امرائے شیبانی کا پایہ تخت سمرقند تھا۔ اس وقت بخارا میں بھی ایک طاقت ور حکومت قائم تھی۔ کئی مرتبہ فرمانروائے بخارا نے سارے ماوراءالنہر کو زیر نگیں کیا۔ سمرقند کے ماتحت بخارا کو وہی اقتدار حاصل تھا۔ جو استراخانیوں کے نیچے بلخ کو۔

امرائے بخارا

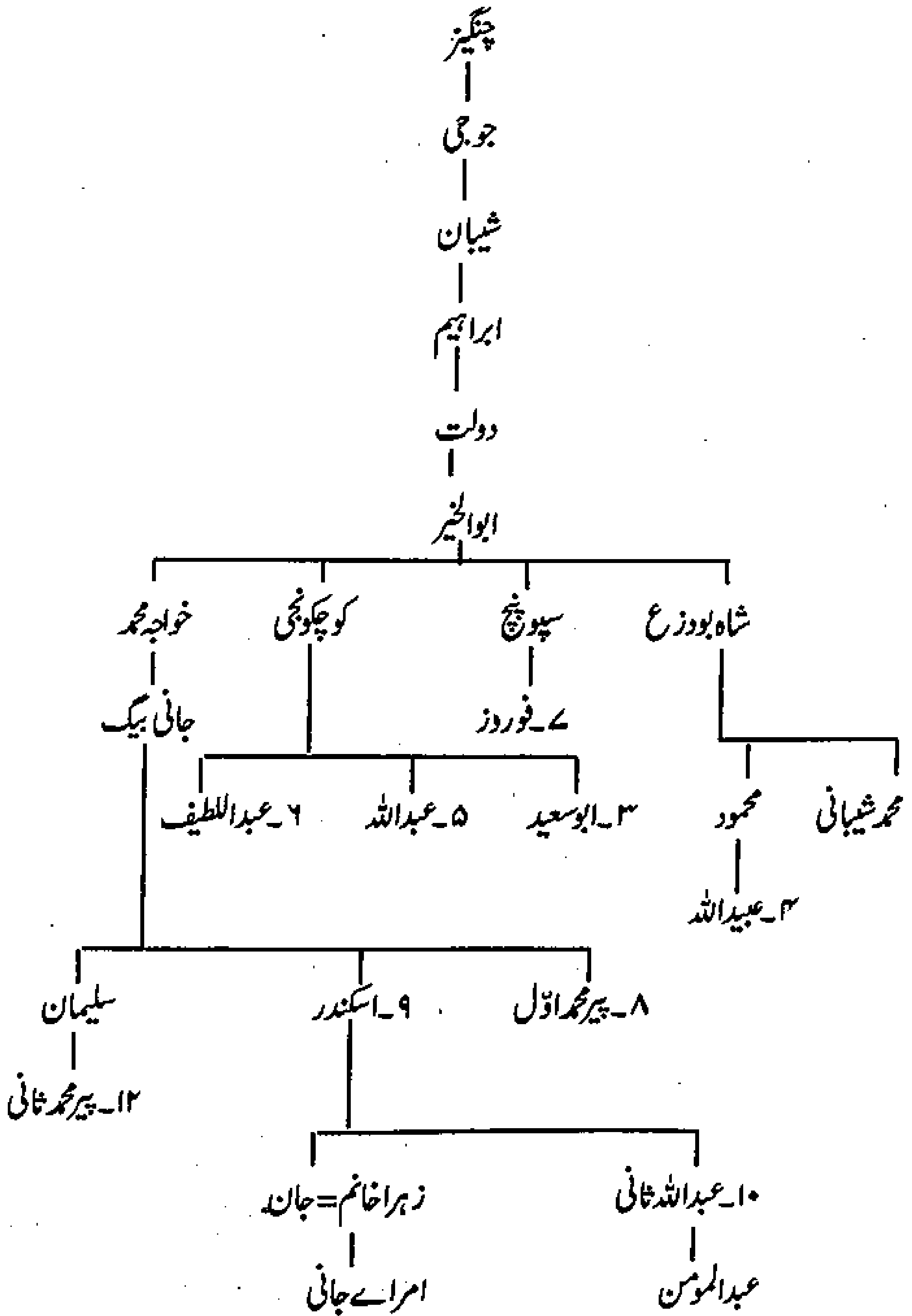
سال ہجری	نام	سال عیسوی
۹۴۷	عبدالعزیز	۱۵۴۰
۹۵۷	یار محمد	۱۵۴۹
۹۶۱	برہان سلطان	۱۵۵۳
۹۶۴	عبداللہ	۱۵۵۶

(سمرقند پہ بھی قبضہ کر لیا اور ۹۹۱ھ سے عبداللہ ثانی کہلانے لگا)

امرائے سمرقند

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۹۶۸	خسرو سلطان	۱۵۶۰
۹۷۵	سلطان سعید	۱۵۶۷
۹۸۰	جواں مرد علی	۱۵۷۲
۹۸۶	عبداللہ (امیر بخارا)	۱۵۷۸

امرائے شیبانی



۱۰۰۔ امرائے جانی یا ہشتر خانی

۱۰۰۷ھ تا ۱۲۰۰ھ

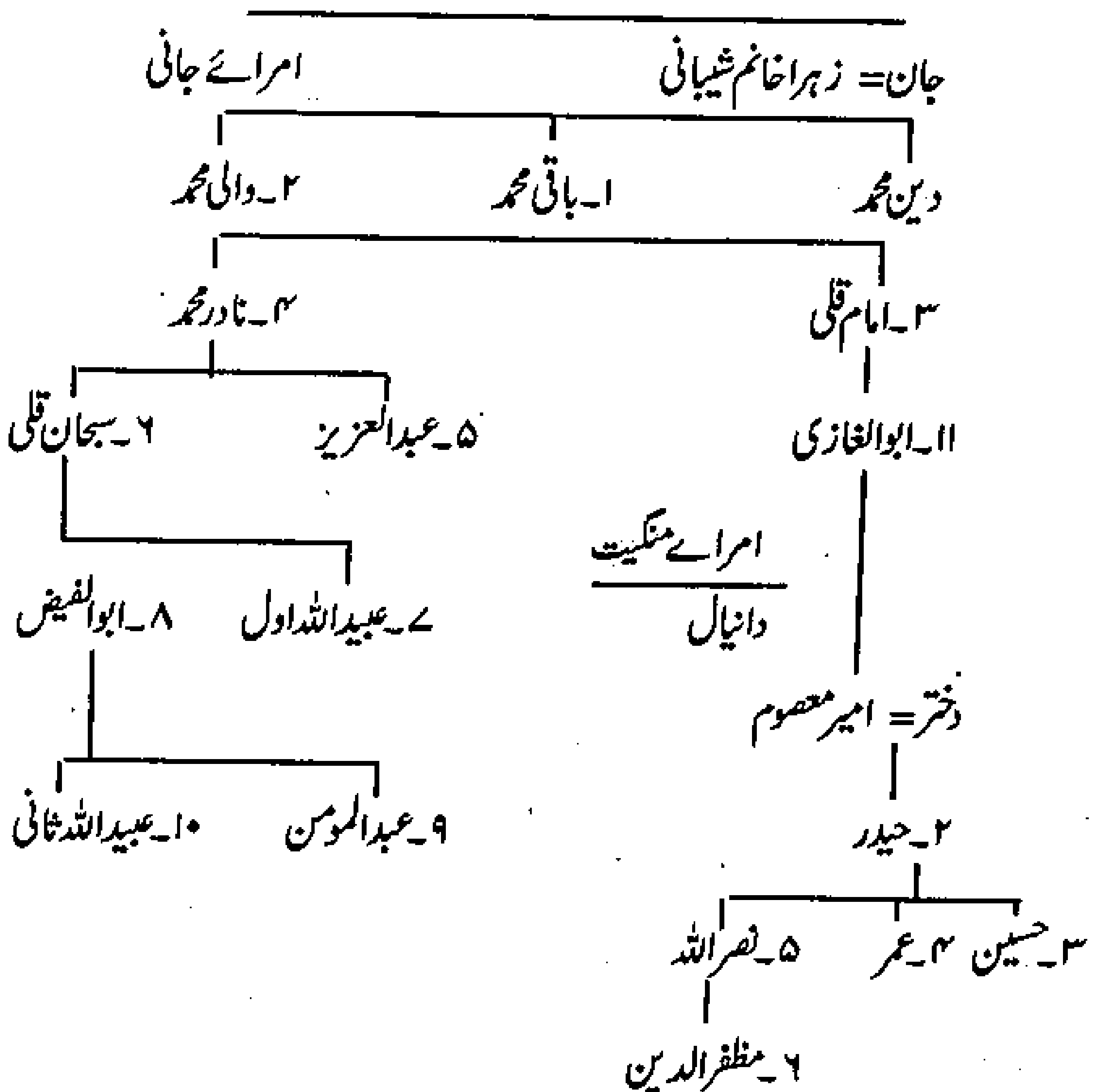
(۱۵۹۹ء تا ۱۷۸۵ء)

جب روس نے ہشتر خانی امراء کو شکست دی تو دسویں صدی ہجری کے وسط میں اسی خاندان کے دو امیر یعنی یار محمد اور اس کا بیٹا جان بخارا میں اسکندر شیبانی کے ہاں پناہ گزیں ہوئے۔ اسکندر نے اپنی بیٹی جان کو دے دی۔ جس سے باقی محمد پیدا ہوا۔ باقی محمد ۱۰۰۷ھ (۱۵۹۹ء) میں اپنے ماموں عبداللہ ثانی شیبانی کا جانشین بن گیا۔ چنانچہ یہ اور اس کی اولاد گیارہویں صدی میں سمرقند، بخارا، فرغانہ، بدخشاں اور بلخ پہ حکومت کرتی رہی۔ یہ علاقے کبھی کبھی خود مختاری کا علم بھی بلند کرتے رہے۔

یہ خاندان جلدی کمزور ہو گیا اور افغانستان کے درانی امراء نے ۱۱۶۶ء کے بعد جیحوں کے جنوبی علاقوں کو ان امراء سے چھین لیا۔ علاوہ ازیں ۱۱۱۲ھ (۱۷۰۰ء) میں خوقند (فرغانہ) میں امرائے جانی کا ایک رقیب سلسلہ پیدا ہو گیا جس نے اس خاندان کو مزید نقصان پہنچایا۔ آخر ۱۲۰۰ھ (۱۷۸۵ء) میں امرائے منگیت نے اس سلسلے کو مٹا ڈالا۔ یہ سلسلہ ابوالغازی (آخری جانی امیر) کے زمانے ہی میں ابھرا تھا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۱۰۰۷	باقی محمد	۱۵۹۹
۱۰۱۴	والی محمد (حکمران بلخ ۱۰۰۷ھ سے)	۱۶۰۵
۱۰۱۷	امام قلی (وفات ۱۰۶۰ھ)	۱۶۰۸
۱۰۵۰	نادر محمد (وفات ۱۰۶۱ھ)	۱۶۴۰
۱۰۵۷	عبدالعزیز	۱۶۴۷
۱۰۹۱	سبحان قلی	۱۶۸۰

۱۱۱۴	عبیداللہ (۲۳ برس پہلے سے امیر بلخ	۱۷۰۲
۱۱۱۷	ابوالفیض (۱۱۱۴ھ سے ۱۱۱۹ھ تک امیر بلخ)	۱۷۰۵
۱۱۶۰	عبدالمومن	۱۷۴۷
۱۱۶۴	عبیداللہ دوم	۱۷۵۱
۱۱۶۷	محمد رحیم منگیت	۱۷۵۳
۱۱۷۱۔۱۲۰۰	ابوالغازی	۱۷۵۸۔۱۷۸۵



۱۰۱۔ امرائے منگیت

۱۲۰۰ھ تا ۱۲۸۴ھ

(۱۷۸۵ء تا ۱۸۶۸ء)

قبیلۂ منگیت (چپٹی ناک والے) قبیلہ نوگا سے خونی رشتہ رکھتا تھا۔ وہی نوگا جو دسویں صدی کے آغاز میں محمد شیبانی کے ہمراہ دشتِ قبچاق سے آئے تھے۔ امرائے ہشتر خانی کے عہد میں منگیت کا اقتدار بڑھ گیا۔ بارہویں صدی کے نصف ثانی میں اس قبیلہ کے بعض امراء دربارِ بخارا میں وزارت کے منصب پر فائز ہو گئے اور کچھ مدت تک بخارا پہ حکومت بھی کرتے رہے ان کی سلطنت امرائے شیبانی کی قلمرو سے کئی گنا وسیع تھی۔ معصوم شاہ نے درانیوں پہ کئی مرتبہ لشکر کشی کی اور ان ممالک پر جو جیحوں کے جنوب میں واقع ہیں، عارضی طور پر قبضہ کر لیا۔ ۱۲۸۴ھ (۱۸۶۸ء) میں یہ امراء روس کے محکوم بن گئے۔

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۱۲۰۰	میر معصوم شاہ مراد	۱۷۸۵
۱۲۱۵	حیدر تورا	۱۸۰۰
۱۲۴۲	حسین	۱۸۲۶
۱۲۴۲	عمر	۱۸۲۶
۱۲۴۲	نصر اللہ	۱۸۲۷
۱۲۷۷۔۱۲۸۴	مظفر الدین	۱۸۶۰۔۱۸۶۸

۱۰۲۔ خانانِ خیوہ

۹۲۱ھ تا ۱۲۸۹ھ

(۱۵۱۵ء تا ۱۸۷۲ء)

صفحات گذشتہ میں بیان کیا جا چکا ہے کہ خوارزم یا خیوہ ایک عرصے تک شاہان ایران کا مرکز رہا۔ مغلوں کے حملہ کے بعد یہ علاقہ خوجی قبیلے کے قبضے میں آ گیا اور ماوراء النہر کے خوانین سے اس کا تعلق ٹوٹ گیا۔ امیر تیمور کے عہد میں دشتِ قپچاق کے امراء اس پر مسلط ہو گئے۔

اس بدنظمی کے بعد جو تیموریوں کے آخری ایام میں پھیل گئی تھی، ازبکوں نے محمد شیبانی کی قیادت میں ماوراء النہر کی طرح خیوہ کو بھی فتح کر لیا اور ۹۲۱ھ (۱۵۱۵ء) سے اس علاقے پہ ازبکوں کی حکومت قائم ہو گئی۔ اس سلسلہ کی ابتدائی تاریخ سے ہم پوری طرح واقف نہیں۔

خیوہ اور بخارا کے امراء مدتوں ایک دوسرے کے خلاف لشکر کشی کرتے رہے۔ ان لڑائیوں میں کبھی ایک جانب جیت جاتی اور کبھی دوسری ۱۱۵۳ھ (۱۷۴۰ء) میں نادر شاہ افشار نے خیوہ فتح کر لیا لیکن ایرانیوں کی حکومت یہاں صرف ایک سال رہی۔ اس کے بعد ازبکوں کی حکومت پھر قائم ہو گئی۔ جسے ۱۲۸۹ھ (۱۸۷۲ء) میں ایک روسی سپہ سالار کاؤف مان نے ختم کر دیا اور یہ علاقہ روسی قلمرو کا ایک حصہ بن گیا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۹۲۱	ایلبرس اول	۱۵۱۵
۹۳۱	سلطان حاجی	۱۵۲۵
	حسن قلی	
	صوفیان	
	بوجوغہ	
	اونک	

کل

تقریباً ۹۴۶	اگتائے	۱۵۴۰ تقریباً
تقریباً ۹۵۳	دوست	۱۵۴۶ تقریباً
۹۶۵	حاجی محمد اوّل	۱۵۵۸
۱۰۱۱	عرب محمد اوّل	۱۶۰۲
۱۰۳۲	اسفندیار	۱۶۲۳
۱۰۵۳	ابوالغازی اوّل	۱۶۴۳
۱۰۷۴	انوشہ	۱۶۶۳
تقریباً ۱۰۸۵	محمد ارنگ	۱۶۷۴ تقریباً
۱۰۹۹	اسحاق آقا شاہ نیاز	۱۶۸۷
۱۱۱۴	عرب محمد ثانی	۱۷۰۲
	حاجی محمد ثانی	
۱۱۲۶	یادگار	۱۷۱۴
۱۱۲۶	ارنگ	۱۷۱۴
۱۱۲۷	شیر غازی	۱۷۱۵
	ایلبرس ثانی	
۱۱۵۳	نادر شاہ کا زمانہ	۱۷۴۰
۱۱۵۴	تجر (نادر شاہ کا حاکم)	۱۷۴۱
۱۱۵۴	ابومحمد	۱۷۴۱
	ابوالغازی ثانی	
۱۱۵۸	کیپ	۱۷۴۵
۱۱۸۴ تقریباً	ابوالغازی ثالث	۱۷۷۰ تقریباً

۱۲۱۹	ایلتزر	۱۸۰۴
۱۲۲۱	محمد رحیم	۱۸۰۶
۱۲۴۱	الہقلی	۱۸۲۵
۱۲۵۸	رحیم قلی	۱۸۴۲
۱۲۶۱	محمد امین	۱۸۴۵
۱۲۷۱	عبداللہ	۱۸۵۵
۱۲۷۲	قتلغ محمد	۱۸۵۵
۱۲۷۲	سید محمد	۱۸۵۶؟
۱۲۸۲۔۱۲۸۹	سید محمد رحیم	۱۸۶۵۔۱۸۷۲

(اس سلسلے کو روسیوں نے ختم کیا)

۱۰۳۔ خانانِ خوقند

قریباً ۱۱۱۲ھ تا ۱۲۹۳ء

(۱۷۰۰ء تا ۱۸۷۶ء)

اس سلسلہ کا بانی شاہ رخ تھا جو اپنے آپ کو چنگیز کی نسل سے سمجھتا تھا اور جس نے قریباً ۱۱۱۲ھ (۱۷۰۰ء) میں فرغانہ میں اپنی آزادی کا اعلان کر دیا تھا۔ ۱۲۱۵ھ (۱۸۰۰ء) میں تاشقند بھی قلمرو خوقند کا ایک حصہ بن گیا ۱۲۹۳ھ (۱۸۷۶ء) میں اس سلسلے کو روسیوں نے مٹا ڈالا۔

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
قریباً ۱۱۱۲	شاہ رخ	۱۷۰۰ قریباً
	رحیم	
	عبدالکریم	
	اردنی	

۱۱۸۴	سلیمان	۱۷۷۰
۱۱۸۴	شاہرخ ثانی	۱۷۷۰
۱۱۸۴	زبوتہ	۱۷۷۰؟
۱۲۱۵	علیم	۱۸۰۰
۱۲۲۴	محمد عمر	۱۸۰۹
۱۲۳۷	محمد علی	۱۸۲۲
قریباً ۱۲۵۶	شیر علی	۱۸۴۰
۱۲۶۱	مراد	۱۸۴۱
قریباً ۱۲۶۱	خدایار	۱۸۴۵
۱۲۷۳	مُلا	۱۸۵۷
۱۲۷۵	شاہ مراد	۱۸۵۹
قریباً ۱۲۷۷	خدایار (دوبارہ)	۱۸۶۱
قریباً ۱۲۸۰	سید سلطان	۱۸۶۴
۱۲۸۸	خدایار (سہ بارہ)	۱۸۷۱
۱۲۹۲_۱۲۹۳	ناصر الدین	۱۸۷۵_۱۸۷۶

(اس سلسلے کو روسیوں نے ختم کیا)

باب چہاردہم

ہندوستان و افغانستان

چوتھی صدی ہجری سے تیرہویں صدی ہجری تک

دسویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک

۱۰۴۔ غزنوی

۱۰۵۔ غوری

۱۰۶۔ سلاطینِ دہلی

۱۰۷۔ سلاطینِ بنگالہ

۱۰۸۔ سلاطینِ جونپور

۱۰۹۔ سلاطین مالوہ

۱۱۰۔ سلاطینِ گجرات

۱۱۱۔ سلاطینِ خاندیس

۱۱۲۔ سلاطینِ بہمنی دکن

۱۱۳۔ عماد شاہی (برار)

۱۱۴۔ نظام شاہی (دکن)

۱۱۵۔ شاہان بریدی بیدار

۱۱۶۔ عادل شاہی بیجاپور

۱۱۷۔ قطب شاہی (گولکنڈہ)

۱۱۸۔ مغل

۱۱۹۔ امرائے افغانستان

باب چہاردہم

ہندوستان وافغانستان

چوتھی صدی ہجری سے تیرہویں صدی ہجری تک

دسویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک

ہندوستان کا کوئی قابلِ ذکر حصہ خلفاء کے قبضے میں کبھی نہیں آیا۔ ہاں تاریخ میں بعض ایسے مسلمانوں کا ذکر ملتا ہے جو ۴۴ھ (۶۶۳ء) میں کابل سے گزر کر ملتان تک پہنچے لیکن ان کا قیام عارضی تھا۔ ہاں ہندوستان پر جو حملے دریا کی طرف سے ہوئے، ان کے نتائج زیادہ دوررس تھے پہلی صدی ہجری میں کچھ مسلمان کراچی تک پہنچے اور ۹۲ھ (۷۱۱ء) میں حجاج بن یوسف (بصرہ کا مشہور حاکم) کے بھتیجے محمد بن قاسم نے سندھ کو ملتان تک مسخر کرلیا اور آگے بڑھنے کی کوشش نہ کی۔ یہ علاقہ دوسو برس تک عرب فاتحین کے پاس رہا۔ اس حقیقت سے انکار نہیں ہوسکتا کہ سمندر کی راہ سے مسلمان ہندوستان پر قبضہ نہ کرسکے۔ بلکہ تسخیر ہند کا خواب خشکی کے راستے سے پورا ہوا۔ بعض مسلمان حملہ آور کوہستان ہندوکش کے جنوبی علاقوں تک نکل آئے تھے۔ لیکن یہ صورت حال عارضی تھی۔ یعقوب بن لیث صفاری پہلا امیر ہے جس نے کابل کو فتح کر کے وہاں ایک مسلمان حاکم مقرر کیا۔ پہلے وہاں ہندو راجاؤں کے عامل ہوا کرتے تھے (برق) صفاریوں کے بعد سامانی کابل پہ حکومت کرتے رہے۔ غزنوی خاندان کا بانی اوّل الپ تگین سامانیوں ہی کا ایک غلام تھا۔ جسے کابل میں مامور کیا گیا تھا۔

غزنوی پہلا خاندان ہے جس نے ہندوستان پہ کئی مرتبہ حملے کیے۔ اور لاہور کو اپنا پایہ تخت قرار دیا۔ غزنویوں کے بعد غوری آئے، پھر سلاطین دہلی اور یوں اس طرح نہ صرف تمام شمالی ہند مسلمانوں کے تصرف میں آگیا بلکہ اس ملک میں اشاعتِ اسلام کا دروازہ بھی کھل گیا۔

جب سلاطین دہلی میں آثار ضعف نمودار ہوگئے اور یہ آپس میں لڑنے لگے تو بابر ہندوستان

میں آ پہنچا۔ اس نے تمام چھوٹے بڑے سلسلوں کو ختم کر کے جھگڑوں کی بنیاد ہی اکھیڑ پھینکی اور بابر کے پوتے جلال الدین اکبر نے ہندوستان میں ایک ایسی شہنشاہیت کی بنیاد ڈالی جو ۱۸۵۷ء تک باقی رہی۔

۱۰۴۔ غزنوی

(افغانستان و پنجاب)

۳۵۱ھ تا ۵۸۲ھ

(۹۶۲ء تا ۱۱۸۶ء)

الپ تگین دربارِ سامانی میں ایک ترکی غلام تھا۔ جسے عبدالملک سامانی نے خراسان میں سپہ سالار بنا کر بھیجا تھا۔ جب عبدالملک کی وفات ہوگئی تو ۳۵۱ھ (۹۶۲ء) میں الپتگین غزنی (جہاں وہ پہلے بحیثیت گورنر کام کرتا تھا) میں واپس چلا گیا۔ غزنی کوہِ سلیمان کے دامن میں ایک محفوظ شہر ہے۔ جہاں الپتگین اعلانِ خودمختاری کے بعد اپنے آقاؤں کے حملوں سے بچ سکتا تھا۔ الپتگین جلد ہی فوت ہو گیا اور اپنی قلمرو میں کوئی خاص توسیع نہ کر سکا۔ اس کا لڑکا اسحٰق اور غلام بلکاتگین (جو الپتگین کے بعد مسند امارت پہ جلوہ گر ہوئے تھے) بھی اس سمت میں کوئی قدم نہ اٹھا سکے۔ غزنوی خاندان کی شان و شہرت کا اصل بانی الپتگین کا ایک اور غلام سبک تگین تھا جو اس کا داماد بھی تھا۔ سبکتگین نے سلطنت کو دو طرف سے وسیع کیا۔ مشرق میں ہندوستان کے راجپوتوں کو شکست دی اور پشاور شہر پہ قبضہ کر لیا اور مغرب میں خراسان کو اپنی قلمرو کا حصہ بنا لیا۔ ۳۸۴ھ (۹۹۴ء) میں نوح سامانی نے سبکتگین کو خراسان کا حاکم مقرر کر دیا اور یہ تقرری صلہ تھا اس کمک کا جو سبکتگین نے ماوراء النہر کی بغاوت فرد کرنے کے سلسلے میں بھیجی تھی۔

سبک تگین یا تو پرانے احسانات کی وجہ سے اور یا احتیاطاً بظاہر امرائے سامانی کی اطاعت کا دم بھرتا رہا۔ گویا اطاعت محض رسمی تھی۔ ۳۸۷ھ (۹۹۷ء) میں سبکتگین کی وفات ہوئی اور یہ وہ دن تھے جب اس کی طاقت امرائے سامانی سے کئی گنا بڑھ چکی تھی۔

سبکتگین کا بیٹا محمود غزنوی تاریخ اسلام میں ایک نہایت اہم شخصیت ہے۔ محمود نے اپنے چھوٹے بھائی اسماعیل کو مسندِ حکومت سے اتارنے کے بعد سامانی امراء کی اطاعت کا جُوا اُتار پھینکا اور خلیفۂ بغداد سے براہِ راست غزنی و خراسان کی حکومت کا فرمان حاصل کرلیا۔ کچھ عرصہ بعد محمود اس قدر طاقت ور ہوگیا کہ خلیفۂ بغداد بھی اس سے گھبرانے لگا۔

ایلخانیوں نے سامانیوں کو ختم کر دیا تھا۔ ان سے صلح کرنے کے بعد محمود ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا اور ۳۹۲ھ سے ۴۱۵ھ (۱۰۰۱ء، ۱۰۲۴ء) تک بارہ حملے کیے۔ کشمیر اور پنجاب کو روندنے کے بعد ۴۰۸ھ (۱۰۱۷ء) میں قنوج اور متھرا کو فتح کیا۔ ۴۱۵ھ (۱۰۲۴ء) میں سومنات کو تباہ کیا اور اسی سال گجرات کے پایۂ تخت انہلواڑہ کو مسخر کیا۔

ان حملوں سے محمود کا مقصد دو گونہ تھا (اوّل) ہندوستان کا کچھ حصہ حاصل کرنا اور (دوم) مشرکین ہند کو یہ بتانا کہ ان کے بت محض بے بس ہیں اور یہی وجہ ہے کہ دنیائے اسلام میں وہ بت شکن کے نام سے مشہور ہے۔ محمود سومنات و متھرا کے بُت کدوں سے دولت کے انبار لے کر غزنی میں واپس آیا اور اسی تاریخ سے یہ تمام علاقے سلطنت غزنی کا حصہ بن گئے۔ گجرات کا راجہ دراصل محمود کا ایک گورنر تھا۔

ہندوستان سے فارغ ہونے اور ایلخانیوں سے مطمئن ہونے کے بعد ۴۰۱ھ (۱۰۱۰ء) میں بلادِ غور، ۴۰۲ھ (۱۰۱۱ء) میں مرغاب علیا اور ۴۰۷ھ (۱۰۱۶ء) میں ترکستان کو اس کے دونوں مراکز حکومت یعنی بخارا سمرقند سمیت فتح کرلیا۔

اپنے عہد حکومت کے آخری ایام میں محمود کو ایک بڑے خطرے کا مقابلہ کرنا پڑا۔ ابتداء میں سلجوقیوں کے متعلق محمود نے بے اعتنائی اختیار کی لیکن طغرل بیگ اور جعفری بیگ کی بدولت سلجوقی بہت طاقت ور بن گئے تھے۔ گو ۴۱۸ھ (۱۰۲۷ء) میں محمود نے سلجوقیوں کو مطیع کرلیا لیکن ان کے بڑھتے ہوئے اقتدار کو پوری طرح نہ دبا سکا۔

زندگی کے آخری ایام میں محمود خلفاء کے قدیم ممالک کی طرف نکل گیا اور دیلمیوں سے اصفہان چھین لیا۔ اس سفر کے بعد غزنی واپس آیا اور ۴۲۱ھ (۱۰۳۰ء) کے موسم بہار میں داعیٔ اجل

کو لبیک کہہ گیا۔

گو محمود کی شہرت علم پروری و معارف نوازی کی بدولت ہر طرف پھیل گئی تھی۔ لیکن تاریخ میں جو مقام بلند اسے حاصل ہوا، وہ اس کی جہانگیری اور جہانبانی کا نتیجہ تھا۔ اس کے عہد میں غزنی کا شہر ایک یونیورسٹی معلوم ہوتا تھا اور اس کے دربار میں جہان بھر کے بلند پایہ علماء و فلسفی جمع تھے۔ فردوسی جیسا عظیم المرتبت شاعر بھی یہیں تھا اور ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ محمود کا دربار ایشیا بھر میں اپنی مثال نہیں رکھتا تھا۔ یہاں شاندار عمارات، مساجد، فصیل اور دیگر خیراتی ادارے تھے یہ تمام چیزیں محمود نے ہندوستان سے سیکھی تھیں وہ ہندوستان سے دولت کے ہمراہ وہاں کا کچھ علم بھی اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

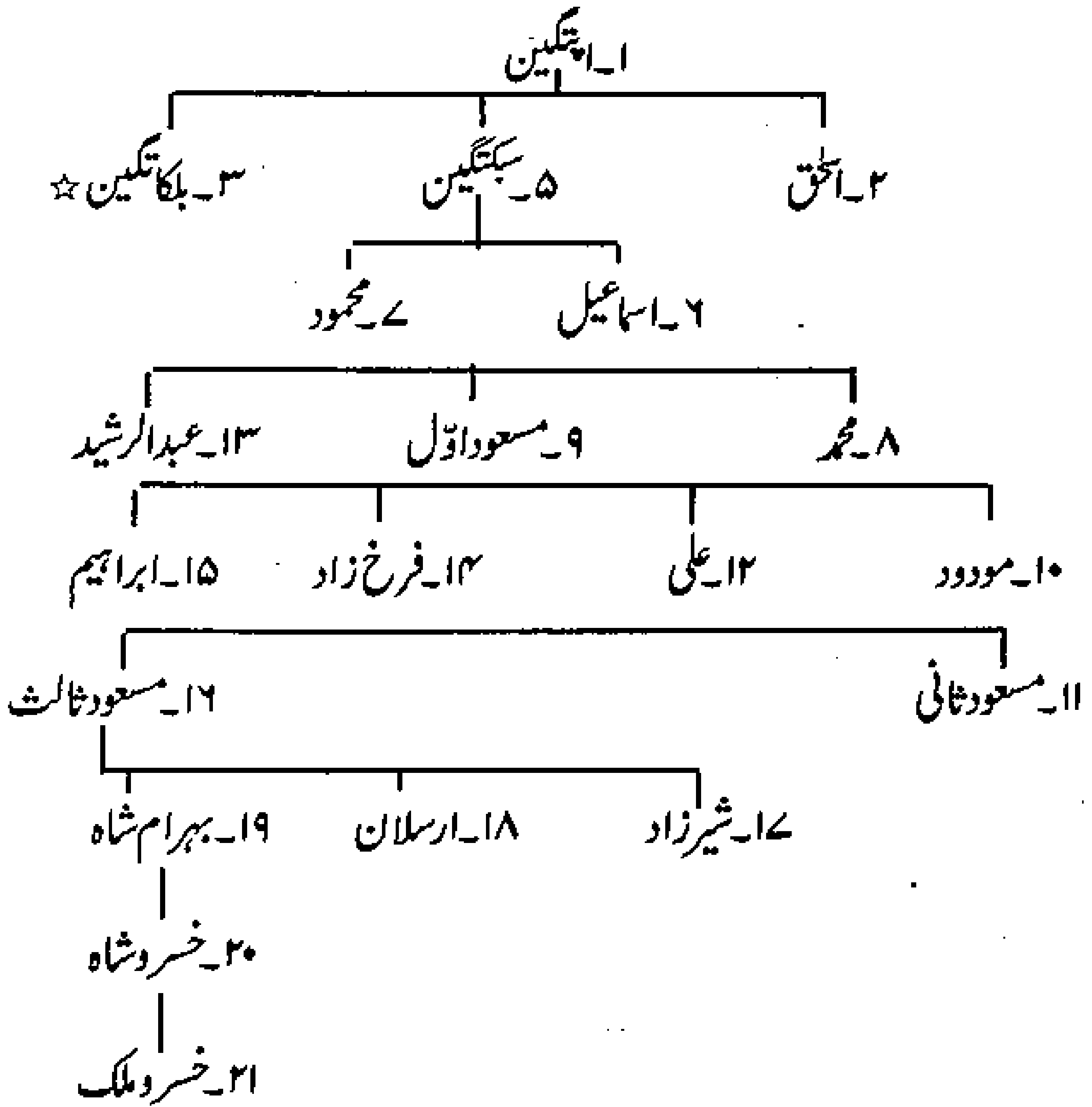
محمود کی سلطنت لاہور سے اصفہان و سمرقند تک پھیلی ہوئی تھی۔ چونکہ ایران میں سلجوقیوں کی طاقت بڑھ رہی تھی، اس لیے سلطنت غزنی نے گھٹنا شروع کر دیا۔ سلجوقیوں نے صرف چند سال میں مسعود بن محمود کو مرو کے پاس شکست دے کر ایران و ماوراء النہر کے تمام علاقے چھین لیے اور ۴۲۹ھ ۴۳۷ھ (۱۰۳۷ء۔ ۱۰۴۷ء) تک بلخ و خوارزم سے لے کر اصفہان درے تک سب علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ اس شکست کے بعد شاہانِ غزنی کی حکومت صرف مشرقی ممالک پہ رہ گئی۔ ۵۵۶ھ (۱۱۶۱ء) میں غوریوں نے غزنی کو بھی فتح کر لیا۔ اب ان کی حکومت صرف ہندوستان پہ تھی۔ ۵۸۲ھ (۱۱۸۶ء) میں غوریوں نے یہاں سے بھی غزنویوں کو ختم کر دیا۔ اس لیے کہ غزنویوں میں صلاحیت حیات باقی نہیں رہی تھی۔

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۳۵۱	الپتگین	۹۶۲
۳۵۲	اسحاق	۹۶۳
۳۵۵	بلکاتگین	۹۶۶
۳۶۳	پیری	۹۷۲
۳۶۶	سبکتگین	۹۷۶

۳۸۷	اسماعیل	۹۹۷
۳۸۸	محمود یمین الدولہ	۹۹۸
۴۲۱	محمد جلال الدولہ	۱۰۳۰
۴۲۱	مسعود اوّل الناصر الدین اللہ	۱۰۳۰
۴۳۲	مودود شہاب الدولہ	۱۰۴۰
۴۴۰	مسعود ثانی	۱۰۴۸
۴۴۰	علی ابو الحسن بہاؤ الدولہ	۱۰۴۸
۴۴۰	عبد الرشید عز الدولہ	۱۰۴۹
۴۴۴	طغرل (غاصب)	۱۰۵۲
۴۴۴	فرخزاد جمال الدولہ	۱۰۵۲
۴۵۱	ابراہیم ظہیر الدولہ	۱۰۵۹
۴۹۲	مسعود ثالث علاؤ الدولہ	۱۰۵۹
۵۰۸	شیر زاد کمال الدولہ	۱۱۱۴
۵۰۹	ارسلان سلطان الدولہ	۱۱۱۵
۵۱۲	بہرام شاہ یمین الدولہ	۱۱۱۸
۵۴۷	خسرو شاہ معز الدولہ	۱۱۵۲
۵۵۵۔۵۸۲	خسرو ملک تاج الدولہ	۱۱۶۰۔۱۱۸۶

(اس سلسلے کو غوریوں نے ختم کیا)

غزنوی



سبکتگین اور بلکاتگین۔ الپتگین کے غلام تھے اور اسحاق بیٹا تھا۔

۱۰۵۔غوری

(افغانستان و ہندوستان)

۵۴۳ھ تا ۶۱۲ھ

(۱۱۴۸ء تا ۱۲۱۵ء)

غور ہرات اور غزنی کے درمیان واقع ہے۔ یہ علاقہ قدیم زمانے سے ایک چھوٹے سے خاندان کا پایہ تخت چلا آتا ہے۔ غور میں ایک مشہور قلعہ تھا جس کا نام تھا فیروز کوہ۔ یہ خاندان اسی میں مقیم تھا۔ ۴۰۱ھ (۱۰۱۰ء) میں محمود غزنوی نے اس علاقے کو فتح کر لیا۔ اس وقت غوریوں کا

سردار محمد بن سوری تھا۔ اس امیر کی اولاد کافی عرصے تک محمود غزنوی کی طرف سے فیروزکوہ اور بامیان کی حکمران نامزد ہوتی رہی۔ ان میں سے بعض امراء نے غزنویوں کے ساتھ ازدواجی رشتے بھی قائم کر لیے اور نیتجتاً دونوں خاندانوں میں پورا اتحاد قائم ہو گیا۔

بہرام شاہ غزنوی قطب الدین محمد غوری کا سسر تھا لیکن کسی بات پر بگڑ کر قطب الدین کو قتل کر ڈالا۔ قطب الدین کے بھائی سیف الدین سوری نے انتقام لینے کے لیے ۵۴۳ھ (۱۱۴۸ء) میں غزنی پہ حملہ کیا اور سیف الدین سوری کو مار ڈالا۔ اس پر سیف الدین کے ایک اور بھائی علاؤالدین حسین جہانسوز نے غزنی کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا ڈالا اور خود غور میں واپس چلا گیا۔ کچھ مدت بعد جہانسوز کو سلطان سنجر نے گرفتار کر لیا اور ۵۵۶ھ (۱۱۶۱ء) میں فوت ہو گیا۔ اس کی وفات کے بعد خراسان و افغانستان میں بدامنی پھیل گئی اور غزو (ترکوں کا ایک قبیلہ)، موریوں اور سلجوقیوں ہر دو پہ چھا گئے۔

غزوں کو بہت جلد زوال آ گیا اور ان کے بعد علاؤالدین جہانسوز کے دو بھتیجے غوریوں کے سردار بن گئے۔ غیاث الدین بن سام بڑا تھا، اس نے ۵۶۹ھ (۱۱۷۳ء) میں غزنی کو غزوں کے پنجے سے آزاد کرایا، دو سال بعد ہرات پہ قبضہ کر لیا اور اپنے سال وفات یعنی ۵۹۹ھ (۱۲۰۲ء) تک اپنے تمام جدی ممالک پہ حکومت حاصل کر لی۔

غیاث الدین کا چھوٹا بھائی شہاب الدین تھا۔ جس نے معزالدین کا لقب اختیار کر لیا اور محمد غوری کے نام سے مشہور ہوا۔ اس نے غوری سلطنت کو صحیح معنوں میں وسیع کیا۔ اس نے سلجوقیوں سے خراسان کا ایک حصہ اور ۵۷۱ھ (۱۱۷۶ء) میں عرب حکمرانانِ ہند سے سندھ اور ملتان چھین لیے۔ نیز لاہور کے غزنوی حکمران کو ۵۸۲ھ (۱۱۸۶ء) میں اپنا مطیع بنا لیا۔ اس کے بعد اجمیر کے مہاراجہ پرتھوی پر حملہ کیا جو ایک چوہان راجپوت تھا۔ ۵۸۷ھ میں محمد غوری نے ہندوستان کے پہلے حملے میں سخت شکست کھائی اور بے حد نقصان اٹھایا لیکن ایک برس بعد تھانیسر کی لڑائی میں راجپوتوں کو بری طرح روندا۔ اس جنگ میں پرتھوی اور ڈیڑھ سو دیگر راجپوت راجے ہلاک ہوئے اور سارا شمالی ہندوستان محمد غوری کے قبضے میں آ گیا۔ ۵۹۰ھ (۱۱۹۴ء) میں گوالیار، بندھیل کھنڈ، بہار اور بنگالہ پر مختلف غوری سپہ سالاروں نے قبضہ کر لیا اور اس طرح سارے ہندوستان میں اسلام پھیلنا شروع ہو گیا۔

غوری

شعبہ بامیان

۱- عزالدین حسین غور

- ۱- فخرالدین مسعود (۵۵۰؟)
  - ب- شمس الدین محمد
    - ج- بہاؤالدین سام (م ۶۰۲ھ)
      - علاءالدین (غزنی ۶۰۲ھ-۶۰۳ھ)
      - د- جلال الدین (۶۰۲ھ-۶۰۹ھ) (خوارزم شاہ نے اسے قتل کیا)
- قطب الدین محمد فیروزکوہ - اسے بہرام شاہ نے قتل کیا
- ۲- سیف الدین سوری غور و غزنی (۵۴۳-۵۴۴ھ) (اسے بہرام شاہ نے قتل کیا)
- ۳- علاؤالدین جہاں سوز (غور ۵۴۴-۵۵۶ھ غزنی ۵۵۰ھ)
  - ۴- سیف الدین محمد (غور ۵۵۶-۵۸ھ)
  - ۹- علاؤالدین اتسز (غور ۶۰۱-۶۰۷ھ)
- شہاب الدین محمد (مادین)
- شجاع الدین علی (خرماس)
  - ۱۰- علاءالدین محمد (غور و فیروزکوہ شہاب الدین کے عہد میں ۵۹۹-۶۰۳ھ دوبارہ ۶۱۰ھ میں - ۶۱۲ میں - اسے خوارزم شاہ نے شکست دی)
- بہاءالدین سام (فیروزکوہ ۵۴۴ھ)
  - ۵- غیاث الدین محمد (غور ۵۵۸ھ ہرات ۵۷۱ھ وفات ۵۹۹ھ)
    - ۷- محمود (بست ۵۹۹ھ غور و فیروزکوہ ۶۰۳ھ وفات ۶۰۷ھ)
      - ۸- بہاؤالدین سام (غور و فیروزہ ۶۰۷ھ)
  - ۶- شہاب الدین معزالدین محمد غزنی ۵۶۹ھ - سندھ ۵۷۱ھ لاہور ۵۸۲ھ ہندوستان ۵۸۸ھ بعد غور و غزنی ۵۹۹ھ وفات ۶۰۲ھ)

جب تک محمد غوری کا بڑا بھائی زندہ رہا یہ اس کا وفادار رہا لیکن جب اس کی وفات ہو گئی۔ ۵۹۹ھ (۱۲۰۲ء) تو یہ اس کا جانشین بن گیا اور تخت پر بیٹھتے ہی خوارزم شاہیوں سے جو ایران کو مطیع کرنے کے بعد افغانستان پر بڑھ رہے تھے، الجھ پڑا اور ففکر قبیلہ کے ایک دستے نے ۶۰۲ھ (۱۲۰۶ء) میں اسے قتل کر ڈالا۔ اس کی وفات کے بعد غوریوں کا سلسلہ درہم برہم ہو گیا۔

اگر چہ اس کا بھتیجا محمود اس کا جانشین بنا لیکن سلطنت کا شیرازہ بڑی تیزی سے بکھرنے لگا۔ محمود غوری کے فوجی سردار جو دراصل ترکی النسل غلام تھے، ہر جگہ خود مختار بن بیٹھے۔ قطب الدین ایبک نے دہلی میں خاندانِ غلاماں کی بنیاد ڈال دی۔ ناصر الدین قباچہ سندھ میں اور یلدز غزنی میں حکومت کرنے لگا۔ محمود کے پاس مغربی افغانستان سے بھی چھوٹا علاقہ رہ گیا۔ یعنی بلادِ غور، ہرات اور خراسان کا کچھ حصہ۔ ۶۱۲ھ (۱۲۱۵ء) میں سلطان محمد خوارزم شاہ نے اس حصے پہ بھی قبضہ کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد غوری نسل کے بعض امیروں نے اپنے آبائی ملک کا کچھ حصہ واپس لے لیا اور ملوک کرت یعنی امرائے ہرات بھی غوری تھے۔

۱۰۶۔ سلاطینِ دہلی

ہندوستان

۶۰۲ھ تا ۹۶۲ھ

۱۲۰۶ء تا ۱۵۵۴ء

جب سلطان محمد غوری شمالی ہندوستان کو خود یا اپنے سرداروں کی وساطت سے کنارِ گنگا تک فتح کر چکا تو اس نے دہلی میں اپنے ایک غلام قطب الدین ایبک کو اپنا نائب مقرر کیا اور جب ۶۰۲ھ (۱۲۰۶ء) میں محمد غوری قتل ہو گیا تو قطب الدین نے خود مختاری کا اعلان کر دیا اور یہ پہلا فرمانروا ہے جس نے ہندوستان میں ایک باقاعدہ اسلامی سلسلے کی بنیاد ڈالی تھی۔ گو ہندوستان کا کچھ حصہ پہلے بھی غزنویوں کے زیر نگیں رہ چکا تھا۔ لیکن ان کا مرکز حکومت غزنی میں تھا اور ہندوستان کو وہ محض ایک نو آبادی سمجھتے تھے۔ مغلوں سے پہلے پانچ باقاعدہ سلسلے ہندوستان پہ

حکمران رہے۔ جن میں یہ غلاموں کا سلسلہ پہلا تھا۔ ان کا سب سے بڑا بادشاہ التمش تھا۔ جس نے سندھ کے حاکم ناصر الدین قباچہ کو مغلوب کیا تھا اور حاکم بنگالہ کو شاہانِ دہلی کی سیادت تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ غزنی کے حاکم یلدز کا ارادہ یہ تھا کہ وہ سلطنت غزنی کو جسے خوارزم شاہیوں نے مٹا دیا تھا، پھر زندہ کرے۔ لیکن التمش نے یلدز کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہونے دیا۔ اسی طرح سلطان جلال الدین خوارزم شاہ (جو مغلوں سے بھاگ کر ہندوستان میں آ گیا تھا کی خواہش تھی کہ وہ ہندوستان میں اپنے پاؤں جمائے اور یہیں حکومت قائم کرے لیکن التمش کی ہوشیاری نے اسے کامیاب نہ ہونے دیا۔

اہل ہند کی خوش قسمتی سمجھئے کہ تاتاری (جو جلال الدین خوارزم کا پیچھا کر رہے تھے) لب سندھ پہ زیادہ دیر تک نہ ٹھہرے اور واپس چلے گئے۔ ہاں لوگوں میں گھبراہٹ ضرور پھیلی رہی۔ التمش کوہ بندھیاچل کے شمالی علاقے پہ قابض تھا۔ التمش ہی کے عہد میں خلیفۂ بغداد نے حکومت دہلی کو سرکاری طور پر تسلیم کیا۔ رضیہ ملکۂ ہند اسی فرمانروا کی بیٹی تھی۔ رضیہ سے کئی سو برس بعد یعنی ۱۸۵۸ء میں ایک اور عورت یعنی ملکۂ وکٹوریہ کو ہندوستان میں یہی منصب نصیب ہوا۔

اس سلسلے کے آخری بادشاہ کے عہد میں ہندوستان نے مل کر ان علاقوں کو دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش کی جن سے محمد غوری اور التمش نے انہیں محروم کیا تھا۔ چنانچہ بلبن کو چند ایک خطرناک بغاوتوں سے دوچار ہونا پڑا۔ بلبن غلام گورنروں کو ہٹا کر باقی لوگوں کو مقرر کر رہا تھا اور یہ بغاوتیں اسی غلط پالیسی کا نتیجہ تھیں۔

غلاموں کے بعد خلجی آئے جن کی سلطنت کوہ بندھیاچل کے دوسری طرف بھی پھیلی ہوئی تھی اور دکن پر بھی قابض تھے۔

۶۹۷ھ (۱۲۹۷ء) میں علاؤالدین محمد نے گجرات کو دوبارہ فتح کیا۔ چتوڑ پر بھی قبضہ کر لیا اور ۷۰۳ھ (۱۳۰۳ء) میں راجپوتوں کو معمولی کوشش سے مطیع بنا لیا۔ اس کے خواجہ سرا اور سردار کافور نے دیوگری اور ورنگل پر بھی قبضہ کر لیا اور دکن کو دہلی کا ایک صوبہ بنا دیا۔

آخر سلطنت دہلی کی وسعت ہی اس زوال کا سبب بنی۔ تغلقی سلسلہ کے بانی محمد بن تغلق

نے جب دیکھا کہ دہلی سے دکن پر حکومت نہیں کی جا سکتی تو چونکہ وہ ایک نہایت قابل سیاست دان تھا اس نے ان دیوگری کو اپنا دارالخلافہ بنا کر اس کا نام دولت آباد رکھ دیا لیکن اس تدبیر سے بھی وہ داخلی شورشوں کو نہ دبا سکا اور اس کا تمام وقت سلطنت کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک دوڑنے میں صرف ہو جاتا اس کے جانشینوں کے عہد میں صوبے مرکز سے جدا ہونے لگے اور سلاطین دہلی کی سلطنت سمٹ کر چھوٹی سی رہ گئی۔ ۸۰۱ھ (۹۹۔۱۳۹۸ء) میں امیر تیمور کے حملوں نے باقی ماندہ کسر بھی نکال دی اور سارا شمالی ہند ایک مقتل بن گیا گو تغلقوں کے بعد سادات اور لودھی برسرِ اقتدار آئے۔ لیکن ان کی حکومتیں چھوٹی چھوٹی تھیں۔ بنگال، جونپور، مالوہ اور گجرات پر مختلف اسلامی سلسلے حکومت کر رہے تھے اور دوسری طرف راجپوتوں اور دکن کے ہندوؤں نے اپنے تمام علاقے واپس لے لیے تھے۔

اب مغلوں کا زمانہ آتا ہے۔ بابر نے ۹۳۲ھ اور ۹۳۷ھ (۱۵۲۶ء۔ ۱۵۳۰ء) کے درمیانی عرصے میں بنگال کے بغیر باقی سارے ہندوستان پہ قبضہ کر لیا اور اس نے علاؤالدین خلجی کی بکھری ہوئی سلطنت کو پھر ایک رشتے میں پرو لیا۔ بابر کی وفات کے بعد شیر شاہ اور بنگال کے افغان سرداروں نے ۴۷۔ ۹۴۶ھ (۴۰۔ ۱۵۳۹ء) میں مغلوں کے لشکر کو شکست دی۔ شیر شاہ ایک ہوشیار اور مدبر افغان تھا۔ اس نے اسلامی سلطنت کو پھر زندہ کیا لیکن بعض علاقوں کے لوگ اس کی اطاعت سے انکار کرتے رہے اور جب ہمایوں نے ۹۶۲ھ (۱۵۵۴ء) میں ہندوستان پہ دوبارہ حملہ کیا تو یہ تمام لوگ اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔ مغلوں کا مشہور ترین فرمانروا اکبر تھا۔ جس نے سلطنت کو محکم بنیادوں پر اٹھایا اور اس کی نسل ۱۸۵۷ء تک فرمانروا رہی۔

الف۔ سلاطین مملوک

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۶۰۲	قطب الدین ایبک	۱۲۰۶
۶۰۷	آرام شاہ	۱۲۱۰

۶۰۷	التمش۔شمس الدین	۱۲۱۰
۶۳۳	فیروز شاہ اوّل۔رکن الدین	۱۲۳۵
۶۳۴	رضیہ	۱۲۳۶
۶۳۷	بہرام شاہ۔معز الدین	۱۲۳۹
۶۳۹	مسعود شاہ علاؤالدین	۱۲۴۱
۶۴۴	محمود شاہ اول۔ناصر الدین	۱۲۴۶
۶۶۴	بلبن۔غیاث الدین	۱۲۶۵
۶۸۶	کیقباد۔معز الدین	۱۲۸۷

ب۔سلاطین خلجی

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۶۸۹	فیروز شاہ ثانی۔جلال الدین	۱۲۹۰
۶۹۵	ابراہیم شاہ اوّل۔رکن الدین	۱۲۹۵
۶۹۵	محمد شاہ اوّل۔علاؤالدین	۱۲۹۵
۷۱۵	عمر شاہ۔شہاب الدین	۱۳۱۵
۷۱۶	مبارک شاہ اوّل۔قطب الدین	۱۳۱۶
۷۲۰	خسرو شاہ۔ناصر الدین	۱۳۲۰

ج۔تغلق

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۷۲۰	تغلق شاہ اوّل۔غیاث الدین	۱۳۲۰
۷۲۵	محمد ثانی بن تغلق	۱۳۲۴

۷۵۲	فیروز شاہ ثالث	۱۳۵۱
۷۹۰	تغلق شاہ ثانی	۱۳۸۸
۷۹۱	ابوبکر شاہ	۱۳۸۸
۷۹۲	محمد شاہ ثالث	۱۳۸۹
۷۹۵	سکندر شاہ اوّل	۱۳۹۲
۷۹۵	محمود شاہ ثانی	۱۳۹۲
۷۹۷	نصرت شاہ	۱۳۹۴
۸۰۲	محمود شاہ (دوبارہ)	۱۳۹۹
۸۱۵	دولت خاں لودھی	۱۴۱۲

د۔ سادات

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۸۱۷	خضر خان	۱۴۱۴
۸۲۴	مبارک شاہ ثانی۔ معزالدین	۱۴۲۱
۸۳۷	محمد شاہ رابع	۱۴۳۲
۸۴۷	عالم شاہ	۱۴۴۳

ہ۔ لودھی

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۸۵۵	بہلول لودھی	۱۴۵۱
۸۹۴	سکندر ثانی۔ ابن بہلول	۱۴۸۸
۹۲۳۔۹۳۰	ابراہیم ثانی بن سکندر	۱۵۱۷۔۱۵۲۶

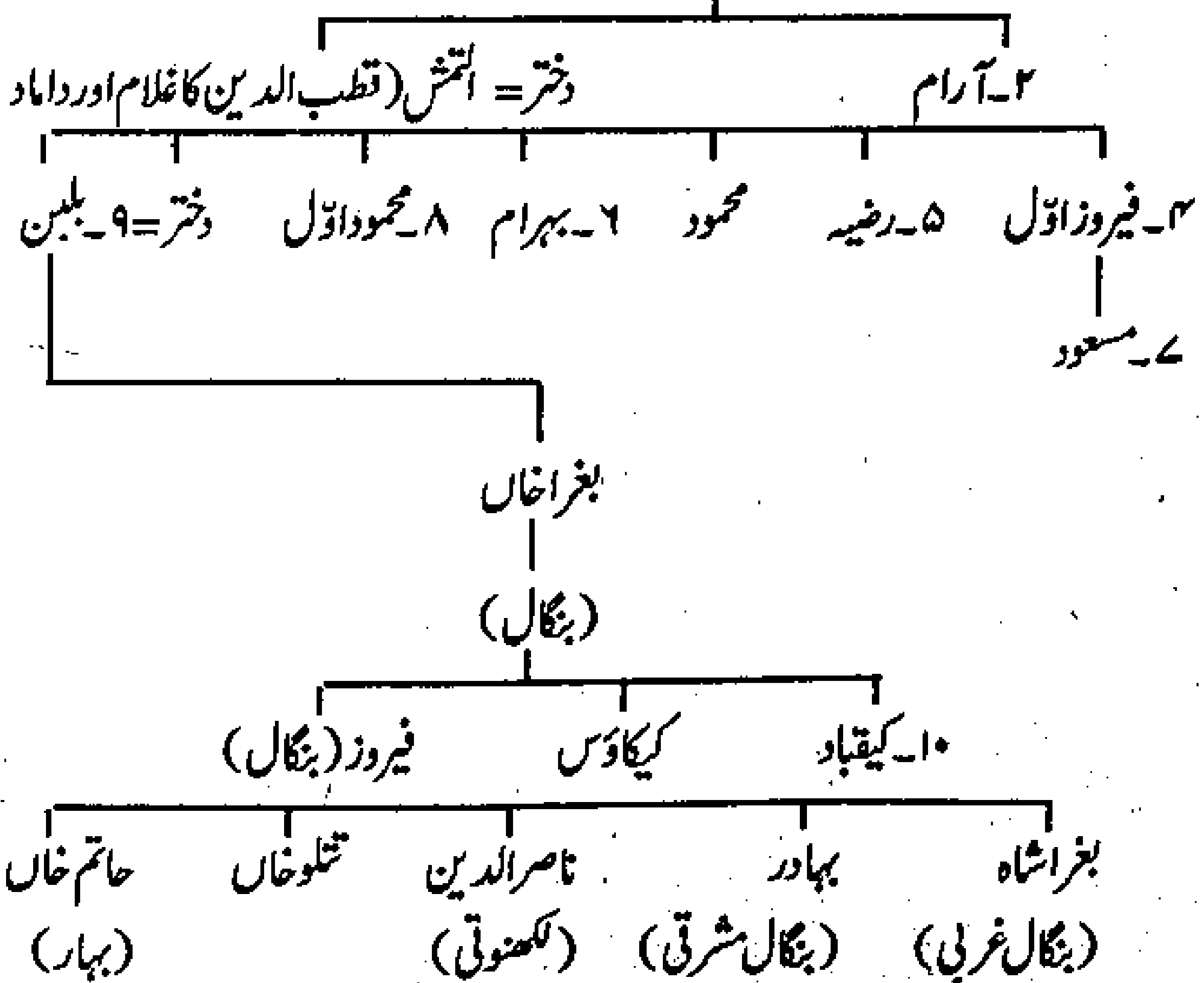
(اس سلسلے کو مغلوں نے ختم کیا)

و۔ افغان

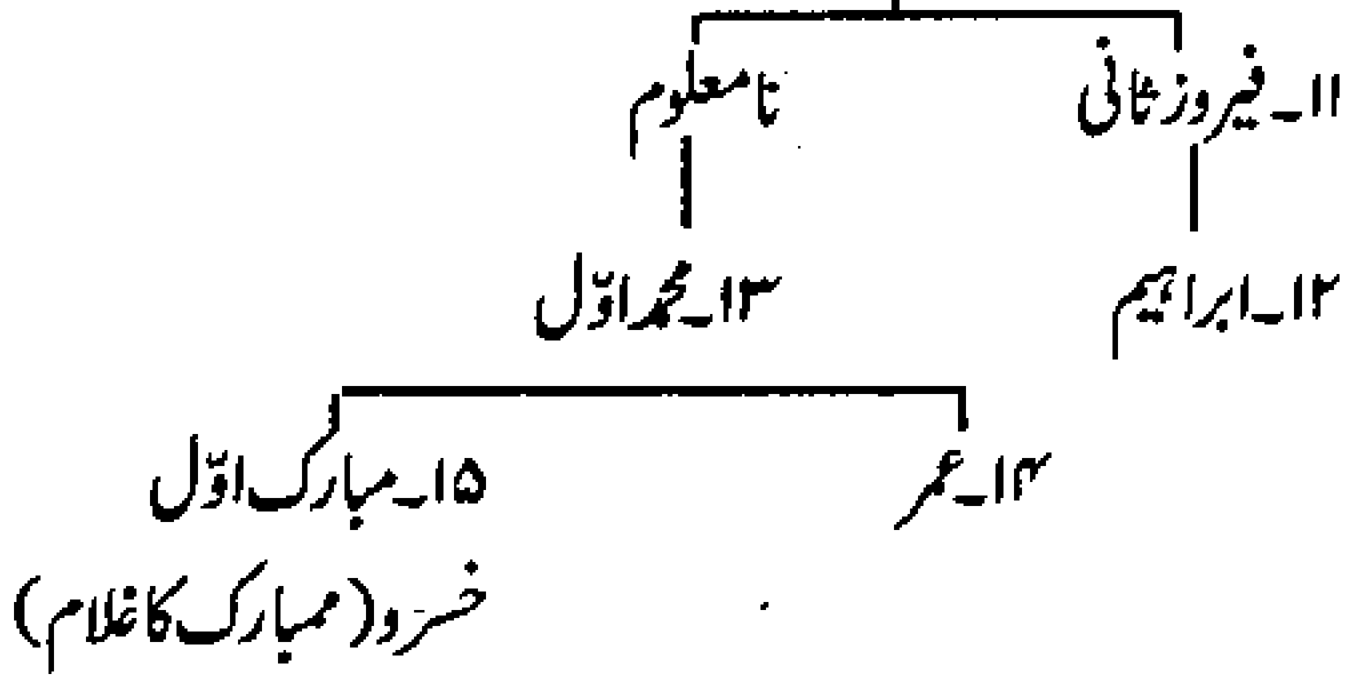
سال ہجری	نام	سال عیسوی
۹۴۶	شیر شاہ	۱۵۳۹
۹۵۲	اسلام شاہ	۱۵۴۵
۹۶۰	محمد خامس۔ عادل شاہ	۱۵۵۲
۹۶۱	ابراہیم ثالث۔ سور	۱۵۵۳
۹۶۲	سکندر شاہ ثالث	۱۵۵۴

(اس سلسلے کو مغلوں نے ختم کیا)

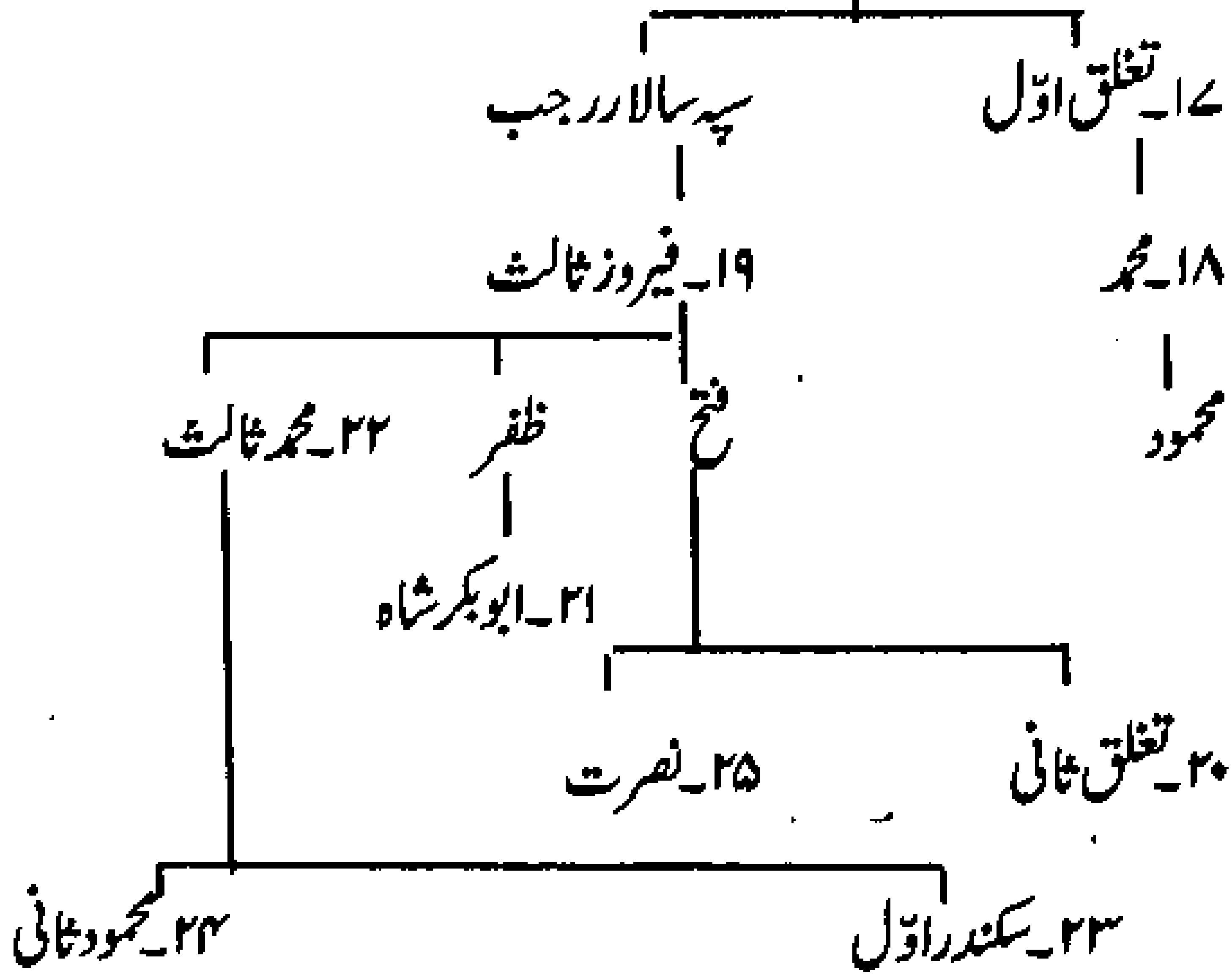
الف۔ مملوک



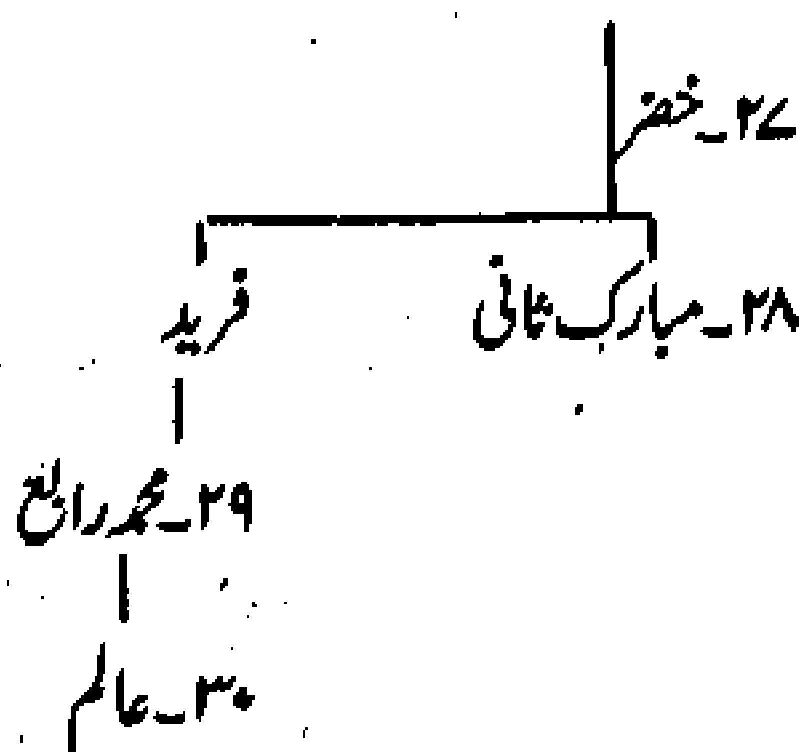
ب۔ خلجی



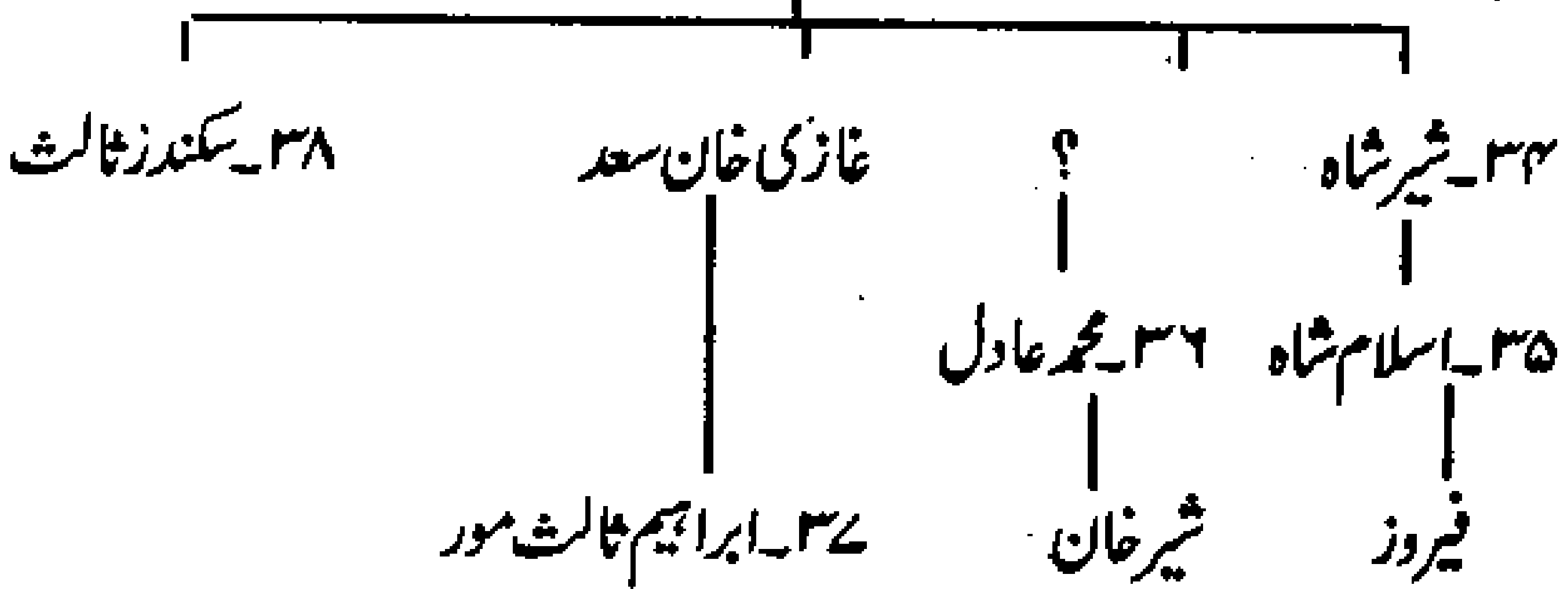
ج۔ تغلق



د۔ سادات



و۔ افاغنہ



ہندوستان کے علاقائی سلسلے

محمد بن تغلق کی قلمرو میں سارا ہندوستان، تلنگانہ اور دکن کے بعض علاقے بھی شامل تھے۔ جو علاقے دور افتادہ تھے۔ وہ محمد بن تغلق کی وفات سے پہلے ہی خود مختار بن بیٹھے تھے اور چھٹی صدی ہجری کے آغاز میں کئی اور اسلامی اور ہندو خاندان برسر اقتدار آ گئے جنہوں نے تغلقی سلطنت کو اپنی اپنی سلطنتوں میں شامل کر لیا۔ مثلاً

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۵۹۹۔۹۸۴	سلاطین و امرائے بنگال	۱۲۰۲۔۱۵۷۶
۷۹۶۔۹۰۵	سلاطین شرقی جونپور	۱۳۹۴۔۱۵۰۰
۸۰۴۔۹۳۷	سلاطین مالوہ	۱۴۰۱۔۱۵۳۰
۷۹۹۔۹۸۰	سلاطین گجرات	۱۳۹۶۔۱۵۷۲
۷۳۵۔۹۹۵	سلاطین کشمیر	۱۳۳۴۔۱۵۸۷
۸۰۱۔۱۰۰۸	سلاطین خاندیش یعنی فاروقی	۱۳۹۹۔۱۵۹۹
۷۴۸۔۹۳۳	سلاطین بہمنی (گلبرگہ میں)	۱۳۴۷۔۱۵۲۶

سلاطین بہمنی کے زوال کے بعد پانچ اور سلسلے پیدا ہو گئے۔ جنہوں نے بہمنی مقبوضات کو بانٹ لیا۔ یعنی

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۸۹۰۔۹۸۰	عماد شاہی (برار)	۱۴۸۴۔۱۵۷۲
۸۹۶۔۱۰۰۴	نظام شاہی (احمد نگر)	۱۴۹۰۔۱۵۹۵
۸۹۷۔۱۰۱۸	برید شاہی (برید)	۱۴۹۲۔۱۶۰۹
۸۹۵۔۱۰۹۷	عادل شاہی (بیجاپور)	۱۴۸۹۔۱۶۸۶
۹۱۸۔۱۰۹۸	قطب شاہی (گولکنڈہ)	۱۵۱۲۔۱۶۸۷

ہندوستان کے سلسلوں کو اکبر نے اور دکن کے سلسلوں کو اورنگ زیب نے ختم کر کے ان کے متصرفات کو اپنی قلمرو میں شامل کرلیا۔

۱۰۷۔ امراء و سلاطینِ بنگال

۵۹۹ھ تا ۹۸۴ھ

(۱۲۰۲ء تا ۱۵۷۶ء)

بنگال کا پہلا فاتح محمد بختیار تھا۔ جس نے لکھنوتی کو اپنا دارالخلافہ بنایا اور بنگال کے ایک حصے کے ساتھ اردگرد کا کچھ علاقہ ملا کر ایک چھوٹی سی سلطنت قائم کرلی۔ ساتویں صدی ہجری کے نصف اول میں حکام بنگال کا پایۂ تخت سونار گاؤں تھا اور بنگال کے صوبے میں لکھنوتی اور سونار گاؤں بھی شامل تھے۔ ان تینوں علاقوں کا ایک مشترکہ دارالخلافہ بھی تھا۔ یعنی فیروز آباد یا پنڈوہ۔ ۸۵۰ھ (۱۴۴۶ء) میں لکھنوتی پایۂ تخت قرار پایا۔ لکھنوتی کا دوسرا نام گور تھا۔ ۹۷۲ھ (۱۵۴۶ء) میں ٹانڈہ مرکز حکومت بن گیا۔

حکام بنگال کی حکومت کچھ عرصہ کے لیے صوبۂ بہار، چٹاگانگ اور اڑیسہ پر بھی رہی ہے۔ جب سلاطین دہلی کی طاقت گھٹنے لگی تو امرائے بنگال نے خود مختار ہونے کی ٹھان لی۔ چنانچہ کئی آزاد خاندان برسرِ اقتدار آگئے۔ ۹۴۴ھ اور ۹۴۶ھ کے درمیانی عرصہ میں ہمایوں نے بنگال پہ قبضہ کرلیا اور جب ۹۴۶ھ (۱۵۳۹ء) میں شیر شاہ نے ہمایوں کو شکست دی تو بنگال میں دوبارہ حکام مقرر ہونے لگے اور انہیں حکام نے ۹۶۰ھ میں کئی مستقل سلسلے کھڑے کر دیے۔

الف۔ حکّامِ بنگال

ہجری	نام	عیسوی
۵۹۹	محمد بختیار خلجی	۱۲۰۲
۶۰۲	عزالدین محمد شیران	۱۲۰۵
۶۰۵	علاؤالدین مروان	۱۲۰۸
۶۰۸	غیاث الدین عوض	۱۲۱۱
۶۲۴	ناصرالدین محمود	۱۲۲۶
۶۲۷	علاؤالدین جانی	۱۲۲۹
۶۲۷	سیف الدین ایبک	۱۲۲۹
۶۳۱	عزالدین طغرل طغان خان	۱۲۳۳
۶۴۲	قمرالدین تمرخان قیران	۱۲۴۴
۶۴۴	اختیارالدین (مغیث الدین) یوزبک	۱۲۴۶
۶۵۶	جلال الدین مسعود ملک جانی	۱۲۵۸
۶۵۷	عزالدّین بلبن	۱۲۵۸
۶۵۹؟	محمد ارسلان تتارخان	۱۲۶۰؟
	شیرخان	
	امین خان	
۶۷۷	مغیث الدین طغرل	۱۲۷۸
۶۸۱	ناصرالدین بغراخان	۱۲۸۲
۶۹۱	رکن الدین کیکاؤس	۱۲۹۱
۷۰۲	شمس الدین فیروز شاہ	۱۳۰۲

۷۱۸	شہاب الدین بغرا شاہ (مغربی بنگال)	۱۳۱۸
۷۱۰	غیاث الدین بہادر شاہ (مشرقی بنگال)	۱۳۱۰
۷۱۹	غیاث الدین بہادر شاہ (تمام بنگال)	۱۳۱۹
۷۲۳_۷۲۶	ناصر الدین لکھنوتی	۱۳۲۳_۱۳۲۵
۷۲۵_۷۳۱	بہادر شاہ دوبارہ بہرام کے ساتھ (مشرقی بنگال)	۱۳۲۴_۱۳۳۰
۷۳۱_۷۳۹	بہرام شاہ (اکیلا)	۱۳۳۰_۱۳۳۸
۷۲۶_۷۴۰	قدر خان	۱۳۲۵_۱۳۳۹
۷۲۴_۷۴۰	عز الدین اعظم الملک (ست گاؤں)	۱۳۲۳_۱۳۳۹

ب۔ سلاطینِ بنگالہ

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۷۳۹_۷۵۰	فخر الدین مبارک شاہ (مشرقی بنگال)	۱۳۳۸_۱۳۴۹
۷۵۰_۷۵۳	اختیار الدین غازی شاہ (مشرقی بنگال)	۱۳۴۹_۱۳۵۲
۷۴۰_۷۴۶	علاؤ الدین علی شاہ (مغربی بنگال)	۱۳۳۹_۱۳۴۵

خاندانِ الیاس

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۷۴۶	شمس الدین الیاس شاہ (مغربی بنگال)	۱۳۴۵
۷۵۳_۷۵۹	شمس الدین الیاس شاہ (تمام بنگال)	۱۳۵۲_۱۳۵۸
۷۵۹_۷۹۲	سکندر شاہ اوّل بن الیاس	۱۳۵۸_۱۳۸۹
	غیاث الدین اعظم شاہ بن سکندر (۷۷۲ھ میں بغاوت کی)	
۷۹۲	غیاث الدین اعظم شاہ بن سکندر (سلطنت مل گئی)	۱۳۸۹

۷۹۹	سیف الدین حمزہ شاہ بن اعظم شاہ	۱۳۹۶
۸۰۹	شمس الدین بن حمزہ شاہ	۱۴۰۶

خاندانِ راجہ کانس

۸۱۲	شہاب الدین بایزید شاہ (راجہ کانس کے ساتھ)	۱۴۰۹
۸۱۷	جلال الدین محمد شاہ بن راجہ کانس	۱۴۱۴
۸۳۵	شمس الدین احمد شاہ بن محمد	۱۴۳۱

خاندانِ الیاس (دوبارہ)

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۸۴۶	ناصر الدین محمود شاہ اوّل	۱۴۴۲
۸۶۴	رکن الدین باربک شاہ بن محمود	۱۴۵۹
۸۷۹	شمس الدین یوسف شاہ بن باربک	۱۴۷۴
۸۸۶	سکندر شاہ ثانی بن یوسف	۱۴۸۱
۸۸۶	جلال الدین فتح شاہ بن محمود اوّل	۱۴۸۱

سلاطین حبشی

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۸۹۲	سلطان شاہزادہ باربک	۱۴۸۶
۸۹۲	سیف الدین فیروز شاہ اول	۱۴۸۶
۸۹۵	ناصر الدین محمود شاہ ثانی بن فتح شاہ (از خاندانِ الیاس)	۱۴۸۹
۸۹۶	شمس الدین ابوالنصر مظفر شاہ	۱۴۹۰

خاندان حسین شاہ

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۸۹۹	علاؤالدین حسین شاہ	۱۴۹۳
۹۲۵	ناصرالدین نصرت شاہ بن حسین	۱۵۱۸
۹۳۹	علاؤالدین فیروز شاہ بن نصرت	۱۵۳۲
۹۳۹۔۹۴۴	غیاث الدین محمود شاہ ثالث بن حسین	۱۵۳۲۔۱۵۳۷

(۹۱۳ھ میں ایک چھوٹے علاقے کا حاکم تھا)

(اس خاندان کو ہمایوں نے ختم کیا تھا)

خاندانِ سور

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۹۶۰	شمس الدین محمد سور غازی شاہ	۱۵۵۲
۹۶۲	بہادر شاہ خضر بن محمد سور	۱۵۵۴
۹۶۸	غیاث الدین جلال شاہ بن محمد سور	۱۵۶۰
۹۷۱	پسرِ غیاث الدین	۱۵۶۳

خاندانِ سلیمان قرارانی

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۹۷۱	سلیمان خان قرارانی (بہار و بنگال)	۱۵۶۳
۹۸۰	بایزید شاہ بن سلیمان	۱۵۷۲
۹۸۰۔۹۸۴	داؤد شاہ بن سلیمان	۱۵۷۲۔۱۵۷۶

(اس خاندان کو مغلوں نے ختم کیا)

۱۰۸۔ سلاطینِ شرقی جونپور

خواجہ جہان (محمود تغلقی کا وزیر) وزارت کو چھوڑ کر جونپور چلا گیا۔ جہاں اس نے ایک مستقل سلسلے کی بنیاد ڈال دی۔ اس کی قلمرو میں بہار، قنوج اور بھڑائچ بھی شامل تھے۔ اس خاندان نے نہایت دانش مندی سے حکومت کی۔ یہ لوگ اپنے پہلے آقاؤں یعنی سلاطین دہلی سے کئی مرتبہ الجھے اور دو دفعہ فتح بھی حاصل کی۔ اسی طرح سلاطین مالوہ سے بھی لڑتے جھگڑتے رہے۔ آخر ۸۸۱ھ اور بقول بعض ۸۷۹ھ میں جونپور پر سکندر شاہ بن بہلول نے قبضہ کر لیا لیکن حسین شاہ جونپوری کے بعض طرفدار شاہانِ دہلی کی اطاعت سے منحرف رہے اور مدتوں اپنے خاندان کو برسرِ اقتدار لانے کی کوشش کرتے رہے۔

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۷۹۶	خواجہ جہان	۱۳۹۴
۸۰۲	مبارک شاہ	۱۳۹۹
۸۰۳	شمس الدین ابراہیم شاہ شرقی بن مبارک شاہ	۱۴۰۰
۸۴۴	محمود شاہ بن ابراہیم	۱۴۴۰
۸۶۱	محمد شاہ بن محمود (اپنے والد کے ساتھ)	۱۴۵۶
۸۶۳۔۹۰۵	حسین شاہ بن محمود (۸۸۱ھ میں بنگال بھاگ گیا اور ۹۰۵ھ میں فوت ہو گیا)	۱۴۵۸۔۱۵۰۰

(اس سلسلے کو سلاطینِ دہلی نے ختم کیا)

۱۰۹۔ شاہانِ مالوہ

مالوہ راجپوتوں کا پرانا مرکز تھا۔ یہ راجپوت تین سو برس تک مسلمانوں کا مقابلہ کرتے رہے لیکن آخر سلطان بلبن کے عہد میں سلاطین دہلی کے سامنے ہتھیار ڈالنے پہ مجبور ہو گئے۔ مالوہ کا پایۂ

تخت اوجین تھا۔ جسے راجپوتوں نے علم وادب کا مرکز بنا رکھا تھا اور ہر مؤرخ اس کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتا ہے۔ اس قلمرو کی حدود یہ تھیں۔ شمال میں چمبل، جنوب میں دریائے نربدا، مشرق میں بندھیل کھنڈ اور مغرب میں گجرات۔ سلاطینِ خلجی کے عہد میں ہوشنگ آباد، رتمبور اور ایلچ بھی اسی قلمرو کا حصہ تھے اور امرائے چتوڑ بھی کچھ مدت مالوہ کے خراج گزار رہے۔

اسلامی مالوہ کا پایہ تخت مندو قرار پایا۔ جسے ہوشنگ غوری نے پہاڑی درّوں میں ایک وسیع جگہ پہ تعمیر کیا تھا۔

مالوہ میں دو اسلامی سلسلے فرمانروا رہے۔ پہلے سلسلے کا بانی دہلی کا ایک حاکم دلاور خان غوری تھا جس کے پوتے پر یہ خاندان ختم ہو گیا تھا پوتے کا نام محمد غزنی خان تھا۔ اس کا وزیر محمود خلجی تھا جس نے اپنے آقا کے زوال کے بعد خلجیوں کا سلسلہ شروع کیا جو ۹۳۷ھ (۱۵۳۰ء) تک جاری رہا۔ اس سلسلے کو گجرات کے فرمانرواؤں نے ختم کیا جو شاہان مالوہ سے ہمیشہ برسرِ پیکار رہتے تھے۔

یہ خلجی فنِ جنگ کے ماہر تھے۔ ان کے عہد میں مالوہ کے لشکر ایک طرف دہلی کے دروازے تک اور دوسری طرف بیدر تک پہنچ گئے تھے اور چتوڑ نیز چندری کے راجپوتوں سے ہمیشہ لڑتے رہتے تھے۔

ا۔ غوری

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۸۰۴	دلاور خان غوری	۱۴۰۱
۸۰۸	ہوشنگ الب خان بن دلاور	۱۴۰۵
۸۳۸	محمد غزنی خان بن ہوشنگ	۱۴۳۴

۲۔ خلجی

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۸۳۹	محمود شاہ اول خلجی	۱۴۳۵

۸۸۰	غیاث شاہ بن محمود	۱۴۷۵
۹۰۶	ناصر شاہ بن غیاث شاہ	۱۵۰۰
۹۱۶ ـ ۹۳۷	محمود شاہ ثانی بن ناصر شاہ	۱۵۱۰ـ۱۵۳۰

۱۱۰ـ سلاطینِ گجرات

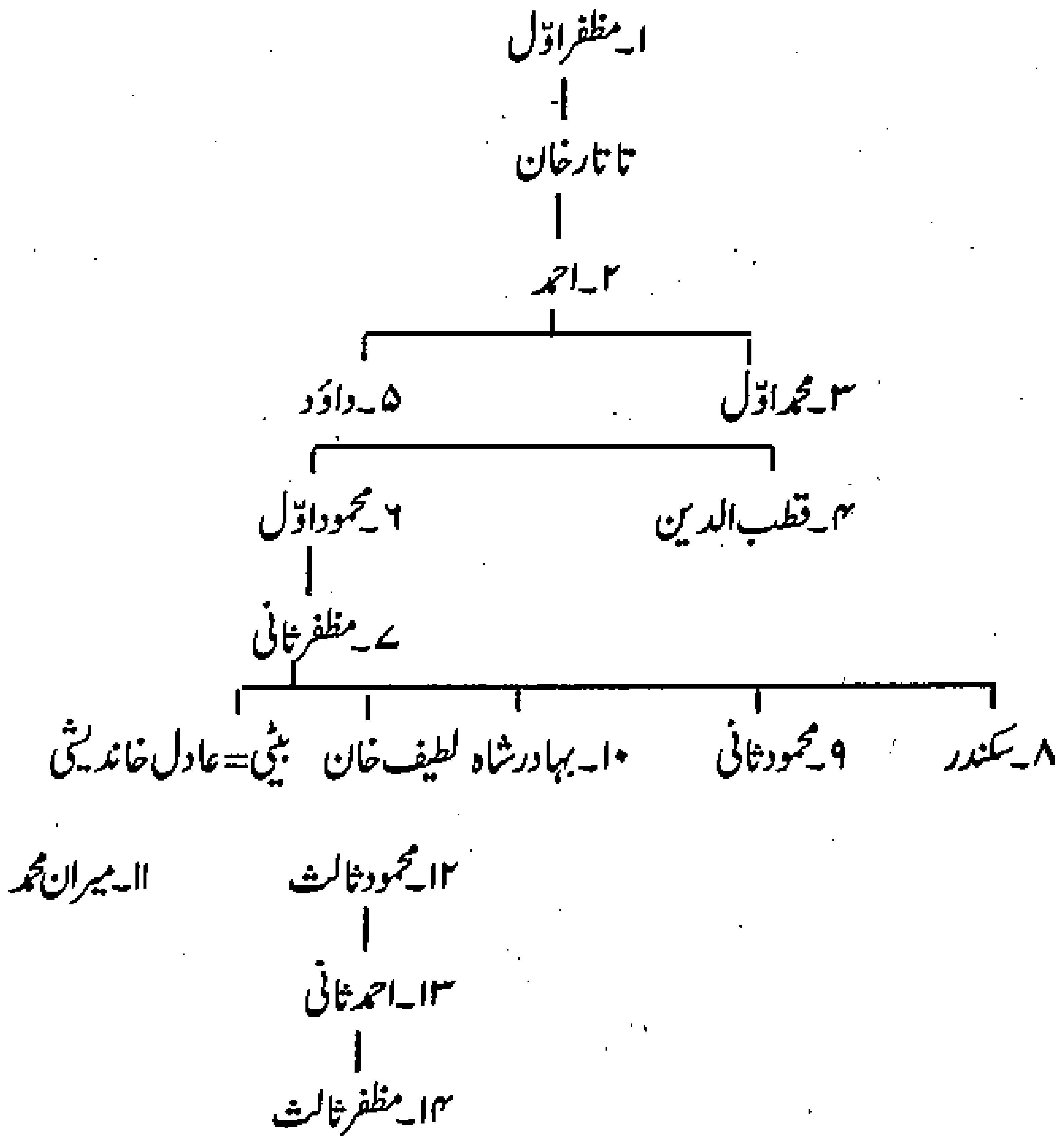
گجرات جغرافیائی تحفظات کی وجہ سے مدتوں اسلامی حملوں سے محفوظ رہا اس کے سامنے صحرائے عظیم، کوہ وندھیا کے سلسلے اور آراوالی کے پہاڑ واقع تھے اور اس لیے اس علاقے پر دریائی راستے کے بغیر چڑھائی مشکل تھی۔ آٹھویں صدی ہجری کے آخر میں دہلی کے فرمانروا علاؤالدین نے گجرات پر قبضہ کرلیا۔ سو برس بعد گجرات دوبارہ خودمختار ہو گیا لیکن اس مرتبہ اس کے فرمانروا ہندوؤں کی بجائے مسلمان تھے۔ ۷۹۴ھ میں ایک ہندو راجپوت مسلمان ہو گیا۔ اس کا اسلامی نام ظفر خان تھا۔ اسے سلطان دہلی نے گجرات کا حاکم بنا کر بھیجا۔ لیکن ۷۹۹ھ (۱۳۹۶ء) میں اس نے خودمختاری کا اعلان کردیا۔ راجپوت راجے اور بھیل کے وحشی قبائل اس کے خلاف اُٹھ پڑے اور اس کی سلطنت ایک چھوٹے سے علاقے تک محدود ہو گئی جو ساحل دریا کی سطح مرتفع پہ واقع ہے۔ بایں ہمہ جزیرہ نمائے سورت تک کا ساحل اس کے قبضے میں تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے ایدر اور دیو پہ قبضہ کرلیا۔ جالور کو برباد کر ڈالا اور ۸۱۰ھ (۱۴۰۷ء) میں مالوہ کو مسخر کرلیا۔ احمد شاہ اوّل اس کا جانشین تھا جس نے احمد آباد کی بنیاد ڈالی او اس کے بعد اس شہر کو پایہ تخت بنالیا۔ مغلوں کے عہد میں بھی یہی شہر گجرات کا دارالخلافہ رہا آج تک اسے خاص اہمیت حاصل ہے۔

محمود شاہ اوّل نے مالوہ (جو بعد میں اس خاندان کے قبضے سے نکل گیا تھا) اور خاندیش کے ساتھ لڑائیاں شروع کردیں۔ چمپنیر اور کاٹھیاوار کے ایک مشہور مقام جونگرہ کو فتح کرلیا۔ سمندری بیڑے کے زور سے دریائی ڈاکوؤں کو مسلسل شکستیں دیں اور ان پرتگالیوں سے بھی لڑا جنہیں بہادر شاہ نے دیو میں حقوق تجارت عطا کیے تھے۔ محمود اس لڑائی میں مارا گیا۔ اس خاندان کے آخری فرمانروا اپنے سرکش امرا کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر رہ گئے تھے۔ ۹۸۰ھ (۱۵۷۲ء)

میں اکبر (مغل) نے اس علاقے پہ قبضہ کرلیا اور اس کی سابقہ شان کو دوبارہ زندہ کیا جو مسلسل تنازعات کی وجہ سے مٹ چکی تھی۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۷۹۹	مظفر شاہ اوّل۔ظفر خان	۱۳۹۶
۸۱۴	احمد شاہ اوّل	۱۴۱۱
۸۴۶	محمد کریم (قریم) شاہ	۱۴۴۳
۸۵۵	قطب الدین	۱۴۵۱
۸۶۳	داؤد شاہ	۱۴۵۸
۸۶۳	محمود شاہ اوّل بایقرا	۱۴۵۸
۹۱۷	مظفر شاہ ثانی	۱۵۱۱
۹۳۲	سکندر شاہ	۱۵۲۵
۹۳۲	ناصر خان محمود ثانی	۱۵۲۵
۹۳۲	بہادر شاہ	۱۵۲۶
۹۴۳	میران محمد شاہ فاروقی (از خاندان خاندیش)	۱۵۳۶
۹۴۴	محمود شاہ ثالث	۱۵۳۷
۹۶۱	احمد شاہ ثانی	۱۵۵۳
۹۶۹۔۹۸۰	مظفر شاہ ثالث حبیب	۱۵۶۱۔۱۵۷۲

(اس سلسلے کو شہنشاہانِ مغلیہ نے ختم کیا)



۱۱۱۔ سلاطینِ خاندیش

اس سلسلے کا بانی ناصر خان ہے جس نے سلاطین دہلی کی اطاعت کا جُوا اتار پھینکا تھا اور یہ اپنے آپ کو عمر فاروقؓ کی پشت سے سمجھتا تھا۔ شاہان گجرات سے بھی رشتہ تھا۔ دریائے تپتی کا نشیبی علاقہ اس کی قلمرو میں شامل تھا۔ گجرات اور اس کی سلطنت کے درمیان ایک جنگل حدّ فارق کا کام دیتا تھا۔ اس کا پایۂ تخت قلعۂ اسیر گڑھ کے پاس ایک شہر برہان پور تھا۔

اکبر بادشاہ نے برہان پور پر قبضہ جمانے کے بعد ۹۷۰ھ (۱۵۶۲ء) میں ناصر خان کو اپنی طرف سے یہاں کا گورنر مقرر کر دیا۔ ۱۰۰۸ء میں مغلوں نے خاندیش کو مسخر کر لیا اور چھ ماہ کے

محاصرے کے بعد قلعۂ اسیر گڑھ بھی مغلیہ سلطنت کا ایک حصہ بن گیا اور اس طرح یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۷۷۲	ملک راجہ	۱۳۷۰
۸۰۱	ناصر خان	۱۳۹۹
۸۴۱	میران عادل خان اوّل	۱۴۳۷
۸۴۴	میران مبارک اوّل	۱۴۴۱
۸۶۱	عادل خان ثانی	۱۴۵۷
۹۰۹	داؤد خان	۱۵۰۳
۹۱۶	عادل خان ثالث	۱۵۱۰
۹۲۶	میران محمد شاہ اوّل	۱۵۲۰
۹۴۲	میران مبارک ثانی	۱۵۳۵
۹۷۴	میران محمد ثانی	۱۵۶۶
۹۸۴	علی خان	۱۵۷۶
۱۰۰۵۔۱۰۰۸	بہادر شاہ	۱۵۹۶۔۱۵۹۹

(اس سلسلے کو بھی شاہانِ مغلیہ نے ختم کیا)

دکن

۱۱۲۔ سلاطینِ بہمنی

مسلمانوں نے دکن کے ایک حصے پر علاؤالدین (شاہ دہلی) کے عہد میں قبضہ کیا تھا۔ ہم اوراق گزشتہ میں بتلا چکے ہیں کہ علاؤالدین نے ۱۲۹۴ء میں دیوگری اور ایلچ پور کو مسخر کر لیا تھا اور ساتپوڑہ پہاڑ کے جنوب میں اپنی نئی سلطنت کی بنیاد ڈال دی تھی۔

۱۳۲۲ء میں محمد بن تغلق نے تلینگانہ کو فتح کر کے اس نئی سلطنت اسلامی کی حدود کو اور وسیع کر لیا اور کچھ عرصے تک دیوگری ہی کو جو بعد میں دولت آباد کے نام سے مشہور ہو گیا تھا، اپنا پایۂ تخت بنائے رکھا۔ محمد بن تغلق کے زمانے میں کافی انقلابات آئے جن کا نتیجہ یہ ہوا کہ دکن کی یہ نئی سلطنت آزاد ہو گئی۔ ۷۴۷ھ (۱۳۴۷ء) سے دو سو برس بعد تک شاہانِ بہمنی گلبرگہ، درنگال اور بیدار (شمالی دکن) پر دریائے کیستنہ کے کناروں تک حکومت کرتے رہے۔

بہمنی سلسلے کا بانی ایک افغان حسن گانگو تھا جو پہلے دہلی کے ایک برہمن کے ہاں ملازم تھا۔ تغلقی شاہوں کے دربار میں بلند مناصب پہ فائز ہوا اور اپنا لقب ظفر خان رکھ لیا۔

جب اہلِ دکن نے محمد بن تغلق کے خلاف بغاوت کی تو حسن گانگو باغیوں کا سردار بن گیا۔ شاہی افواج کو دکن سے نکال دیا۔ گلبرگہ کے تخت پر سلطان بن کر بیٹھ گیا اور اپنا پورا نام علاؤالدین حسن گانگو ظفر خان بہمنی رکھ لیا۔

اس کی قلمرو شمال میں برار، جنوب میں دریائے کیستنہ، مشرق میں تلینگانہ، اور مغرب میں سمندر تک پھیلی ہوتی تھی۔ موجودہ بمبئی کا کافی علاقہ دکن کا بیشتر حصہ اور سورت اس قلمرو میں شامل تھے۔ تلینگانہ اور وجے نگر کے راجوں کو بزورِ شمشیر اپنا باجگزار بنا لیا تھا۔

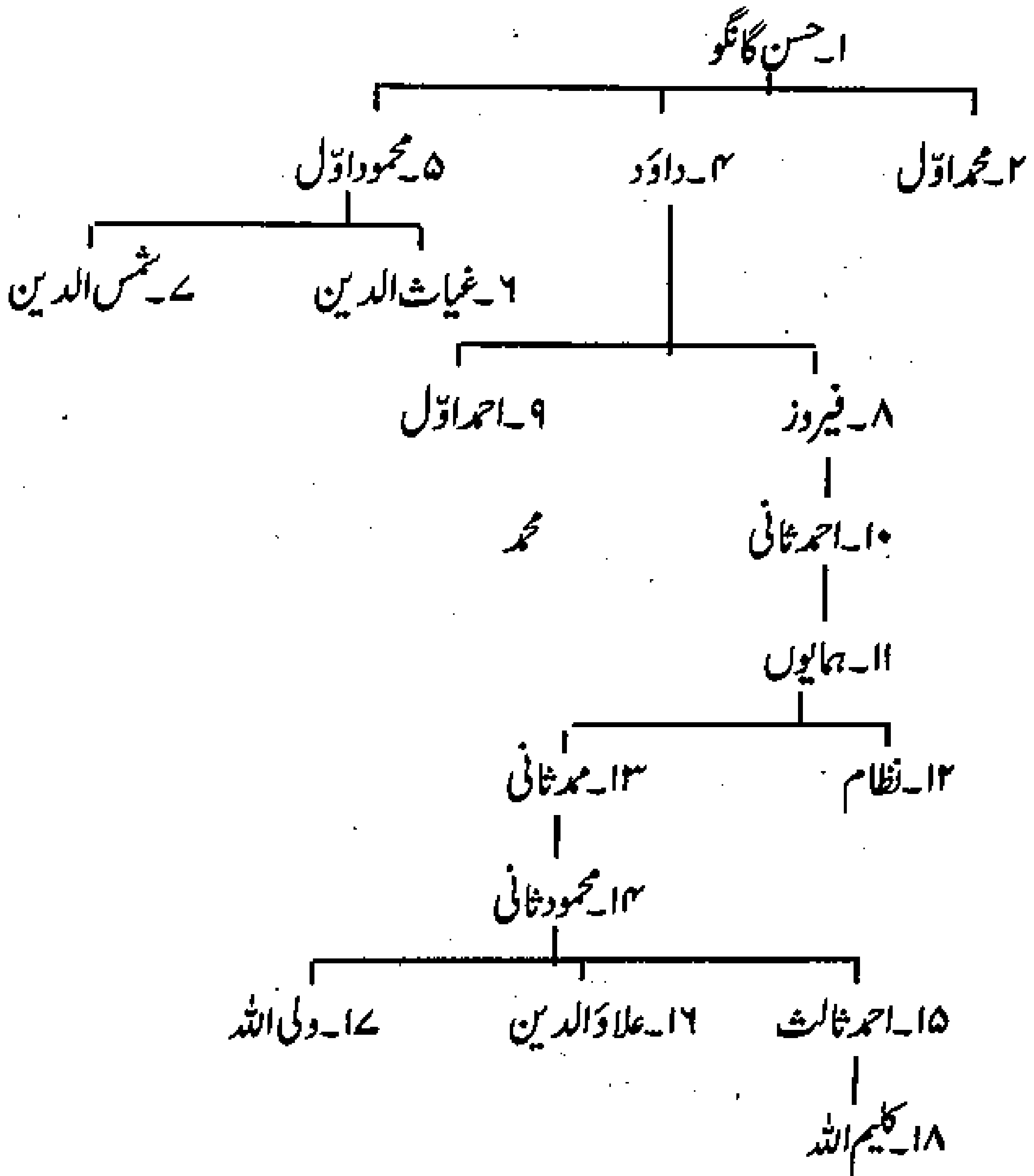
علاؤالدین احمد ثانی کے عہد میں کنکن کا علاقہ بھی اس سلطنت میں شامل ہو گیا۔ خاندیش اور گجرات کے فرمانروا بھی مغلوب ہو گئے۔ ۸۷۵ھ (۱۴۷۱ء) میں محمد شاہ ثانی نے اڑیسہ پر حملہ کیا اور شہر کنجورام پہ قبضہ کر لیا۔ جنوب میں بلگاریوں کے راجے پر حملہ کر دیا اور اس طرح سلطنت بہمنی سمندر کے مشرقی ساحل سے مغربی ساحل تک پھیل گئی۔ جس میں سارا دکن اور میسور بھی شامل تھے۔

قلمرو بہمنی کی یہی توسیع اس کے زوال کا باعث بنی۔ محمد شاہ ثانی کے ایک سردار یوسف عادل شاہ نے بیجاپور کو آزاد کرا لیا۔ نظام الملک جنیر میں خود مختار بن بیٹھا اور عماد الملک نے برابر میں علم استقلال بلند کر دیا۔ اور رفتہ رفتہ ساری سلطنت چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹ گئی۔ ان جدید سلسلوں کے نام یہ ہیں۔ برار کے عماد شاہی بیدر کے برید شاہی، احمد نگر کے نظام شاہی بیجاپور کے عادل شاہی اور گولکنڈہ کے قطب شاہی۔ ان ہی سلسلوں نے بہمنی قلمرو کو آپس میں بانٹ لیا تھا۔

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۷۴۸	حسن گانگو علاؤالدین ظفر خان	۱۳۴۷
۷۵۹	محمد شاہ اوّل	۱۳۵۸
۷۷۶	مجاہد شاہ	۱۳۷۵
۷۸۰	داؤد شاہ	۱۳۷۸
۷۸۰	محمود شاہ اوّل	۱۳۷۸
۷۹۹	غیاث الدین	۱۳۹۷
۷۹۹	شمس الدین	۱۳۹۷
۸۰۰	تاج الدین فیروز شاہ	۱۳۹۷
۸۲۵	احمد شاہ اوّل	۱۴۲۱
۸۳۸	علاؤالدین احمد شاہ ثانی	۱۴۳۵
۸۶۲	علاؤالدین ہمایوں شاہ	۱۴۵۷
۸۶۵	نظام شاہ	۱۴۶۱
۸۶۷	محمد شاہ ثانی	۱۴۶۳
۸۸۷	محمود شاہ ثانی	۱۴۸۲
۹۲۴	احمد شاہ ثالث	۱۵۱۸
۹۲۷	علاؤالدین شاہ	۱۵۲۰
۹۲۹	ولی اللہ شاہ	۱۵۲۲
۹۳۲_۹۳۳	کلیم اللہ شاہ	۱۵۲۵_۱۵۲۶

(اس سلسلے کی سلطنت کو دکن کے نئے پانچ سلسلوں نے بانٹ لیا)

سلاطین بہمنی



۱۱۳۔عماد شاہی (برار)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۸۹۰	فتح اللہ	۱۴۸۴
۹۱۰	علاؤالدین	۱۵۰۴
قریباً ۹۳۶	دریار	۱۵۲۹قریباً
قریباً ۹۶۸	برہان	۱۵۶۰قریباً
۹۷۶۔۹۸۰	توفان (غاصب)	۱۵۶۸۔۱۵۷۴

۱۱۴۔ نظام شاہی (احمد نگر)

ہجری	نام	عیسوی
۸۹۶	احمد اوّل بن نظام شاہ	۱۴۹۰
۹۱۴	برہان اوّل	۱۵۰۸
۹۶۱	حسین	۱۵۵۳
۹۷۲	مرتضیٰ	۱۵۶۵
۹۹۶	میراں حسین	۱۵۸۸
۹۹۷	اسماعیل	۱۵۸۹
۹۹۹	برہان ثانی	۱۵۹۰
۱۰۰۳	ابراہیم	۱۵۹۴
۱۰۰۴	احمد ثانی	۱۵۹۴
۱۰۰۴	بہادر	۱۵۹۵

(اس سلسلے کو شاہانِ مغلیہ نے ختم کیا)

۱۱۵۔ برید شاہی (بیدر)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۸۹۷	قاسم اوّل	۱۴۹۲
۹۱۰	امیر اوّل	۱۵۰۴
۹۴۵	علی	۱۵۳۹
۹۹۰	ابراہیم	۱۵۶۲
۹۹۷	قاسم ثانی	۱۵۶۹
۱۰۰۰	مرزا علی	۱۵۷۲
قریباً ۱۰۱۸	امیر ثانی	۱۶۰۹ قریباً

۱۱۶۔ عادل شاہی (بیجاپور)

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۸۹۵	یوسف عادل شاہ	۱۴۸۹
۹۱۶	اسماعیل	۱۵۱۱
۹۴۱	ملو	۱۵۳۴
۹۴۱	ابراہیم اوّل	۱۵۳۵
۹۶۵	علی اوّل	۱۵۵۷
۹۸۷	ابراہیم ثانی	۱۵۷۹
۱۰۳۵	محمد	۱۶۲۶
۱۰۷۰۔۱۰۹۷	علی ثانی	۱۶۶۰۔۱۶۸۶

(اس سلسلے کو بھی شاہانِ مغلیہ نے ختم کیا)

۱۱۷۔ قطب شاہی (گولکنڈہ)

ہجری	نام	عیسوی
۹۱۸	سلطان قلی	۱۵۱۲
۹۴۰	جمشید	۱۵۴۳
۹۵۷	سبحان قلی	۱۵۵۰
۹۵۷	ابراہیم	۱۵۵۰
۹۸۹	محمد قلی	۱۵۸۱
۱۰۲۰	عبداللہ	۱۶۱۱
۱۰۸۳۔۱۰۹۸	ابوالحسن	۱۶۷۲۔۱۶۸۷

(اس سلسلے کو بھی شاہانِ مغلیہ نے ختم کیا)

۱۱۸۔ سلاطین مغلیہ

۹۲۳ھ تا ۱۲۷۵ھ

۱۵۲۵ء تا ۱۸۵۷ء

ہندوستان کے مغل فاتح بابر کا رشتۂ نسب[1] پانچویں پشت میں امیر تیمور سے جا ملتا ہے۔ ۸۸۸ھ (۱۴۸۲ء) میں بابر فرغانہ میں پیدا ہوا۔ جہاں اس کا والد حکمران تھا۔ جب شیبانی ازبکوں نے ۹۱۰ھ (۱۵۰۴ء) میں فرغانہ وغیرہ پر قبضہ کر لیا تو بابر افغانستان میں بھاگ آیا اور یہیں حکومت قائم کر لی۔ ۹۰۹ھ (۱۵۰۳ء) میں بدخشاں۔ ۹۱۰ھ میں کابل اور ۹۱۳ھ (۱۵۰۷ء) میں قندھار پر قابض ہو گیا۔ ۹۳۲ھ (۱۵۲۵ء) میں ترک فوج ہمراہ لے کر پنجاب پر حملہ کر دیا اور لاہور پر قابض ہو گیا۔ ۷ رجب ۹۳۲ھ ۱۲۰ اپریل ۱۵۲۶ء کو پانی پت کے میدان میں ابراہیم لودھی کو شکست دی معاً بعد دہلی اور آگرہ کو مسخر کر لیا اور اس کی حکومت کا دامن دریائے اٹک سے بنگال تک وسیع ہو گیا۔ بابر کا ارادہ یہ تھا کہ بنگال، گجرات اور مالوہ کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لے لیکن ۹۳۷ھ (۱۵۳۰ء) میں فوت ہو گیا۔

گو بابر کے انتقال کے وقت ہمایوں کی عمر صرف انیس برس کی تھی لیکن اس نے پختہ ارادہ کر لیا کہ وہ اپنے والد کی تجاویز جہانگیری کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے گا۔ چنانچہ اس نے گجرات اور مالوہ پر حملہ کیا لیکن ناکامیاب رہا۔ بنگال کے افغانوں نے شیر شاہ سوری (جس نے برار کی حکومت دھوکے سے حاصل کی تھی) کی سپہ سالاری میں مغل افواج کو شکست پہ شکست دینا شروع کی۔ چونسا کے مقام پر ۹۴۶ھ (۱۵۳۹ء) میں شیر شاہ نے ہمایوں پہ ایک ناگہانی حملہ کر کے مغل افواج کو بنگال کی حدود سے باہر نکال دیا اور قنوج میں ہمایوں کو ایک اور شکست دے کر گجرات کے بغیر باقی سارے ہندوستان پہ قبضہ کر لیا۔ ہمایوں پہلے سندھ میں پناہ گزین ہوا پھر ایران چلا گیا۔

پندرہ سال بعد ہمایوں نے انتقام لینے کا ارادہ کیا۔ شیر شاہ فوت ہو چکا تھا اور اس کے نااہل جانشینوں کی وجہ سے ملک میں بدامنی پھیلی ہوئی تھی۔ چنانچہ ایک ہی حملے میں ہمایوں نے ۹۶۲ھ

(۱۵۵۵ء) میں دہلی پہ قبضہ کرلیا۔ ۱۵۵۶ء میں ہمایوں کا انتقال ہو گیا اور جلال الدین اکبر چودہ برس کی عمر میں تخت نشین ہوا۔

اکبر کے ایک سردار بیرم خان (ترکی النسل) نے ۲ محرم ۹۶۴ھ (۵ نومبر ۱۵۵۶ء) کو پانی پت کے تاریخی میدان میں ہندو افواج کو جو ہیمو کی کمان میں تھیں۔ شکست فاش دی۔ اس شکست کا نتیجہ یہ ہوا کہ اکبر ہندوستان کے بہت بڑے حصے کے مالک بن گیا۔ دہلی اور آگرہ کی فتح بھی اسی لڑائی کا نتیجہ تھا۔ ۹۶۶ھ (۱۵۵۷ء) میں گوالیار ۹۶۷ھ (۱۵۵۹ء) میں جونپور اور ۹۶۹ھ و ۹۷۰ھ کے درمیانی عرصہ میں مالوہ اور خاندیش پہ قابض ہو گیا چتوڑ پر حملہ کرنے کے بعد ۹۷۵ھ (۱۵۶۷ء) میں راجپوتانہ اور ۹۸۰ھ (۱۵۷۲ء) میں گجرات پہ قبضہ کرلیا۔ بنگال نے شاہانِ مغلیہ کی اطاعت کا اعلان کرنے کے بعد بغاوت کر دی۔ چنانچہ ۹۸۲ھ ۔ ۹۸۴ھ (۱۵۷۵ء۔ ۱۵۷۷ء) کے درمیانی عرصے میں اکبر نے بنگال کو دوبارہ مطیع بنایا۔ ۹۹۴ھ (۱۵۸۷ء) میں کشمیر اور چھ برس بعد قندھار کو مسخر کرلیا۔

اکبر کو معلوم ہو گیا کہ دکن کے داخلی معاملات میں دخل دینا قرین مصلحت نہیں۔ اس لیے اس نے دکن کو نظر انداز کر کے ساری توجہ سلطنت کی مدافعت پہ مرکوز کر دی۔ چونکہ خاندیش کے ساحلی علاقہ کی طرف سے اسے پورا اطمینان حاصل نہیں تھا۔ اس لیے اسے مسخر کرلیا اور اس کے پایۂ تخت یعنی برہان پور اور اسیر گڑھ کے قلعہ کو جسے ۱۰۰۸ھ (۱۶۰۱ء) میں اکبر نے انگریزی توپ اندازوں سے چھ ماہ کے مقابلے کے بعد حاصل کیا تھا۔ فوجی چھاؤنی بنالیا۔ مزید برآں برار کو قلعہ احمد نگر سمیت ۱۰۰۷ھ (۱۶۰۰ء) میں فتح کرلیا اور شاہانِ بیجاپور اور گولکنڈہ کو اپنا خراج گزار بنالیا جب تک کہ اکبر اپنی جنوبی سرحدات کی حفاظت سے فارغ نہ ہوا۔ اس نے دکن کی طرف توجہ نہ دی اور جب فارغ ہو گیا تو اس طرف متوجہ ہوا لیکن اس کی وفات ۱۰۱۴ھ (۱۶۰۵ء) تک خاص دکن کا علاقہ اس کے تصرف میں نہ آسکا۔

جہاں تک فتح دکن کا تعلق ہے۔ محمد بن تغلق کا صحیح جانشین اورنگ زیب عالمگیر تھا۔ اپنے والد شاہجہان کے زمانے میں عالمگیر ۱۰۴۵ھ سے ۱۰۵۲ھ (۱۶۳۶ء۔ ۱۶۴۳ء) تک دکن کے

مفتوحہ علاقے کا حاکم رہا۔ اس علاقے کو اس نے چار قسموں میں بانٹ رکھا تھا۔ اول دولت آباد اور احمد نگر۔ دوم۔ خاندیش۔ سوم۔ تلینگانہ اور چہارم برار۔ ۱۰۶۶ھ (۱۶۵۶ء) میں شاہ گولکنڈہ کو بھی اپنا باجگزار بنالیا۔

چونکہ عالمگیر کے بھائیوں نے تختِ دہلی کے متعلق فتنہ بپا کر دیا تھا اس لیے عالمگیر دکن کی طرف پوری طرح متوجہ نہ ہوسکا۔ جب تخت نشینی ۱۰۶۹ھ (۱۶۵۹ء) کے بعد ان جھگڑوں سے فارغ ہوا۔ تو ۱۰۹۱ھ (۱۶۸۱ء) میں جنوبی علاقوں میں مہمات کا وہ طویل سلسلہ شروع کیا جو بائیس برس بعد اس کی موت کے ساتھ ہی ختم ہوا۔ اس نے ۱۰۹۶ھ (۱۶۸۶ء) میں بیجاپور ۱۰۹۷ھ (۱۶۸۷ء) میں گولکنڈہ کی تسخیر کے ساتھ عادل شاہی اور قطب شاہی سلسلوں کو ختم کر ڈالا لیکن دکنی مرہٹوں کے نوخیز اقتدار کے سامنے اس کی ایک نہ چل سکی۔ ہر چند کہ اورنگ زیبی لشکر دکن کی ساری سرزمین کو روندتے رہے اور کئی ایک مستحکم مقامات پر قبضہ بھی کر لیا۔ لیکن خاص دکن اور اس کے گردونواح کے پہاڑوں پہ وہ ایک مرتبہ بھی قبضہ نہ جما سکے۔

عالمگیر کی وفات ۱۱۱۸ھ (۱۷۰۷ء) میں ہوئی۔ اس وقت تک اس کی سلطنت کابل سے دریائے ہگلی کے دہانے تک اور سورت سے ماسولی پٹن اور مدارس تک وسیع ہو چکی تھی۔ جزیرہ نمائے دکن کے بغیر باقی سارا ہندوستان اس کے زیرنگین تھا۔ ہاں اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ جنوبی علاقوں میں عالمگیر کا تسلط محض برائے نام تھا اور جنوبی فرمانرواؤں کا اظہار اطاعت رسمی تھا۔

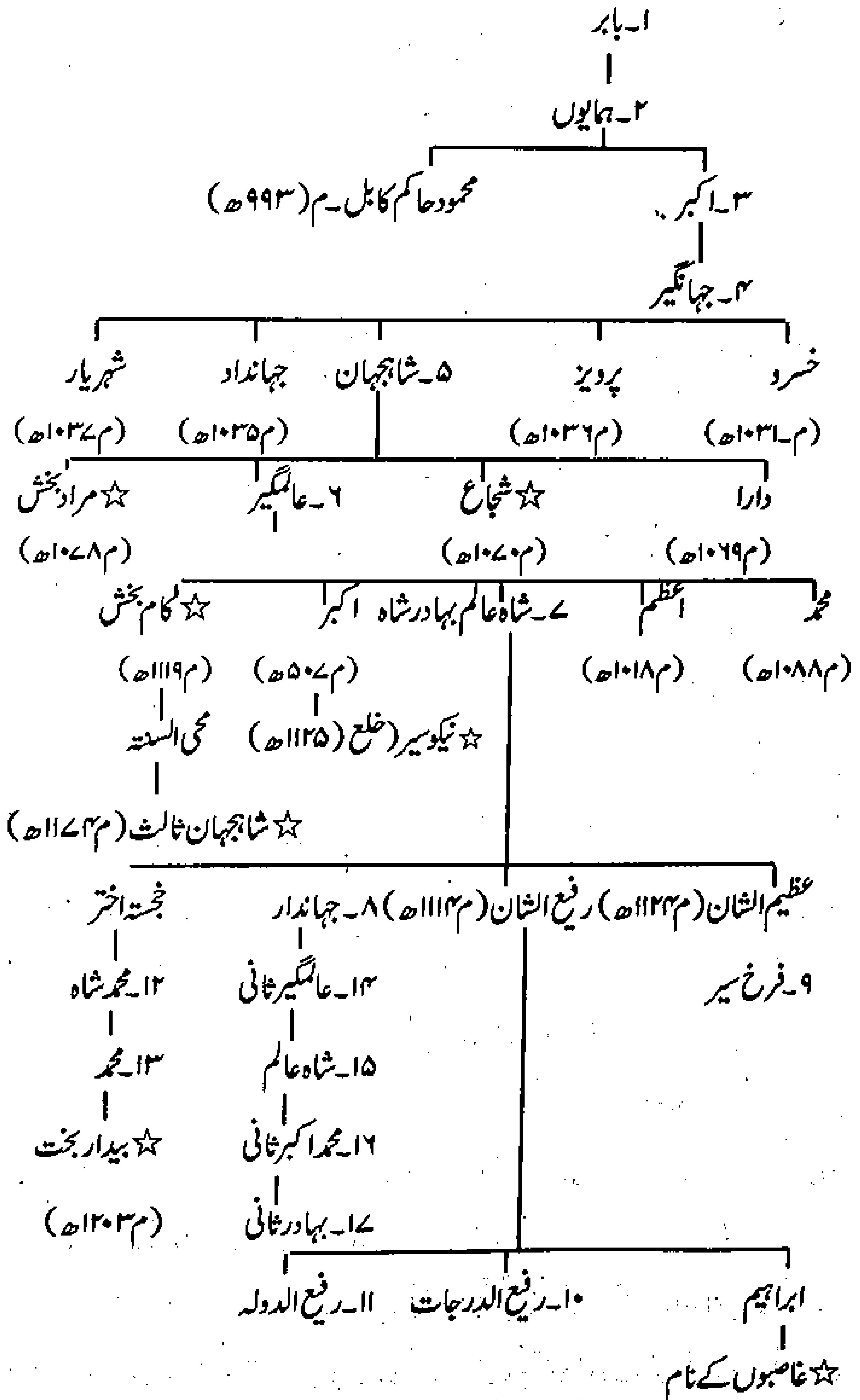
عالمگیر کے بعد سلطنت مغلیہ میں آثار ضعف نظر آنے لگے اس لیے کہ اس کے جانشین عموماً عیاش، ضعیف الارادہ اور فاسق تھے اور چند نئی اقوام مثلاً سکھوں، جاٹوں اور مرہٹوں کے مقابلہ سے ڈرتے تھے۔ اسی کمزوری کا نتیجہ تھا کہ ۱۱۵۱ھ (۱۷۳۸ء) نادر شاہ اور ۱۱۶۲ھ (۱۷۴۸ء) نیز ۱۱۷۱ھ (۱۷۵۷ء) میں احمد شاہ درانی نے ہندوستان کو روند ڈالا۔ عالمگیر کی وفات سے پچاس برس بعد بعد جنوب میں مرہٹوں نے وہ طاقت حاصل کر لی کہ ان کی فوجیں گجرات سے ہوتی ہوئی دہلی تک نکل آئیں یہ نظام ہی تھا۔ جس نے دکن میں مرہٹوں کو مشغول رکھا اور وہ باقی ہندوستان کی طرف پوری توجہ نہ دے سکے۔ راجپوت بھی مغل سیادت سے آزاد ہو چکے تھے دوسری طرف

سکھوں نے پٹھانوں سے پنجاب چھین لیا تھا۔ آگرہ میں جاٹوں نے خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ اودھ اور بنگال میں نئے سلسلے بروئے کار آ گئے۔ کلکتہ، مدارس اور بمبئی پر ایسٹ انڈیا کمپنی نے قبضہ کر لیا تھا۔ ۱۱۷۰ھ (۱۷۵۷ء) میں پلاسی Plassey کی لڑائی اور ۱۱۷۸ھ (۱۷۶۴ء) میں بکسر Buxer کی جنگ کے بعد مغلوں کی طاقت ٹوٹ چکی تھی۔ گو بظاہر ان کی سلطنت ۱۲۷۵ھ (۱۸۵۷ء) تک باقی رہی لیکن آخری تین بادشاہ انگریزوں کے وظیفہ خوار تھے۔ ۱۸۵۷ء کے غدر میں مغلوں کا آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر گرفتار ہو کر رنگون کی جیل میں ڈال دیا گیا جہاں ۱۲۷۰ھ (۱۷۸۲ء) میں اس کی وفات ہو گئی۔

ہجری	نام	عیسوی
۹۳۲	بابر۔ ظہیر الدین	۱۵۲۶
۹۳۷	ہمایوں۔ ناصر الدین	۱۵۳۰
۹۶۲	اکبر۔ جلال الدین	۱۵۵۶
۱۰۱۴	جہانگیر۔ نور الدین	۱۶۰۵
۱۰۳۷	☆داور بخش	۱۶۲۷۔۱۶۲۸
۱۰۳۷	شاہجہان۔ شہاب الدین	۱۶۲۸
۱۰۶۸	☆مراد بخش (گجرات میں)	۱۶۵۸
۱۰۶۸۔۱۰۷۰	☆شجاع (بنگال)	۱۶۵۸۔۱۶۶۰
۱۰۶۹	اورنگ زیب عالمگیر۔ محی الدین	۱۶۵۹
۱۱۱۸	☆اعظم شاہ	۱۷۰۷
۱۱۱۹	☆کام بخش	۱۷۰۸
۱۱۱۹	شاہ عالم بہادر شاہ اوّل قطب الدین	۱۷۰۸
۱۱۲۴	جہاندار معز الدین	۱۷۱۲
۱۱۲۴	فرخ سیر	۱۷۱۳

۱۱۳۱	رفیع الدرجات۔ شمس الدین	۱۷۱۹
۱۱۳۱	رفیع الدولہ شاہجہان ثانی	۱۷۱۹
۱۱۳۱	☆نیکوسیر	۱۷۱۹
۱۱۳۱	محمد شاہ ناصر الدین (رنگیلا)	۱۷۱۹
۱۱۳۲	☆ابراہیم	۱۷۲۰
۱۱۶۱	احمد	۱۷۴۸
۱۱۶۷	عالمگیر ثانی۔ عزیز الدین	۱۷۵۴
۱۱۷۳_۱۱۷۴	شاہجہان ثالث	۱۷۵۹_۱۷۶۰
۱۱۷۳	شاہ عالم جلال الدین	۱۷۵۹
۱۲۰۲_۱۲۰۳	☆بیدار بخت	۱۷۸۸
۱۲۲۱	محمد اکبر شاہ ثانی	۱۸۰۶
۱۲۵۳_۱۲۷۵	بہادر شاہ ثانی	۱۸۳۷_۱۸۵۷

(اس سلسلے کو برطانیہ نے ختم کیا)



۱۔ بابر
۲۔ ہمایوں
۳۔ اکبر
محمود حاکم کابل۔ م (۹۹۳ھ)
۴۔ جہانگیر
خسرو (م۔ ۱۰۳۱ھ)
پرویز (م ۱۰۳۶ھ)
۵۔ شاہجہان
جہانداد (م ۱۰۳۵ھ)
شہریار (م ۱۰۳۷ھ)
دارا (م ۱۰۶۹ھ)
☆ شجاع (م ۱۰۷۰ھ)
۶۔ عالمگیر
☆ مراد بخش (م ۱۰۷۸ھ)
محمد (م ۱۰۸۸ھ)
اعظم (م ۱۰۱۸ھ)
۷۔ شاہ عالم بہادر شاہ
اکبر (م ۵۰۷ھ)
☆ کام بخش (م ۱۱۱۹ھ)
☆ نیکو سیر (خلع ۱۱۲۵ھ)
محی السنۃ
☆ شاہجہان ثالث (م ۱۱۷۴ھ)
عظیم الشان (م ۱۱۲۴ھ)
رفیع الشان (م ۱۱۱۴ھ)
۸۔ جہاندار
خجستہ اختر
۹۔ فرخ سیر
۱۴۔ عالمگیر ثانی
۱۲۔ محمد شاہ
۱۵۔ شاہ عالم
۱۳۔ محمد
۱۶۔ محمد اکبر ثانی
☆ بیدار بخت (م ۱۲۰۳ھ)
۱۷۔ بہادر ثانی
ابراہیم
۱۰۔ رفیع الدرجات
۱۱۔ رفیع الدولہ
☆ غاصبوں کے نام

۱۱۹۔ امرائے افغانستان

۱۱۶۰ھ تا ۱۳۱۱ھ

(۱۷۴۷ء تا ۱۸۹۳ء)

نئے افغانستان کی مستقل حکومت ۱۱۶۰ھ (۱۷۴۷ء) سے شروع ہوئی ہے۔ غوریوں کے خاتمہ کے بعد افغانستان میں پھر کوئی مستقل سلسلہ قائم نہ ہو سکا اور یہ ملک کسی نہ کسی بڑی سلطنت کا حصہ بنا رہا۔ شروع میں یہ ایلخانانِ ایران کی قلمرو کا حصہ تھا۔ پھر سلطنت تیموری کا جزو بن گیا اور جب مغلوں نے ہندوستان میں پاؤں جما لیے تو اس کے بعد افغانستان کبھی ایران میں شامل ہو جاتا اور کبھی ہندوستان میں اور کبھی اس کے حصے بخرے ہو جاتے چنانچہ اورنگ زیب کی وفات سے کچھ عرصہ بعد تک کابل اور قندھار دولت ہند کا حصہ رہے اور ہرات ایران کا، ۱۱۵۰ھ (۱۷۳۷ء) میں نادر شاہ افشار نے قندھار، کابل پر قبضہ کر لیا اور یہیں سے وہ دہلی کی طرف بڑھا۔

۱۱۶۰ھ (۱۷۴۷ء) میں نادر قتل ہو گیا اور احمد خان نے جو ابدالی قبیلہ کا سردار تھا۔ قندھار و کابل پہ قبضہ کر کے با قاعدہ بادشاہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ ابدالی یا درّانی نے از راہِ مصلحت بارکزئی قبیلہ (یہ قبیلہ درانیوں کا مدِ مقابل تھا) کے سردار جمال کو اپنا وزیر مقرر کر لیا۔ پورے سو برس تک بادشاہ درانی خاندان سے اور وزیر بارکزئی قبیلہ سے ہوتا رہا۔

احمد خان (یا احمد شاہ) نے سارے افغانستان پہ قبضہ کر لیا۔ کئی مرتبہ ہندوستان پہ حملہ کیا اور کچھ مدت کے لیے دہلی پر بھی قابض رہا۔ کشمیر، سندھ اور پنجاب کے کچھ حصے کو بھی قلمرو افغانستان میں شامل کر لیا۔ سکھوں نے جو بارہویں صدی ہجری سے کچھ پہلے پنجاب میں اقتدار حاصل کر چکے تھے۔ احمد شاہ کو اس کے ہندی مقبوضات سے محروم کر دیا۔

احمد شاہ کے پوتے زمان شاہ نے بارکزئیوں کا قتل عام شروع کر دیا اور اس کے ظالمانہ اقدام نے بارکزئیوں کی طاقت میں مزید اضافہ کر دیا۔ چنانچہ محمود شاہ کے برائے نام عہد حکومت اور شاہ شجاع کی حکومت کے آغاز میں بارک زئی وزرا نے عنانِ حکومت عملاً اپنے ہاتھ میں لے

لی۔گو درانیوں نے طاقت واپس لینے کے لیے ہاتھ پاؤں مارے لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔جب ایوب شاہ درانی نے مغلوب الغضب ہو کر ۱۲۳۴ھ (۱۸۱۸ء) میں فتح خان بارک زئی کی آنکھیں نکال ڈالیں تو معاً درّانیوں کا خاتمہ ہو گیا۔آٹھ برس ملک میں بدامنی رہی اور ۱۲۴۲ھ (۱۸۲۶ء) میں فتح خان مقتول کا بھائی دوست محمد خان تخت افغانستان پہ قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گیا اور یہ افغانستان کا پہلا بارک زئی فرمانروا تھا۔

درّانی عہد کے آخری ایام میں حکومتِ ایران نے ہرات کو واپس لینے کے لیے حملہ کیا۔ان دنوں ہرات افغانی امراء کے قبضے میں تھا جو مرکز کی اطاعت محض برائے نام کیا کرتے تھے۔یہ حملہ ۱۲۳۲ھ (۱۸۱۶ء) میں کیا گیا لیکن ناکام رہا۔فتح خان بارک زئی نے تشونِ ایران کا منہ پھیر دیا۔ چونکہ ہرات افغانستان کا دروازہ شمار ہوتا ہے اس لیے ایران نے حکومتِ روس کی ترغیب پر ۱۲۵۳ھ (۱۸۱۷ء) میں دوبارہ حملہ کیا اور دس ماہ تک اس شہر کا محاصرہ جاری رکھا لیکن برطانیہ کے مشہور سپہ سالار الڈرڈ پوٹن گر Eldard Potinger نے اس شہر کی یوں مدافعت کی کہ ایرانی محاصرہ اٹھا کر چلتے بنے۔

جب برطانیہ کو یقین ہو گیا کہ دوست محمد خان روسیوں کے ساتھ مل گیا ہے اور ہرات خطرے میں ہے تو انگریزوں نے دوست محمد خان کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا۔یہ جنگ تھوڑے تھوڑے وقفوں کے ساتھ ۱۲۵۵ھ سے ۱۲۵۸ھ (۱۸۳۹ء۔۱۸۴۲ء) تک جاری رہی اور برطانیہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گیا چنانچہ درّانی خاندان کے ایک سابق فرمانروا یعنی شاہ شجاع کو تخت پر بٹھا دیا گیا۔اور سر ولیم میکناٹن برطانیہ کی طرف سے کابل میں سفیر مقرر ہوا۔

گو دوست محمد خان کو نظر بند کر دیا گیا تھا لیکن اس کا چھوٹا بھائی اکبر خان حصولِ اقتدار کی کوشش میں مصروف رہا۔شوال ۱۲۵۷ھ (نومبر ۱۸۴۱ء) میں میکناٹن اور برنس قتل کر دیے گئے اور انگریزی فوج کے ۱۶۰۰۰ سپاہی جو کابل میں مقیم تھے اور جنہیں وعدۂ حفاظت دے کر کابل سے ہندوستان جانے کی اجازت دے دی گئی تھی،اثنائے سفر میں قتل کر دیے گئے۔ان میں سے صرف ایک سپاہی زندہ بچ کر ہندوستان پہنچا۔

اس حرکت کا انتقام لینے کے لیے ۱۲۵۸ھ (۱۸۴۲ء) میں برطانیہ نے ایک فوج پوٹک Potick کے زیر کمان بھیجی اور اس حملے کے بعد افغان داخلی طور پر چالیس برس تک انتشار کا شکار رہے۔

۱۲۸۰ھ (۱۸۶۳ء) میں دوست محمد خان کی وفات ہوگئی۔ زندگی کے آخری سالوں میں وہ انگریز کا وظیفہ خوار تھا۔ اس کے انتقال کے بعد تاج وتخت کے متعلق اس کے لڑکوں اور پوتوں میں جھگڑا شروع ہو گیا۔ چنانچہ شیر علی خان کامیاب ہوا۔ چونکہ شیر علی خان کا رجحان روس کی طرف تھا اس لیے انگریزوں نے کابل پر پھر چڑھائی کردی اور شیر علی کو تخت سے اتار دیا اس کش مکش میں کاوگری قتل ہو گیا اور ۱۲۹۶ھ اور ۱۲۹۸ھ (۱۸۷۹ء۔۱۸۸۳ء) کے درمیان دو مرتبہ انگریزوں نے فوجیں بھیجیں۔ پہلی مرتبہ سٹورٹ Stewart کی کمان میں اور دوسری مرتبہ رابرٹس Roberts کی سپہ سالاری میں۔ ان حملوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزوں نے تخت کابل پہ عبدالرحمٰن کو بٹھادیا اور اسے امن قائم کرنے میں ہر قسم کی مدد دی۔

درّانی خاندان

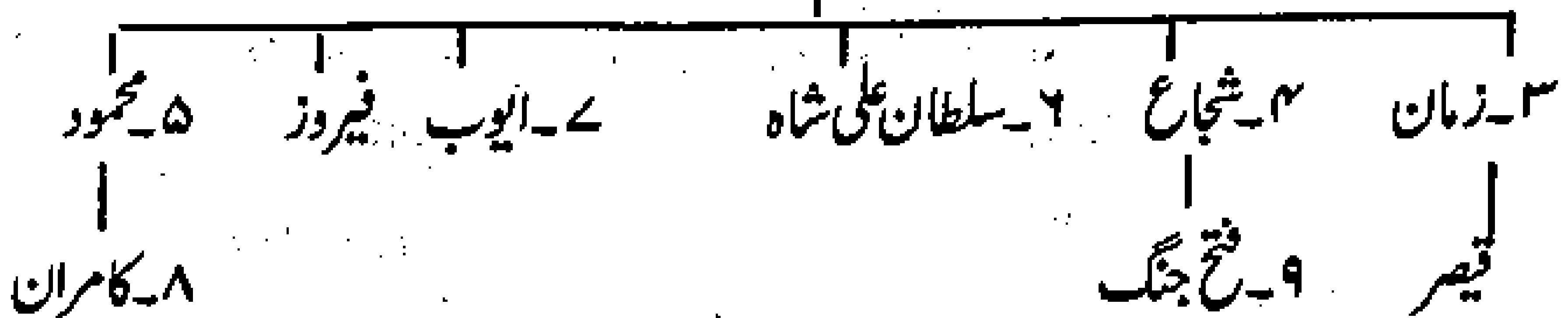
سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۱۱۶۰	احمد شاہ	۱۷۴۷
۱۱۸۷	تیمور شاہ	۱۷۷۳
۱۲۰۷	زمان شاہ	۱۷۹۳
۱۲۱۶	شاہ شجاع (شجاع الملک)	۱۸۰۱
۱۲۱۶	محمود شاہ	۱۸۰۱
۱۲۱۸	شجاع (دوسری مرتبہ)	۱۸۰۳
۱۲۲۴	محمود شاہ (دوبارہ اور آخر کار ہرات میں ۱۲۴۵ھ تک)	۱۸۰۹
۱۲۳۳	علی شاہ (کابل)	۱۸۱۷

۱۲۳۳	ایوب شاہ (پشاور و کشمیر)	۱۸۱۷
۱۲۴۵	کامران (ہرات ۱۲۵۸ھ تک)	۱۸۲۹
۱۲۵۵	شجاع (سہ بارہ)	۱۸۳۹
۱۲۵۸	فتح جنگ (اسی سال بھاگ گیا)	۱۸۴۲

بارک زئی خاندان

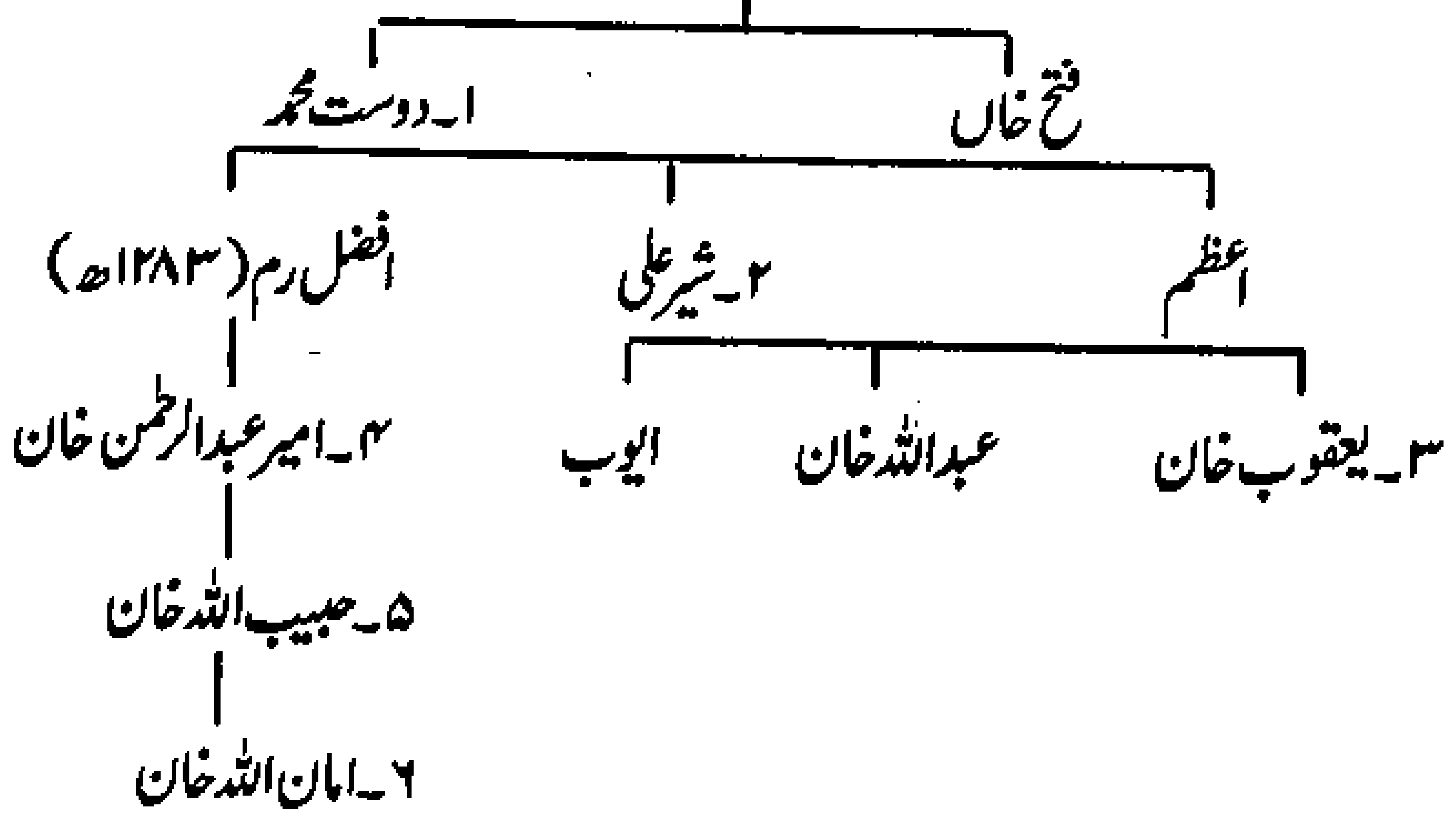
سال ہجری	نام	سال عیسوی
۱۲۴۲	دوست محمد خان	۱۸۲۶
۱۲۵۵-۱۲۵۸	شجاع (چوتھی مرتبہ)	۱۸۳۹-۱۸۴۲
۱۲۸۰	شیر علی خان	۱۸۶۳
۱۲۸۲-۱۲۸۴	افضل اور اعظم (بلخ اور کابل میں)	۱۸۶۵-۱۸۶۷
۱۲۹۶	یعقوب خان	۱۸۷۹
۱۲۹۶	عبدالرحمٰن خان ؒ	۱۸۷۹

درّانی



(کشمیر ۱۲۱۹-۱۱۲۳ھ)

بارک زئی



۱۔ بابر بن عمر شیخ بن سلطان ابوسعید بن محمد جلال الدین میراں شاہ بن تیمور۔

☆ یہ سب لوگ غاصب تھے۔ جو تخت حکومت پر ناجائز طور پر بیٹھ گئے تھے۔

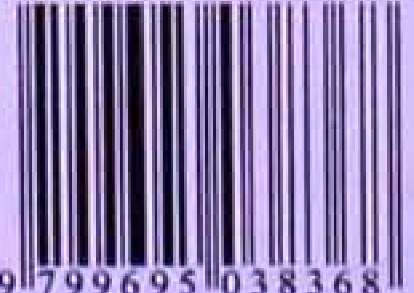
۲۔ عبدالرحمٰن خان کے بعد مندرجہ ذیل امراء تخت نشین ہوئے۔

۱۳۱۹	حبیب اللہ خان	۱۹۰۱
۱۳۳۷	امان اللہ خان	۱۹۱۹
۱۳۴۸	بچہ سقا	۱۹۳۰
۱۳۴۸	نادر خان	۱۹۳۰
۱۳۵۲	ظاہر شاہ (۱۹۶۷ء میں بھی فرمانروا تھا)	۱۹۳۳ (مترجم)

مصنف کی دیگر کتب

من کی دنیا
دو قرآن
معجم القرآن
معجم البلدان
تاریخ حدیث
عظیم کائنات کا عظیم خدا
بھائی بھائی
یورپ پر اسلام کے احسان

دانش رومی و سعدی
میری آخری کتاب
عظیم کائنات کا عظیم خدا
رمز ایمان
مضامین برق
حرف محرمانہ
سلاطین اسلام



الفیصل ناشران و تاجران کتب
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور